DUE DATE

Cl No.________________ Acc No. 10 2662

Late Fine Re. 1.00 per day for first 15 days.
Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date

سلسلۂ مطبوعات : ۶۱

سخنِ شعرا

مولّفہ
عبدالغفور نساخ

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

سخنِ شعرا

عبدالغفور نساخ

SUKHAN-E-SHOARA
BY
ABDULGHFOOR NASSAKH

PRICE Rs.22/50

پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن: ۱۹۸۲ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت: ۲۲/۵۰ روپے

عزیز الجبار خاں، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے جیسر آل آفسیٹ ورکس۔ نئی دہلی۔
میں چھپوا کر اکادمی کے دفتر قیصر باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

پیش لفظ

آجکل اردو میں جس رفتار سے ریسرچ کا کام آگے بڑھ رہا ہے، اس پر اظہار اطمینان جا سکتا ہے، لیکن کبھی کبھی بعض تحقیقی مقالات میں کیفیت کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا شائد سبب یہ بھی ہے کہ تحقیق کرنے والوں کو بنیادی مآخذ سے استفادے کا موقع نہیں ملتا۔

اردو شعرا کے تذکروں کا شمار بنیادی مآخذ میں ہوتا ہے مگر اب یہ نایاب ہوتے جا رہے اتر پردیش اردو اکادمی کے منصوبوں میں یہ امر بھی شامل ہے کہ کمیاب تذکروں کا عکس شائع جائے۔ زیر نظر تذکرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

عبدالغفور نساخ کا "سخن شعرا" انیسویں صدی میں اردو شاعروں کا اردو میں لکھا جانے آخری ضخیم تذکرہ ہے۔ اس میں چوبیس سو سے زیادہ شعرا اور شاعرات کا ذکر اور ان کے کلام کا انتخاب شامل ہے۔ "سخن شعرا" تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۸۱ھ برآمد ہوتا ہے، اس میں بعض ایسے حقایق کا بیان ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس میں ۱۲۸۱ھ بعد اضافے ہوئے۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) میں عمل میں آئی تھی کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسن قبول حاصل ہوگا۔

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
ستمبر ۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہاکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین آراے
زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی سے جسنے عرائس معانی کو پیرایۂ جمال سے
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا
اور نونہالان گلشن لطائف کو حمائل ظرائف سے مزین فرماکے عجیب پھلون سے منعقد شجرہ
جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ
رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے بالا بال اور نوبادہ ہاے
گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے * شعر *

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے　　دیکھا نہیں اس گلشن بیخار مین کھٹکا

اور گلدستہ درود وثنا محدود وصلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا فروغ شان
گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ ندبائے علوم

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہا کو
اہتمان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ما طمی البحر الزخار وعتب الحجاج الکبار بعد اسکے ہیچمیرزا ابو محمد عبد الغفور
خالدی متخلص بہ نسّاخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ امیدوار ہے
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فرید پور باشندۂ دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ یہان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشاد فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودا سے گلگونۂ مضامین پیدا ہوا دل
غنچۂ لسان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق۔ انھوین
دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے جنھون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات سے ہے ہر معنی شاخ نبات
سے ہر انداز شیرین بغیرت شان انگبین سے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہے میرا بھی جی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و ایجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ سے بنام تاریخی سخن شعرا ۱۲۸۱ تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دھلی

ان خرابا تیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا سنہ ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی اپنا غربت بسر جاتی ہے
ہجر مین ہای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سو جہان مین نام سے
پا بیگا اک دن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہیے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
نور آتش کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا +
زلفِ دراز و ابرو رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسن بتِ پر غرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا +
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوٹھے اوٹھا یا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مجھسا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثال قصرِ گردون جھکے لاکھون قصر عالی ہمے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن کترین دور کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہ نو کی طرح جو بہر تواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی تیغ نگاہ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنج عزلت اکتا
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقون کو موت کا پیغام رقص
وہ صبح دم منتِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان مین
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جور اوٹھانے کا مزا / لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو
لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے / ذبح ہیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو
کہین فرقت مین جا ئین اشک ہین ابر تر آنکھون مین / تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفان کو
مدرسے اونکے لڑکپن تقدیر پشت آئینہ / مہرسے الا ہوئی توفیق پشت آئینہ
خیاط قطع کر تو سمجھکر لباس یار / رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

ابر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جائے / ہے بلا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سے شرمندہ تھا / جان کچھ پانی مرے سے ہے چشمۂ حیوان کی طرح
سر سے لگاکے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین / یہان تلک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
دور خاموش بیٹھا رہتا ہون / اسطرح حال دل کا کہتا ہون
شور ہے او سکی اشکباری کا / آبرو چشم تر قیامت ہے
نہ دیوے کیونکے دل وہ جعد مشکین / اگر باور نہ ہو تو ہاتھ دیکھو

ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

جیسے رقیبون کے دل مین ہزار دن ہی کانٹے / گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد نیر بنگالہ ملیش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کاسۂ کی اوس / جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سوائے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار اِنکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ کہے ہے فردای قیامت پر
نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
نہین دکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلادے دو جہان کو
لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خدا سے کریم سے
کونسا دل ہے نہین جس مین خدائی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
عالم منعق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کناتی ہین گلے
حیف کی جا ہے نو وے نرم و چرب دسکی زبان
وہن اوس روے کتابی مین ہے برنا پیدا
گھڑی بھر رو کے کوی یار مین یون زنگ دل اوٹھا
آسکے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھے بھی گھڑی ہوئے
حال مجنون تو نہین نوع دگر دکھیا مجھے
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
سلا سکتے ہو تی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھہ
اسقدر نازان ہوا سے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نہایت سے ڈراتا ہے

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
نہ ہے گا پاسے بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائی کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منہ کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
نقش حب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کٹرے گھاٹ جاکا لیا
مین جا بھی ڈھونڈتا تری محفل مین رہگیا
ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلی اوترا
رقیبون نے محل باقی نرکھا عذر خواہی کا
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بند کی کہنے سے تو شاید خدا ہو جائیگا
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا نیند سے جو افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کمر بھی آنکھ سے ثابت ہوا
عمل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو میں اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر میں میرے جلے چراغ
خط دیکھے کیونکر بکی زبانی ہے نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت ہے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
اوس بلاے جاں نے آتش دیکھیے کیونکر سہنے
اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چار روزہ یہ گریز اب نہیں ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
صاحب شیشہ جو دیکھوں تو مغان کہتے ہیں
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت پڑھکر نماز

رنگ اوڑ جاتا ہے رو رو کے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یاں رہگیا واں رہگیا
پروانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہیں قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہالی میں ہوں پا ہپلوے دوست
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلواروں میں غش ہو جائینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار میں کیونکر تمام رات
اندام پر جو اوسکے ہے یہ پیرہن درست
آنکھوں میں دختر رز کے پہنچتے جاتے ہو عبث
کسطرف جاکر کروں میں سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگانے لگا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پاتا نہین مین یار کو میل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
حرص دنیا حسن عمارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوۂ دیدار بہت سے ہے مجھکو
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
جوشش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرتے دم تک
عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کا ملتے ہین رشک سے گلا
یہ گلگشت گلشن پر اون کو اوبھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجیے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھوں کو ملتا ہے جو پاے بت پر
سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دوست رنگین سے تری بیعت اوسنے کی وا
تمہین نسبت جو مجنون سے ہو لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باندھی ہے اس پر کمر گیسوون نے اغلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس
بہرزر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے سہرے سے لیے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحراے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پہ رویا کرینگی آرزو برسون
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین
تو بھی تو گر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
پریون نے کم نگاہون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کرتی ہین
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار تھو
نیلگون گنبد اٹھا یا مردم بیمار کو
اٹھ آجاتا اگر نجبہ مرجان مجھکو
تمہاری دلفریبی چین سے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
بوسہ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع روئے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وے یا نہو
پیالہ مے نہ میسر ہوا تو خوب ہوا *
کر دیا تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو قربان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
مہمان ہون مین جگہ دین سب مجھے تکلیف کرین
سبب عشق لوگ کہتے ہین ماہ حیا رہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تمکو
جھانکی حور و پری پرسے طعنہ زن تھی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
چنکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین
چلتے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھہ عشق مین مجنون سے ہے ہوا نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہین تم جبین کسیکا کام ہو
تم کسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولیگی مجھسے ترازو مین تو ہوتل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی وہ ہے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہمکو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب پیارا ور ہین تھوڑی سی
بنکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال سے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلا سے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کر دن جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا طرف اصطبل کا
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا ول ہو لیا
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
بہتر ہے بیٹھ رہنا مے خانے کے در پر اندنون
مرے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نہ بجی زمانہ سے آتش عجب نہین
جلا اوٹھا رہے وزد و حنا دست یار سے

اجمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹلی

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے
جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا
دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا
نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہون مین
پیالہ ہو مرے پہلون مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سونے مین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے
مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اوڑ سکتی نہین چڑیا
یہ طائر رشتہ برپا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہی
بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے قتل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا
قیدین زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خودبین کی رہتی ہے نظر
نصب ہے جوہر کا چرخ کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال
عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پُر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب درگذر کرین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگا کے گیا جہان دل کو
آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے
واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہین تجھ ربان روزگار کی
کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری اسکا

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر
تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے غرض سب ہے اثر   معلوم ہونگے جو کبھی ادسنے نگاہ کی
ہین حیرت ہی آپ ہی مجھکو دیوین کیا جواب اُنکا   کہ تجھ بن اب تلک کسطرح مینے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا جتے وفا دشمن   کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو
گرجال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت   مضمون تری رفتار کا باندھا نکرین گے
کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا   باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی
مین اور بار اور شب ماہتاب ہے   یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے
پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج   مرکر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے
عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر   دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ   حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو مر دیکھینگے

انجم تخلص سید غلام مصطفےٰ زمیندار موضع مصطفےٰ آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین   مجھسے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

انجم تخلص شیخ ہزبر حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسے کے کہین صبح نہ ہو یاس   کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ
سنہ ١٢٣٦ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اپنے فنون مین ہوشیار   پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی سنہ بارہ سو سٹھہ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا   مہ عید اپنے گذرا تو چاند آیا محرم کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون   بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
کہان وہ گلچہرہ اور وہ جان بلب رہنا   کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موسے کون ہے اپنا کہ پر سنگ مزار
مجھ مرنے پیک یار ہی مجھ خشمگین ہوا
سیاہ بختوں کے سینے کو ابل دو برستے پوچھ
تجھسے گئے ہی شبنم سے تھے بھول گئے
ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
پہ شامت ہجر آئی شامت زرد و کہا پسے
مجھکو مت ٹھکرا وہ بس چلتے سمجھکر دیکھکر
فائدہ تم جو بجے نزع مین یار آسے نظر
مین جھمکے چینے یہ آؤن تو سبو پی جاؤن
بہت دور ہے اپنے نزدیک قبر بھی
اوسے پیچھے ہے جو احسان وفا پیشہ بھی
کچھ سانس بکا آسے ہی رہ رہ کر یہ دور ہے
مر لے کے بعد آن کے کھلوائیں بہر یان
کٹتے ہیں لپٹ گیا وہ رہ سے
مین مجھکو بھی ہنو سمجھکو ستانے والے
آشنا کس کے ہین سب بے وفا ہین یہ دیدہ و دل
اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو جان

تیرے نام تھا اب سبز مزار رہا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا
کر مغل سر پہ رکھے ہین وہ پنجہ یار ہین چلا
وگرنہ یاد تھین ہم کو خطا ئین کیا کیا
تجھے تو سہل سا ہے شغل شکر انے کا
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر
سبے نہ یار اسے حق اور نہ یار اسے نظر
گر محتسب منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن
تجھے یاد کا فر بہانے بہت ہین
یہ وفا کون ہے کتنا ہے وہ عیار کر تو
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
آج آپ اچھے تھنے کی سنت پہ جا چلے
تقدیر اولٹ گئی ہماری
تو بھی تمنا نہ ہے جی سے جلانیوالے
ہین یہی دیدۂ تر و دل اشک ڈبانے والے
دو جڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مٹیابرج

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
خال ابرو نے مار ڈالا
رونے پر آگے ہنستے تھے ہم
احسن کیوں چھپے ہو کس کی ہے یاد

دل نے مرے ساتھ دشمنی کی
کعبہ والوں نے رہزنی کی
اب روتے ہین بات پہ ہنسی کی
کچھ ہے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبۂ بالی

مہ پاؤن جب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا | بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی | پڑتی ہے چاندنی تو وہ کملائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو گھمنڈ | سو ہی کمر نے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے | جل گیا ہون خدا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط سے احسن اللہ | کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا او ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغۂ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے جو اک مہ پارہ گرم لاف تھا | گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن | تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند | یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا | تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل
کل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین | برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے | نہ ملائین تو ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی | دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
چھوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے | ہو کیون نہ بہار ادھر اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا المخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندۂ لکھنو رہ چکے ہین انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

جھمکی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے | برش مین رکھتی ہے تلوار انکا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھرا گئین مری آنکھین | عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ
جتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
سمجھا ہے رشتۂ جان کو کوہکن اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا ۔۔۔ یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احشم تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جس وقت فاتحہ کو اٹھے وہ لوگ کے ہاتھ ۔۔۔ ماتم سے شق ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ

شہر بازار جنون سب پوچھتے ہو حال کیا ۔۔۔ کرو یا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بابو پرشاد ولد مہاسکھ راے فرخ آبادی

فراق یار میں اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے ۔۔۔ کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا مجکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم میں اوسکے جو شب چاند کا ذکر چلا ۔۔۔ اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا

ہووے نصیب جلد کہیں وصل یار کا ۔۔۔ احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف الصدق انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

جن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع ۔۔۔ بنتی نہیں بیان سکیجے جن سر کٹاے شمع

فراق گلرخان میں کھاکے داغ آہستہ آہستہ ۔۔۔ کیا سینے کو اپنے میں نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے ۔۔۔ وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون

کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو ۔۔۔ اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری میں خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ میں جب اسنے تیغ کین پکڑی ۔۔۔ نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی

دل نہیں وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے ۔۔۔ ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گرچہ ہیں دست اپنے نارسا ۔۔۔ اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی

نہ مجکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمہین کچھ ۔۔۔ پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج / مین نہ جانون کسیکی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ / دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن / بل بے قسمت واہ ری تقدیر روبے آئنہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادۂ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد ومسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف ہو کیون نہ عشق مین / پہلو مین شیشۂ مے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر / رات دوڑا اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد / تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچاے جان کدھر عندلیب زار اے گل / پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادۂ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر احمد مین مشہور ہے احمد بیگ قزلباش تخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہوا اسلیے انکا نام جدا لکھا گیا

ہوئی ہو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی / لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا اٹاوہ مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا / سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہوگیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندۂ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی / دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کریگی آئنہ رویون کی دوستی / صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاگے ہی بزم مین جو اونسے جھکائین آنکھین ‖ جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین یدِ بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا تر گا نیہ جو لخت جگر نکلا ‖ عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا
خواب راحت مین دلا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا ‖ چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم ‖ نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم
بزم مین کس کے رات جاگے تھے ‖ ہے جو اب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون ‖ سینے مین دل رہا ہے نہ جان اپنے تن مین ہے
پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم ‖ کس نوبہار حسن کی آمد چمن مین ہے
شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی ‖ جلوہ گر دہ نہوا کلبۂ احزان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اِندنون کلکتہ کے موچی کھولین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب ‖ مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت ‖ آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب
طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا نکرو ‖ خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب
میکدے مین تن لاغر مرا ایلو سا تھے ‖ بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا ‖ ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندۂ ہوگلی تاگہ مرزا قتیل لکھنؤ اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ جلیلہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج بیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیاگر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعثِ تنظیم تھا — صفحۂ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا +
کرلیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل — کھولتا تھا بند مین جسکے قباے ناز کا
اسی سے تو سرفرو ہے اس بزم مین مدام — تونے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا
لختِ دل پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ — اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہوگیا
لطف بیحد سے ترے سب دشمن جان ہوگئے — ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہوگیا

قطعہ

کل شیخ سے کہ مجتہدِ عصر سا تھا — دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا
کہنے لگا ز راہِ تبختر مجھے یہ بلند — معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا — پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون — لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش — اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب — ہے ریش جس پہ جلوہ سے رنگ خضاب کا
کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ — دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے — گر پی نجاسکے جلد یہ پیالہ شراب کا
اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو — گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام — قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین سمجھا دیکھا — ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب
نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر + — مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب
جگر آتش دلِ آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش — ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش
تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف — ہے جامۂ عصمت سے فزون تن یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر
ہے سوز دل کہ منہ میں بھی لب سے جو تیرے
کوچے میں پریزادون کے جاتا ہے تو اختر
دیا بوسہ دہن کا اوسنے ہمت اسکو کہتے ہین
ڈرے ہے بیگانے تیر سے بعد اوسکے یار ہون
آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
بسکہ اوسکا جلوۂ حسن جبین آنکھون میں ہے
کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
وفد عاشق کو ترے ابد تیائی ہے
کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
ہاتھ سے دل لے گئے تیرے قرار آنکھون سے جو
عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
دور اب وہ ہے کہ اختر جاے جس بزم مین
جگر ہے مایل سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے
ہم آغوشی میسر کسکو ہوا سے سیمبر تیری
قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا

ہے فقط دیدۂ پر نم سے مرا چشم اشکبار
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
ہر نگہ اک موج حیرت آفرین آنکھون مین ہے
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے
شب کو بے چینی سے ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے
کچھ جو اوڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے
دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی
الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے
فراق یار ہے یہ یا بلاے آسمانی ہے
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کا ہے

وان اوسنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا
یہ جھگڑا اور عشق کا آزار دیکھنا

یہان ذکو نکلنا بھی میسر نہین آتا
اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی
نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا
بجلی جو کمر اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی
سوگند ہے مرتضےٰ علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندۂ عظیم آباد

محو تماشا سب حسینان زمن مین آئنہ
ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال مہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان رامپوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھ سکون
باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد
کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادیب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہ سمجھے کہ رسوا ہونگے
آخر کار مرے قتل سے پچھتاے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ
بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلاے بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنو شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو منشعہ دل کا
تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا
مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار چھیڑ

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وان زبان کھلتی ہے
شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے آل عبا کی لیے
جو مین نہو تو ہو گردش آسمان کے لیے

آشنا تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکتا تو چلا ماے رشک گلشن چھوڑ دے | خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہے دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندۂ دہلی تیراندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا | دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدمو مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل | اونکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در دندان کے ایسی آبداری ہے | کہ جسکے سامنے پانی در خوش آب ہوتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر سنہ ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تندخو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے | ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتماد نہین | زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے | زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے سینۂ پارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے | چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آدریہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ذرا مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون | دیوے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا شوربخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

پھنکے ہے آگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا | بڑھا ہے شور یہ اب نالہ و فغان کیسا
کرے سے ہے پسند جبین بندگی خدا کی سے شان | کمان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی
ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ

محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے
اور باتین بنانے کو لگے کیا کیا مرے آگے

آرزو کو بھی وہ افسوس قضا نے چھوڑا
عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار
کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار سے اور ہے وہ دور بھی
ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا
بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا

دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے
دل ہم نے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا

غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب
مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے ابھی تم سے نہ گھبراؤ تم
پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے
یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

دلا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے
بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ تیبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ مین سونڑی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرا اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا
تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا

رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو
پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا
لو خاک مین بھی ادن سے ملایا نہ جائے گا

دعوی آب و تاب اور اوس شکل سے
منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین ہے روز عید سے | کہتے ہین اپکی جالکے پھر آیا نہ جائے گا

آزاد تخلص غلام علی خان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مسی آلودہ کی ہے تحریر لب | دل جلو نکلتا ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ | خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے | فرمایئے تو آپ کا کیا مہربان گیا

وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین | سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہنا | درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین سے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل بن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائیگا گنہگار ون | پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر بڑا ہے | پھٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر

وہ بن سنور کے ترا اینٹھنا وہ شرمانا | وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھیے مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندنون یار سے تری طرز تکلم اور ہے | طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے | خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے

ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے | مژگان نہ ہو تو خنجر براق نکالیے

آزاد تخلص میر نصیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آتا ہو ہم کو آئین | پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدر الصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین کئی دفعہ نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے محتاج بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا یون دیکھیے — یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین
کاش مقبول ہو دعاے عدو — کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا — کون رسوا نہین خراب نہین
مختصر حال چشم و دل یہ ہے — اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عشقبازی کا نشہ چڑھاتا ہے — اب وہ موسم نہین شباب نہین
گھر سے گھبرا کے کھلی بالون ہر اک کنگھی پر — کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین
اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر — کہین پرسش داد خواہان نہین
فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور — کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین
اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی — گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین
اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین — اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ — اک مہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین
کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق — شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین
مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے — یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا — لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم — حضرت یہ باتین بھلی تھین عہد شباب مین
عزی مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی — وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو
الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب — لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو
مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین — سادہ لوحی ہے جو یوسف کے خریدار ہوے
عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے — نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

ول نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان	جون جون زر کے وہ ملنے سے ہم پیشہ سے ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دور حسن مین	یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین	روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ سیج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو دار مین	مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک بین کو آئیگی کیونکر نظر کمر	تار نگہ ہے او بت نازک کمر کمر
آب رواں کی چٹکے نے طوفان اوٹھا دیا	اے بحر حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل مجھے اوسے چاند عید کا	تیغ ہلال سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا	خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنو کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

کل تو نے ہی گرم کی بغل رات	ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم ستان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس	کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کے	گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا اسیر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یارب	یہ بجلی دیکھیے گرتی کہان ہے
پھر محو خیال رخ جانانہ ہوا ہے	پھر شیشہ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا ابند ومتوفی تخلص گو ولد مرزا افضل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا ... دیو بیب ہے فرار پر — ان کسبیون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسود غضب ہے کہ ہاتھوں سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا — ہین یہ باز دستِ عقاب اب جو ہین تیر کے پر

اسیر تخلص تلبر از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر بڑا زور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو — شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون بسر کرتے ہین — کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین — کرمان زمین بھی نہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال — خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار — خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اوڑاتے ہین غبار سے ہاتھ پاؤن — چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا — بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مرد علی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساماں کا — تکلفات خانۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا — کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قدِ پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی — آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف — شربا بیچ مین دلال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہیں پری رو جو ہر
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا
بام پر چڑھتے اوترتے تو بہت کیا ہانپا
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اوٹھا
عالم کو معجزۂ مسیحا دکھاؤں میں ◆
کہنے کو یوں جہان میں ہزار روح ہیں یار دوست
مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
عید دن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی
قد ہو گر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک
اٹھے مجھکو طائر رنگ حنا کرے
ترقی کچھ جوانی میں نہیں ہے بیقراری کی
نہ سہی گر نہیں منظور ملاقات نہیں
قد جو دونوں کے خمیدہ صورت شمشیر ہیں
چاندنی میں کون آیا پاؤں میں ملکر حنا
الفت دندان جانان میں کئی جان ہر دم
گل تازہ ہے جو تن پر ہمارے زخم کاری ہے
بسکہ آنکھوں میں روشنائی ہے
چین سے سوئے شاہد مضمون ◆
پینگے ہم ملا کر بادۂ انگور تازگی میں

ابن آدم میں نہ ٹھہرا کوئی حوا ٹھہرا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
سچ تو یہ ہے کھلجاتا ہے دوبالا اپنا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہو زمانہ اوٹھا
اوبھر دے ساقیا مرے چلو میں آفتاب
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست
محتسب سے پوچھتا ہوں میں سدا میخانہ کو
ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر
لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤں میں
ماتم سرا میں ہاتھ کسیکے نہ آؤں میں
ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن میں
کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہیں
ابرو سے پیوستہ قاتل بھی کشتی گیر ہیں
جابجا ہیں سرخ بوندے چادر مہتاب میں
ہے روان کشتی ہماری موتیوں کے آب میں
مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے
خار مژگان دیا سلائی ہے
جو رباعی ہے چارپائی ہے ◆
اسے تاکا ہے ہمنے ساقیا اور اوسکو تاکے ہیں

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندۂ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہیں

بیٹھی کوئی ادا سے کر شوخ شوخیوں کے ساتھ
باتیں ہیں ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید جلال نبی برادر خورد سید آل نبی اعظم خلف غلام نبی اختر باشندۂ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہیں ۔

اسیر

ہچکیاں بے وقت آتی ہین اسیر	وقت فرقت مین کسے یاد آگیا
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت	ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون ابھی ہاتھون سے کتنون کا ہوا میرے بعد	رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے	آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط	ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مرادآباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دوامی کا گلہ کس لیے اسیر	زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہے خراب دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہوں اورسے جو لاگ لگی	نہین مہندی یہ ترے تلوونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن اللہ یار بیگ خان رسالہ دار خواہرزادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور	تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوشنویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفی آباد عرف کسمنڈی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا	اشرف بلا ہی جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار عربدہ جو کے منہ مین	یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش سے بخت کو ہر دم	پہونچیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپکو بھاتی ہے لذت انکار	نہین کی جگہ بھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان المتخلص [illegible] عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین	یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود عمر [illegible] سال مین [illegible]

اعلی صدر امین کانپور کے ہین

اوسپہ پر قامت تو بلا خیز ہے اشرف — اسواسطے ہے رنج دوبالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے امکان سے نہ کچھ کائنات سے — ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا — کہ مرے سینہ مین ہوئے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر بر علی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد و باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین ۔

تو تا ہے تیر اوٹھا نامہ لیجائے کو وہان — اگر مسیح تو سر مزدہ یہ سنبر یہ ہوجائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہور یخان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کر کے کسب باطن کی طرف مشغول ہوئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اوٹلے ہے پھرالایا — قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

پنڈت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر — بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین

پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے — سر جیا یار پہ اک گام نہ سرکے آگے

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے — جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور — کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریار و قسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجۂ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادات ای مری زیست مسیح — آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہوگیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین — اس قدر انتظار تھا دل مین
دم آخر جو ہچکی آتی تھی — وہ فراموش کار تھا دل مین
جلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر — خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مر گیا اک صنم پر آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے — الٰہی [illegible] سے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندۂ دہلی موناسی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چھتیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا — اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا
جان دی عاشق نے تیری شب کو اک نالہ کیساتھ — آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مر گیا
ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ — سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مر گیا
وہی یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب — مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا
زلفون سے بھی زیادہ کیا رخ نے دل پہ جبر — کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم — شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین
دم کا مہمان ہے اور آشفتہ — بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندۂ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر — کس پہ ہوش آپ کے کھوئے ہین کہان دل آیا
آشفتہ بزم یار مین ساقی جناب غیر — کیونکر پیون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب
کی ہو گی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین — تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات
دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال — لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفےٰ خان شیفتہ وطن انکا بارہہ مولد دہلی ہے

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ کرگون کا گھونسلا — دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی — گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ٭ / اب بھی یہین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی فراق کا غم / ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون
تم غیر سے ملے ہین کبھی سے ملا نہین / سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نے قتل کا خلل انھین اور نہ موت کو / قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے / ستمگر وہ بدخو ادا جانتا ہے
غش ہو گئے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے / پوچھیگا قیامت مین بیہوش ہے کیا کوئی
میرا بھی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار / جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے / کئی دن ہو گئے او سکا نہ جینا ہے نہ مرنا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبداللہ باشندہ سلہٹ خلف عبدالحمید شاگرد حافظ نعیم فارسی و اُردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا / کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
قبر کی کیون بنانے لوگ مین حیران ہون مین / کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا / یہ اثر کب تھا الٰہی نالۂ شبگیر کا
وادیٔ وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا / دیدۂ غول بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
ہو انہ ہو مین انداز گریبشر کا سا / تو رنج خلد مین ہوگا ہمین سفر کا سا
کھل گیا ہے میکشی مین جوہر انوار قدس / ہے تماشا گاہ بزم قدس کی مظہر شراب
رکھے زانو پر بت سے یہ پشت آئینہ / ہون مین حیران یا کہ یہ توقیر پشت آئینہ

آشفتہ تخلص حسام الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر منجھلے انتظام نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امام علی سحر

خون سے میرے حنا بندی سی نظر آتی ہے / چشم ناخن سے جو کرتے ہین شکاری ہاتھ پانو

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق بھی آئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیرے بالون مین نہین بالا سر
ہو گئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال
نکالے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون دہن تک پہونچے
لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیالِ لبِ جان بخش نہ ہوتا دل مین

در بدر پھرتے ہی اب بنت عنب تو رہین
پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبشِ لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دلِ ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انھیں ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس
سنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

الفت تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد میں میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھو کی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جاے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

الفتی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون و لیکن
شکوہ نہین کرتا شبِ ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھرا نامہ بر اوس دم
جسوقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور منت مین بہ نام کیا نام حنا کا

کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر منبر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ؛

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب سے ہے

مجھکو تو بات کل کی نہیں یاد آشنا — کہتے ہین روز حشر لو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین — اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤن مین
زنجیر در سے باندھیے دست گناہ گار — ہو کھیت کا کاٹ ڈال رہے دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندہ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین — ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبداللہ خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندہ کشن نگر کلکتے مین سرجم تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا — تو گویا شعلہ تر اک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا — شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا — کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فرخ باشندہ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھپنا یہان تک تن لاغر کا — آستخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لے آئینگے — ہائے اپنا بھی ہوا وہان سے پھر آنا مشکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین — وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہائے کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے — مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلاکے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدا ہو نصیب	پھڑکے ہے آج میری ست بار بائیں
ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے	لگا ہی لونگا مین تیغ اوس کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا ہے الہ آباد الہ آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے ہی

جوڑے سے یہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار	مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختن ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجۂ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روز ورون تک رہے آخر ش ۱۲۷۷ بارہ سو ستتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے رفتہ کے دو شنبہ مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم	شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین احبان ندار	شنبۂ ذیقعدہ بہ بست ہجری آہ دردا سے غم
۱۲۷۷	۱۲۷۷

الصب

قضا کی جو علی اصغر نے اسے نساخ	غمین سے ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ	علی اصغر موے افسوس صد حیف آج
بتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین	تمہین بتاؤ تجھے پھر کہان ہے دل میرا
منڈا کے آپ نے منت کے بال جب سے	برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے	خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے	مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مزا اضطراب کا	سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا	اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہیں دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین	وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان سے نکلے
جنون انگیز ہم فصل بہار عاشقی آئی	دل سودا زدہ پھر رنگ لایا اے رسوائی
یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی	بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی
تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے	خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی
نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے	ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی
دہان و چشم نے کیسے کیا خاموش و نابینا	نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی
بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر	کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے	شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیراندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد رب مجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا	یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے	ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین	وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال	ترے حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

اطفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس میں رہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دلی کو چلے گئے

کتنے دن مین کہ یار نے مجھ سے ٭ ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے	اطفری کچھ اثر کیا پیدا
تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا ٭	آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دہلی ترک دنیا کر کے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

مین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے
کنول کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انہین کس گل کے خار مژگان کا
کھٹک سی رہتی ہے طفل و نہار آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو فرزند علی موزون طبعی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل
دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص سردار مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمہاری غم نہین
کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین

یہ آہ و شیون نے سر اوٹھایا کہ ہجر کی تہ تہ نالے لائے
کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالون نے یہ اثر کیے

تمہارے کوچہ مین آ ہجر کی شب کئی ہی ہمکو تڑپ تڑپ کے
خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی تیری ادا نگی ہے

الحمد تخلص مولوی امامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور نواح فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل لاثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو رہنما دل کا
طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

بہشت پہونچے نہ زاہد کب اوسکی وسعت کو
عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا

لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر
سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا

کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا
سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل

تاثیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل
اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

انجام تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن یہ جلوہ رات نظر مین سے ہے
نور ہی آنکھین نہین سواب ہو گئین تاری آنکھ

سـمراز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختون کو — مگر سرمہ کو دی بیکار اسے طناز آنکھون میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری زلف — رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا — سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنو شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نرکی چوٹ یار کی — کہانی وہ ہتکنی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ
مردون سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے — سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو ملا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے — کیا جانئے پڑ گیا کہاں مجھ بخبر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہین — بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوئے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبرآباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سی گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا — انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا
نخرے کا بوسہ لب شیرین مین ہے مزا — گالی مین تیرے لطف ہے کھٹی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر — جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہین وعدۂ دیدار کیا ہے — جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے — مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجیہ اللہ خان ہیلم متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا — جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کیا کس کے عداوت کا مین نے اعظم او — ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

پاکھو صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھکر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روئی صاف سی — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کر کے کسب علم کیطرف متوجہ ہوے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سردمہری ہے — جو اوسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ ملبس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلے خلف میر ولایت اللہ خان باشندہ دہلی ملازم تہماج الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے سے تھے — وہ مشغول ہین اب لکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا حسرت ہے — اونکے ہاتھ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

اعلف تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندہ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہدہد — کچھ مجھکو جیب سے لگ لئی ایسی کہ کیا کہون

اعجا تخلص آغا حسن ولد مرزا میر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر صبا سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے رفتہ کے ملاقاتی ہین صاحب دیوان ہین

وصل کی شب بھی کرتا ہون دعا ای آغا — ہنستے تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تب فرقت سے ایسا بگڑ گیا ہے ضعف ای آغا — کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اعجا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جایسی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جلے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — سر درسے جو آغا کو دکھائے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق ریختی گو باشندہ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — بے یقین ہیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فریدالدین ابن بہاءالدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان سے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے پوینگے جام شراب ہم
لالے کا دل جلا کے کریںگے کباب ہم
اشک تر چشم سے جب دم گریہ ہمارے نکلے
مرزمان گننے لگے دان کو یہ تارے نکلے

افتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی صاحب مسند آرا بادہ ہوا کہین معجری مین ہوا آکے احوال نکالا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب سا سید ھلنے گا دیکھا اسے سرو چمن
اوسکی رعنائی سے بت تو ایسی رعنائی ملا
صبح اوسکی جام سے گذرتی ہے
شب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
ابتو آرام سے گذرتی ہے

ق

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تحفۃ الصلاح باشندۂ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں

جا چمن میں تو اب آفرین کہ جون غنچہ
لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہین گرچہ تمہین اور ناز کرنے کو
بُری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح جان قوم افغان باشندۂ لکھنؤ دکن مین جا کے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن مین ہے اوس یار کی آنکھ
جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فتحپوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم دہستان کے ملازم تعلیم مین

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا
پھیر سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا
عشق گیسو مین اولجھتی ہے طبیعت پہرون
خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد افضل باشندۂ اکبرآباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا
غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمود دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

گل گل سے نار بر کے مرا ناک مین ہے دم
کیا آج بھی وہ یار خدایا نہ جائے گا
محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گوے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھتا ہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہے اوسے رشک ترے روے حسین پر
معلوم نہین کیا ہے تہ خاک تماشا
نرگس کی جو رہتی ہے لگی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فریدپوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین ✦

سرو مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے محال ١
چاہیے کاغذ دم فکر سخن کشمیر کا

نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین
جالی غرفہ کی تری ہے دم آہو گیر کا

ہوتی ہین مفلس غنی وصفِ طلائی رنگ مین
کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در پر ہے خدا خیر کرے
خانہ بیدرد ہے خدا خیر کرے

کفِ پا سے جو ظالم مل رہا ہے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین زرد تھا رخ افسوس
چھٹے رنگ نے اوسے مارا

بیان تلک ہے نزاکت گلون کی گرمی سے
پچھنے گلتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہے جو فردہ بہار کا پہونچا

پاؤن یہ گاڑے ہے کہ جون نقش قدم ہو نہ اوٹھے
خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
بیجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین
دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین

ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو

کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف ١
مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

سخن شعرا

ہوتے ہمی کیا لگاے اگر سر مین درد ہے	اوس خاک پاک آگے تو صندل بھی گرد ہے
نہین جاینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکے لیجائے	قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہمنے پاؤن پھیلائے
آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر	چاندسی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا	آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا
فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب	ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح	ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

بس شام و سحر خیال قد یار ہو گیا	ہجر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار جو نام ماہ کا	کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا	بیان گل چراغ زیست سر شام ہو گیا
اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ	افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا
مانی نہ ایک بات یہ ٹھہرے دو دو گھڑی	منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات
اتنے خط بھیجے ہین لکھ لکھا کہ ہین یکدست نل	نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان
افضل مین کیونکر زانو نہ بیٹھون کہ یاد ہے	باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ
جھانکتے ہین وہ روزن در سے	نقش دیوار ہم ہین ششدر سے
دل ہے شکوہ زبان تک آ کر	بنگیا خنجر آپ کے ڈر سے
ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے	می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے
کل سے بجلی ہوا ن بھاگا کہ مجھے کل آئے	کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہہ دین
کوئی یہان آنے نہ پائے مگر افضل آئے

شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے
بجلی سے شرارہ ہے بھبھوکا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

یہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر دورِ شب
مستغنی مین اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ باقر علی خان بن محمد یار خان رسالہ دار باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانگی آتا ہے
فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کی جھنکار کا

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے
لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار ہین

یہ ہیا کی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین
دیکھو جسے وہ مست ہے اپنے ہی حال مین

موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے
غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین

آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے
انصاف ہو تو قصۂ قارون دلیل ہے

کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی
خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے

کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر
غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دم رک گیا نہ ہجر کا وصلت مین ای پری
شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھ کر مرا دل شاد کیجیے +
بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل
سرمۂ خاک مدینہ سے لگے گر آنکھون مین

پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون
ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی +

بجی جاے جگر تیر لگے ہو بیٹھ جاے کلیجا
کیا تجھکو خبر اے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا
مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفی خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا
ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا

جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی
کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا

عدو کے ذکر سے وہان ہوش جا بجا یہان ہو پیچ کے
مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا

خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا
مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا

قتل کرا لشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین
بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین

وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا
یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اکبر دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑکر کہا کہ واہ
تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر
دیکھ اوسکو ابر بھی یہان پانی بھرا کرے

اکرام تخلص اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی
کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز پر لبحۂ لب جان بخش آ گئے
مُردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا چلے

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے
مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا
غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا

اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے
جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت | لایا تو اُدھر سے جذبہ محبت کا یہین تھا

اگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کر دن سیر جہان کی تو بجا ہے | دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

اگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو | مر گئے یہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

اگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقۂ چشم مین کیون آج ہے دم پایرکاب | ہے کہان کا ہمین در پیش سفر دیکھین گے
منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی | ہاتین بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا | دیکھیے کیا ہوتا ہے کیا ہے
تیرا دیدار میسر ہو نئے | اِس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آنے مین سو سو نازِ | کیونکہ گھر جانے لگے شام وسحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندۂ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب | سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سکھن جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا | جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہین

جو سنتے ہین مین نے کب لب شکر فشان یار پہ | انگاہ اس مزے سے کہان ہے مری بات
چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا ئے خون | گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد مصحفی

کیا ان سنتا ہون مین تیرے ہی کہنے ورنہ | مجھکو اِک بات تو کہتا یہ داہن کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندہ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر | الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم ١١٩٦ھ گیارہ سو چھیانوی ہجری مین مرشد آباد مین گئے

اب تو اس بت کو بھی رام کیا | بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الم تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندہ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے میان تک ہمین ملول کیا | کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنے کٹار پر مارے | مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہو ان | برے وقت مین ایک تو رہ گئی

الم تخلص فضائل بیگ شاگرد عزلت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت ترے بیمار کو | اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو یہ اشک تو جوش آور ہے | قطرے کا نہین رکھ سکتی اس طفل کو دوڑا دے

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آثمی دہلوی ١١٧٠ھ گیارہ سو ستر ہجری مین تا مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہو کر راہی ملک بقا ہوئے بنگالہ صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا | اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو | کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنو مین کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان مع واسوخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت مین ہے دلکا دھڑکا | دل دون کسی نادان کو ہیہات ایسا نہین
وہ دم حسینون کا بھرتا ہے ہو چکی مری حسرت | جو خود مرےگا کسیکو جلائے گا مسیحا کیا

مرکے بھی بار خاطر نازک بدن رہا	تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
نے کرم نے مہری و بن شروت نے وفا	ای امانت دل دیا تم نے اسے کیا دیکھکر
محشر کا کیا دعدہ یہان شکل نہ دکھلائی	اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
باغ مین جاتی ہو اوس گل کی سواری اندنون	دم گھرا آئے بھرتی ہے باد بہاری اندنون
جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار	بت کو مجھا کے سامنے یاد خدا کرون
اُنسے دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف	نکیا حیرت سے بن تصویر پشت آئینہ
بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمھاری	یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری
رفتار کی چلن سے غضب کی التہاب ہے	چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو جا بجا
گردون کے دور مین اونھین کل ہین نصیب	جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے
خط اونکا دیکھ مجکو یا سہ بردی تھیا اک گالے	کہا سینہ یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت اللہ ہے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاد یہ نامہ بر تو بھیجو	مت تو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی صوبہ مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے	ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب	دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین	جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نہین جس قطرہ تک	اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد	کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بلکہ منزل مقصود کو پہونچاتی ہے	آہ کیا ہے سر دیا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندهٔ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ الیجو سے

فراق میں تلف او تھا چلے ہیں کسو کسو ہم روا اپنا — اثر یہ نالے دکھا چلے ہیں کہ دل تو سنگ کے ہلا چلے ہیں اپنا

یہ تو یہ ہے گر سینہ خاطر عالی نہ ہو — پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو

پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل — مجھکو بوئے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امراد علی نام و تخلص امراد علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہر چند وہ بے اشنا تھا
مگر ذہن اور ذکی تھا اسی برس کی عمر میں انتقال کیا

وہ پھول گر کسی نے چڑھاتے اوڑا دیئے — باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا
شروع جوانی میں انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے میں نہ آجای لچک — ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جامہ کے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

تشنہ نہ ای امید ہو ہرگز فراق میں — آخر وہ جا بہ ہو نیگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا ہمدانی امراے محمد شاہی میں تھی ہندی موسیقی
میں انکو کمال تھا سنہ گیارہ سو انسٹھ ہجری میں دہلی میں وفات پائی اشعار فارسی انکے
بیچے ہوتے ہیں

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے — در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان بنگلوی

معلوم ہیں شیخ کا ایمان کہاں ہے — زاہد کی تو تسبیح میں زنار نہاں ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف کیسے دیتی ہے جوانی کی امنگ — سر برابر نہ کبھی وقت دوپٹا ٹھہرا

لگنے آنکھوں ہی آنکھوں میں جبر کے دلکو — دیکھیے دیدۂ دلستہ میں اندھیرا ٹھہرا

بوسہ طلب کیا تو وہ چیں بر جبین ہوا — دل کی ہوس بر آئی نہ بخت نگون سے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الملک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گو رہو دہلی مین اپنے مکان مین صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

پاس وغم و آزار دجمع یہ سب چیز ہے — بلبل ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
گل جو ہم نے غنچے کے ساتھ سیر دہر کی — رلکھڑا بیٹھا ہے پالیکن خدا نے خبر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگے کھائی ہے قسم — طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر بانکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا — لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک رو گے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر — مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات سے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکر ہو تیری قد بالا کی سیر — کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھائے ہوئے ہین — کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندۂ سکندر پور مقیم اینٹھی۔

پر اوس غنچہ کے در کا دل وجان سے ہے فقیر — کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھر تھراتا ہے اب تلک خورشید — سامنے تیرے آ گیا ہو گا
اوس ستمگار انداز سے لگ کر کوئی بچتی ہے آنکھ — کیون نہ سوسے قضا نہ وقت رم تیرے گا
ای ستمگر تری رضا کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
سب مین کہا جو تمہاری ادہی جا ہو سو کرو — کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندۂ دہلی شاگرد نصیر علم مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس تشنہ گلو پر ہی سپر دیکھیو قاتل / بے آب ترا خنجر برّان نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے ہے

سخت کاوش مین ہون برنگ نگین / ایسے نام آوری کا منہ کالا

کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے / ہر صدائے پا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ معظم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا / مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا

ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے / ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر

بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو / اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر

یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر / کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر

دل خیال زلف مین تجواب رہے بے آرام ہے / رات ہوتی ہے امین بیماری ہر اک بیمار پر

کس سے تشبیہ دون بھلا تجھکو / ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا / کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم / ٹکڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا

کیا غضب تیری آن ہے پیارے / میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص میر محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بھی کہتے تھے

کیون شعلہ رو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ / رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ [illegible]

جی سے کہہ دو کہ آہ سرد کے ساتھ / ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی / سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا
کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہیں ۱۱۵۹ گیارہ سو
اونسٹھ ہجری مین دلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

سامنے اسکے سر کے تہا انجام پاس سلطنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

نقش میری دیکہکے مقتل مین یون کہنے لگے
کچہہ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا باشندہ رضا عرف جمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم
نہین امید کہ دیکہون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم
ذوق موسیقی مین اچہا دخل رکہتے تہے خاندان گورکانی سے تہے

دیکہیے آگے کیا ہووے
دل لگی مین تو ہے ابہی سے رنج

جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا
سو شوخیان نکلتی ہین جسکے حجاب مین

نیم بسمل مجہے رکہنے سے تمہین کیا حاصل
ایک ہاتہہ اور بہی خنجر کا لگاتے جاتے

نیور آج اور نظر آتے ہین اوسکے ہمدم
غیر کچہہ چہیڑتے ہی جیسے ہین بڑہاتے جاتے

انددہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکہے گل تر مردہ قفس پر
اچہی ہوس مرغ گرفتار نکالے

بار اٹہا ہین عشق نے اک پردہ نشین کے
کیون نعش ہماری سے بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکہنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو
کیون بر پانہ کرین فتنۂ محشر گیسو

واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا
پہر نہ چہوڑی کبہی اوس شوخ نے منہ پہ گیسو

انیس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندۂ لکہنؤ

دیکہو دکہلاؤ خفا ہوکے نہ ہر بار آنکہین
اب کبہی بزم مین روئین تو گنہگار آنکہین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبرآبادی امرائے محمد شاہی مین تہے ۱۱۵۸ گیارہ سو
اٹہاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبرآباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و مہر و مہ سب تجھ مین ہین الیناں — نظر کر دیکھ مشت خاک مین کیا جھمکتا ہے

انسب تخلص میر ابو طالب ولد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد درویش

سے ہے فرط داغ سے انسب کا سینہ تختہ باغ — ہر رنگ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار

آئی نہ مثل مرکز عالم نظر کمر — ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

انسخ تخلص سید ابو تراب عرف منجو صاحب مخاطب بہ مہر الدولہ ولد سید اکرم علی لکھنوی شاگرد درویش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آنے مین راقم سے ملاقات ہو گئی دو شعر ان کے لکھے جاتے ہین

باغ مین عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا — تنگی تو ان پہ جم گرد حوب سوئے کا ورق

سے ہے بہ تصور تب سے پھر آنکھ مین — پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھ مین

آئینہ رو خیال یہ انسخ کو ہے ترا — پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

انسخ تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندہ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد الیکا ۱۲۳۰ بارہ سو تیس ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدا ہی سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام جوانی سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر محجوب تخلص کرتے تھے

روشن ہو جو پرتو اپنے الدراغ جگر کا — خورشید پہ ہو جاوے گمان شمع سحر کا

ایک ہی مینا و زیر لبا نراہر نیکا ہے — سجہ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا

کیا جاوے رعب کو جو قاتل ہے عاشقو — تھرا رہا ہے پانو قرار و ثبات کا

پاؤن تک پہنچی ہے ساکن سر سے وہان لب دار — عرش تک پہونچا دھوان ہیان آہ آتش بار کا

ہو جیہ حال تو آغاز عشق کا انسخ — یہ مبتدا ہی جسکی نہین خبر پیدا

رکھے نہ کام زینت دنیا سے صاف دل — محتاج سرمہ ہو وے نہ دیدہ حباب کا

ہر بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج — دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا

پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور سے فرق — دیکھ لیا ہے جلوہ گل آفتاب کا

داغ تھمکر رہ گئے ہم فصل گل مین اے جنون — پانو ہیں زندان مین زنجیر سلاسل کا

ہو گیا جو مجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
ہین جو اے طفل مجوسی لاشہ عاشق ترے
کام لے آبرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
نمایان سبزۂ خط کب سے گرد عارض جانان
دیکھ پایے گر ترا روے منور آفتاب
ہے تماشہ این روزن کس نو مجھکو
آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
کیا خطا صیاد کی ہے دام گلہے کیا قصور
سر بلند ونکو کیا ہے کسنے عالم مین اسیر
روے روشن سا نہو گا بزم عالم مین چراغ
ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
موے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
وہ دست و رد ضعف نے حد سے بڑھا پاؤن
تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
بڑھی ہین منت اغیار سے اہل عروج اکثر
نہ ہو پہنچے فائدہ سنگین دلونسے خلق کو ہرگز
روی ساقی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
چاند تلوا اٹریان انگاری ہین پاپوش کیلیے
ہے دل صافی کو ہردم روے صافی کا خیال
بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے

آسمان تشنیہ نبا دہ رہے ساغر ہو گیا
تیرا کوچہ آج وخمہ کے برابر ہو گیا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا
اثر افسونگر و چھپا ہے زہر مار گیسو کا
زرد ہو جائے سپہر نیلگون پر آفتاب
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر آفتاب کا
کس دن نہین ہے سر و لب جو بیان سیر
دریا مین مچھلیان سے بھی ہو جائین خاص بعیر
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر آغوش
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین
نہ ہو وے صاحب روغن چراغ ماہ روشن تو
بجھائے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اسے یار آئینہ
مانند شمع جسم صفا پیرہن میرا ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے | جوشش جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی
مطلب جس سے ہو قاتل شہید اجل وہ ہو | زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر الکا مولد مرشدآباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روزون میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو کے ہجو لکھی تھی میان منظر نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما رب کریم یہان تری آن بر آئے بھلا | کہ اگر است مرے تم تو ابھی کہئے تو ہمین بلا
وہ جو محو دشت نظارہ مین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ | کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا
[illegible] دی دو سہ جام بادہ نور وہ | کہ نہ جب سے [illegible] مین ساقیا مجھے تو جہان کا بھلا
[illegible] ساقی کوثر اسے تم کو پیر مغان ملا | سمجھ اہل وجد کو مے ملا کے [illegible]
یہ جو کہتے [illegible] مین ہو نقط سو غلط ہی محض [illegible] | جدھر آنکھ اوٹھا کے لحظ کرین تو نظر آئے جلوہ وہ ملا
تجھے [illegible] کیا کون دو جہان مین کوئی بھی [illegible] | ہو تیرا کے نور سے یہ نہ ہو کہ محال وہ ہم [illegible] خلا
وہان جھوٹ جھوٹ تم نے بنا ڈٹ سو عشق کیا | ہم تیرے ایسا رونے کہ یہان جیب ہی عشق کیا
[illegible] خلوت کی ٹھہرا تی تو مین انند سے | [illegible] دو دن کے عشق کبریائی مانگتا
[illegible] تے ہی کیا کام ہمارا | قسم [illegible] غضب پوچھتے ہو نام ہمارا
چھیڑ کے کہنے لگے وگ چلے ہٹ اب تم | [illegible] جو بھول کے اوسنے کلام تینے کیا
ہر چند کر تیہ تو لڑ جاتے ہین آپس مین | [illegible] اپنا ہین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا
کیون جی کیون آپکی خاطر مین بھلا کیا آیا | کہ خفا ہو گئے کل ذکر جو میرا آیا
اوسکی بن پوچھئے جو مونٹون کی مسی یاد آئی | سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا
اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون | [illegible] ہی پڑتا ہے وہان جو بن وہ گدرایا ہوا
اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا | لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے ہے مراتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کے وقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے سو مرا فراق آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اودھم سے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو سینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی بے خوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیون سا قبا نہ لال ہوا تا یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ فرش پر

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
مین نے بین کر دئین یہان تک ہوا چو پلنگ

کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہون
جب کھلکھلا کے ہنس دو دو ہین صفائیان ہون

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین نہ مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون کے آگے تگے یہ کرتی ہین تحمل

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہوگئے لو اور سنو

غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمدًا اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آپ کا میلا کچیلا پن ہے کچھ بید ادسا

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی گاہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے کمر سے یہ مجھے دور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بنا ہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزارون سن مطلع اس نے لکا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی زن سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہے ۔ تن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے
دو بوسوں میں راضی نہ ہوا میں تو وہ بت ۔ تیری تو کسطرح سے نیت نہیں بھرتی
غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے ۔ تس پہ یہ مجھسے پوچھتا ہے ہو کیوں اداس ہے
یہ پیاس اپنی نجھے برف سے نہ شور بے سے ۔ بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے
بھری وہ آتش عشق اس دل نگار میں ہے ۔ کہ لاکھ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے
عجب لطف کچھ آتش کی چھیڑ چھاڑ میں ہے ۔ کہاں طلاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے
کھٹ گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری ۔ مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری
چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے ۔ اگر ایسے میں آجاؤ تو صنما وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہ و دلہن اسوقت ہم تم ۔ تو ہاتھ کو روپے کا تو بندے مہر دوگانا
انیا بوجانا ہو ہیں زور نگوڑا ۔ صدقے دوسے کو ڈالیے در گوہ نگوڑا
چھپتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا ۔ کوئی سادی سی مرے واسطے سی لا
سبھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ رہی اٹھکے بخت ۔ تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے اٹھکے بخت
پھول کی ایک کلی غنچے میں اپنی لیکر ۔ دم یہ بلبل نے بچلائے کہ الٰہی توبہ
گنڈا گئی مجھسے دوگانا گئی ہیں جو جھٹکی ۔ تو بس ان جاؤ بھرے لوگوں سی مجھسے کہکے
رات بھر اتنا ترستا ہی ۔ ہا جی باجی ۔ اب تو نوبت بھی اٹھو اجی باجی باجی
ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکے لیے ۔ اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں جا جی باجی
کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی ہستی کی ۔ آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل امرابوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر و کٹا دل کباب ہوا ۔ ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رات
کیا ہی نادم ہوئے ہیں اے انصاف ۔ بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین
ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

کہو وے وہن پہ تیرے جو شرط ہو مسی کی
تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر آب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو

لکھو لگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا
کمیت خامہ نہ قرطاس پہ روان ہوگا

بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال
دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل
اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا
اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علیخان

مجھ پر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر
خود حال آئینہ ہے کوئی کیا خبر کرے

کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب
شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی جد آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے ہے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر

انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا
مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

ہوا اشک خونی بہار گریبان
رگ گل بنے تار تار گریبان

روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون
حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیخان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے
دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے

کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے دون
نقصان کے سوا کہین کچھ فائدہ بھی ہے

عن شغل

کیا ہو تجھے ہو محبت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین حیدر مشہور استاد محمد بہادر شاہ و شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجائینگے پر درد اوٹھایا نہ جائے گا
الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب آئی
کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا ہوا ان
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا
داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا

وہ آنکھین نہین رہے کیا ہو گیا
وہ کاف تو اب کچھ نیا ہوگیا

مزاج ہے عند کا کہ تو تجھسے ہل
فلک یار اغیار کا ہو گیا

ہمین یہان تک آنا قیامت ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہوگیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی تو قیر پشت آئینہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر انداز ہو دلبر جو ہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسنے مینے چھپایا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دلمین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن تخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویان مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سواے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی شب ہے
پر اک تو ہی نہین افسوس سب ہے

کس سے ای شوخ ہوئی بات کو اٹھا لیا
نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
آج کی شب تو بغل جا ہے قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعرگوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ — چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج — رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

آہ یہ کس کی یادگاری ہے — آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جا کے کریگی چمن مین کیا — باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنو شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا — میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا

ہو گئے پیر انتظار رہے مین — تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا

دل و دیدہ لئے جو یار نے سو وہ رنج و غم مین کھو گیا — ہمین جن سے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد شرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے — ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

بندہ ہے تیرا لاکھ چڑھے آسمان پہ چاند — گھٹتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ باشندۂ میرٹھ

قتل پر ہین نہ وصل پہ راضی — رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا

فلک دو ون سے کیا ہم نہ چاہین — اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بد جبین خال ہے زحل — کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ

دو چار چیزین جاہیئین معشوق مین ضرور — انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندہ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

نرگس ہے چشم سرو سے قد غنچہ سے دہن ۔۔۔ رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندۂ قصبۂ بیہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب علی خان ملی حمایت

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا ۔۔۔ دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندۂ وطن مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

بہاتا ہے جوش عشق شیرین وشان مین رونا ۔۔۔ ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار رعیت اوج ہین اوس چشم کی گولی کے ۔۔۔ ہمین اس جرم پر آنکھین دکھانے سب کا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا ۔۔۔ ہوتے نشہ مین ہین مست شراب کہن کے پابجا

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اولی ۔۔۔ اوداکس سیج مجھکو اوس پری رخسار کی جو ہے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا ۔۔۔ چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر ۔۔۔ ادھر تو ہاتھ مین تسبیح اودھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندۂ دہلی اشعار فارسی اردو نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رنگینی سے ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ ۔۔۔ ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

آہ تخلص سید اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

[illegible] ہاتھون مین ہین یا چشم مست تیرا ۔۔۔ ہین حنائی پنجۂ مژگان ترکی اوہ گلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان فن معما مین دخل رکھتے ہین

[illegible] سے حسن مین گرمی نہین ہے ۔۔۔ اگر ہو دے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
ہر دلِ وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے
او تم کہین سے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
اہلِ محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لے گئے
شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا
شعرا کے یارنے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا
دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا
یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دمِ صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات
تجھے باتون مین بھلائی وہ دلِ چھین کے لیجائے
کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو
لگے مجھسے نظر اپنی چرا اسنے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح
دیدۂ گریان کو ہے جو زلفِ پُرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین ماریپچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعراے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو بزنگ پرطاؤس
ہو کیون نہ تجمل دیدۂ تنگ پرطاؤس
ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
یہان شہپر طوطی سے ہے جنگ پرطاؤس
روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف
دلِ پرویز خوش ہو خاطرِ فرہاد محزون ہو
مے گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خونِ دل مرا آنکھون سے
قدر یاقوت نہین لختِ جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے
ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نورِ سحر کے آگے

حرف بائے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار میں روح ‏— رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار میں روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جو ربتان سے سینے میں کیا کیا خراش ہے ‏— دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہے جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونق کی سن صدا مری بولا وہ دیکھیو ‏— خانہ خراب یہاں پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائیں آنکھیں ‏— ہو گئی صلح جو اک بار لڑائیں آنکھیں

بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر ‏— یار نے چین بہ جبیں ہو کے دکھائیں آنکھیں

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہائے افسوس چھٹا موسم گل ہی میں چمن ‏— مجھ سے ناکام کوئی باغ میں صیاد ہیں

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

سکھائینگے تجھے نازک مزاجیوں کا مزا ‏— اگر ذرا ہمیں دل پر کچھ اختیار رہا

تجھے تو مشغلۂ اغیار سے رہا تا صبح ‏— تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرنے ہو آنیکا پر آتے نہیں ‏— قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ بانکا

لکھتا ہوں حال جدائی کا جو تیری ای جان ‏— حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے

کسطرح دل سے بخار اپنا نکالوں باقر ‏— میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان لوس راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار مرقومۂ ذیل انتخاب کرکے لیے گئے تھے

یہی

خاک پر دانون کی تھی بسا وکہن مین کچھ رہا — صبح کے ہوتے ہی ہوئے انجمن مین کچھ نہ تھا
کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف — حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا
نمیض غم نے استقدر رگ رگ مین اسیر کی خلش — مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا
نزاکت اسکی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی چلنے مین — وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا
عرش اعلیٰ تک گزر ہے نالۂ شبگیر کا — دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا
جبہہ سائی کے بہانے تک آستان یار پر — مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا
نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا — سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا
بوسے پہ اوس سے وصل مین کیا تجھ بین رہین — گذری تمام رات سوال وجواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن — لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن
کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا — ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن
اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری — موجین ہین گال لب ہے حباب ک شنا دہن
آگے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تھی — اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن
باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب — واکر نماز فجر مین بہر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل — چھپائین کاہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص ونام شاہ ببر علی مرید وتلمیذ شاہ محمد نبی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل — پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندۂ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب — دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض وقوافی مین

انتخاب غزل کہ فقیر مین دیوان انشا نظر سے گذرا اور جو اسی لکھنؤ مین ۱۲۱۱ تہ ہوئی تھی شعر ... مزہ اچھا ہے

نہ خدا ہے نہ ... معاملہ دل کا
خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے

کمر ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح

کیا نہ مجھ سے سنگدلی دلبرون نے کی
آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس

ہم اسیرون کی اگر تیرہ نظر کاری ہین
کہے دیتی ہے بنائے قفس تا ہوتے

ہمصفیر و کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
پر خدا ہو تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات

بیان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے کم
رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے

ایسے عالم سے تو انکو جاہی خوب ہے
مجھ سے ملتے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے

آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سال ہے
ایک دن ... پھنسائینگی معتبر پلکین

تو ... ہے ... وقت پھری تیری نظر
... نکلے ... غم مین کیون کر

... کو نقرہ ... کو زر ...
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے

ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے

برا بھلا نہین ہو جائے فیصلہ دل کا
کہ دل لگی ہے ہماری یہ شغلہ دل کا

بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر
سر کا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح
ہوئے فرمان مری قسمت سو ہوئی تار قفس

ہوگی دیوار چمن صورت دیوار قفس
مرگئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس
کب ہو آ بلبل تصویر گرفتار قفس

راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس
گو مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

زاہد سے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاؤن
خوش مین ظاہر مین لگی آگ بگولا دل مین

بیچتے مین کوزہ قند مکرر چھا تبا ل ن
آنکھین صیاد مین ... ہین ستمگر پلکین

تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین
کچھ بھیڑ چھٹے تو رستا ہو

جسکو حیا ہوا اوسکو بھی ...
گگن مین چاند سے تارے شریک حال نہین

کسی سے لاش بھی اوٹھے یہ احتمال نہین
ہتھیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

باری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم — وہ ہواں داغ سے اوٹھتا ہے کہ بال نہیں
جو نکلے ہیں سیاہی کسی سے دستے ہیں — جہان میں سبزۂ شمشیر پامال نہیں
ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش میں آ — سحر ہی شام جوانی سپید ہی بال نہیں
ہما ایک لاف زنی کرے اپنی گھر میں مگر — نکل گئے منہ سے جو بولے زبان مجال نہیں
محفل میں مشکل ہے اشارے بجلی نہیں — فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی نگاہ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہوں ہوں جب سے میں اونکو بلا اور یہ کہتا — بکے بیہودہ مت وہ ڈانٹ آنکھیں نکالینگے

بدر تخلص مرزا الٰہی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا ساجد

سن لینا ایک دن کہ او سے غم نے کہا لیا — غم کہائینگا یونہیں جو یہ مزا اب کا
اپنے ہی پرستش میں ہو گا ختم کرو یہ ہنگامہ سب — گر قیامت میں ہمارے حال کا دفتر کھلا
اک عشق کشتی طوفان زدہ گرداب کو بنایا — اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
گشتانہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا — ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
میں اگر جاؤں تو نکلے مطلب دل کچھ نہیں — میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر — ایسی ہیں گوری گوری تمہاری کلائیاں

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب صبح تک — ہر نفس کے ساتھ دل میں خار سا کھٹکا کیا
کسکا خواہاں ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ — دمبدم سینے سے آنکھوں میں چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد سعدی سلیمان لکھنؤ

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی — نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ مہدی علی خان متین باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ او سنے شکستہ حال مجھے

برجستہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت تم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ — اتنا دماغ اوٹھاے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ — کوئی زلفِ یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے آندی ہے گھٹا ایسی ہوا مین — افسوس کہ ساقی وے وجام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صاحب شاگرد ناسخ واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ۱۲۷۴ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد مژگان آشنائی بحر فرقت سے مجھے — شبنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا ہیچ سے بالون کے نکلنا ہے محال — پھر بھی آئین اگر آئے مہ تابان سر پر
کمر پستی نصیب ہے اپنے عجب نہین — بدلے جبین کے ہو خطِ تقدیر پاؤن مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو — دیکھ لینا مجھے تم موسمِ گل آنے دو
سیکڑون آیۂ رحمت ہون غنیمت سمجھو — سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی پیری گھر
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت — آپ سے رکھتی ہے امید بڑی پیری گھر
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان — آتے نہین ہین خواب مین تم ملنے کے سامنے
یکسان ہین پادشاہ و گدا جوشِ عشق مین — پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوے الفت مین — تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے — روح تا شامِ شبِ فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے منس منس کے — جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے
اوڑھی کرتی لال کچین اودا و سنہری شال کی — ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دیکھو جھلک

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندر آباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا الٹے ہین جیب و گریبان کے جھاڑ — ہاتھ سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس یار کی گلگشت مین صبا — جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہو گیا
صورت گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق یار — چارہ گر کو ٹکڑے سے ٹکڑے گریبان ہو گیا
رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ — صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی — ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا — سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندۂ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا ہے یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے — زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردۂ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندۂ گوپامؤ بیشتر فارسی کہتے تھے

ملا ہے خاک تب غم سے دل غمناک سینے مین — اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندۂ خیرآباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

بھیجئے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو — نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھاتا ہے اس دل کا ٹھکانا کیا ہے — ایک دم کے لیے بھی پاس جو ٹھہرائے کوئی
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خفا کی نمود چہرے سے یہ معلوم ہو گئی — قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو یار کا سا جو پایا تو یہ کہا — پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرۂ صمصام الدولہ بہادر

جب اوسکی پہلے سر سے لب پہونچ گئی — کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جہانگیرنگر راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اشک ہر ساعت بہتی ہے نہ تھما چشم سے — ہے تماشا استخوانون مین سے گزرنا

ہر دم مجھے ندامت سے نقد ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی جو مشت خاک اپنی
اوڑتی جو کہین غبار دیکھا

تیری ہی یاد و ذکر تیرا ہی ہر آن ہے
گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی نظم و نثر

مرے بالین پہ وقت نزع آو ایک دم آکر
رہے گا حشر تک سینے مین ورنہ داغ ارمان کا

مین کہا کہ غم اوسکو اپنی ہی نہین ہمدم
کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت ہی پرستی سے آیا ہے سمجھے ہو
دل آپ کا ای بسمل سچ کہیے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

شیخ سے کو بڑا بتاتے ہو
اسکا تم کو مزا چکھا دینگے ہم

ناصحا تو یہ سلے خدا کا نام
دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس لیے
اپنا تو اب وہ دل ہی نہین وہ جگہ نہین

قاصد پھیرا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے
میری طرح سے کچھ اوسے اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکا دینگے
نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا فدوی

نہ آوے گا بیان شک اور نہ مطلب دل کے ہونٹ پہ
نہ سمجھے گا قیامت تک کبھی وہ ان اشارون کا

دل تو لے ہم سے اوس بت کافر اوٹھا لیا
اس نازکی مین پوچھو یہ کیونکر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہوگی جان لو
جان من یہ دل بڑی نازون کا ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا یاد مین ہم بن فرشتے
اب اشک سے ہے تسبیح عقیق جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا اللہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد بیگ قاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبر مین
آنکھی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

عشوہ کرشمہ شوخی غمزہ ادا و ناز
قاتل یہ یک ایک ہی بسمل برائے دل

گرمی شوخی غیر سے کرتا ہے جو وہ ہوتا
سرد ہو جاتے ہین غیرت سے ہم [illegible]

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودھ باشندہ کاکوری کا کلیہ ریختہ تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اودھ مین انتقال کیا

اسے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا
آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا

دریا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ
فانوس مین گرد ہو گئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی بیکا رام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ مین
کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین

گوری گوری انگلیان مانند شمع کافوری ہین نظر
شمعین ہین کافوری کہ یا کہ روشن ہاتھ مین

آئنہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے ہے کیون اے شوخ پر فن ہاتھ مین

دانتون کے نیچے دبائین انگلیان اغیار نے
مین جو چمکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا
وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین

جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین
ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین

نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت قاتل سے
کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے

محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو
جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بہادر

نہ میرے در پے ایذا ہے آسمان تنہا
ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ گڑہ مانک پور

کہہ دیجیو صورت مردم ہر زمان بالا سر
تھا قلق آتا ہے وقت ناگہان بالا سر

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنوی [illegible] صاحب دیوان

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
دیکھنے میں تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہیں

یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسی کی

[illegible] پہ دل بیتاب کو تسکین ہوا سے
کیونکر اسے رکھوں سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبرآبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن اصلی اکبرآباد و مولد دہلی ساکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا
پھاڑوں ایسا کہ پھر اوسمین نہ رہے تار لگا

سرسری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا
راہ بس ناپنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا

آئنہ دیکھ کے کہتا ہے بو اللہ رے مین
اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے
مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو
اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو

ق
شب گزری ہے اے سحر کے نالو
پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

ق
گر قتل کیا بقا کو خو [illegible] لو
اس بات کو منہ سے مت نکالو

میان سے بھلا ہے خون عاشق
بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تو نے اسلیے اے چرخ گرایا مجھکو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دو گے بقا کو تم آخر کے دم بوسہ
تو اوسکے نہین گویا تم آب بقا دو گے

کیا غلط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے کم ہے
خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکار ہے
کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے

یہ تیغ یار نہین زلف پریشان کے تلے
ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی
طفل اشک آتے ہی جیسے [illegible]

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان
مت گھرا جو تو مصلا [illegible]

یاد مین تیرے ہے یہ کس ابرو خمدار کے
آج کل ناخن دل ہے آہ [illegible]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی گفتگو سے	یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے
عشق مین بو ہے کبریائی کی	عاشقی جس نے کی خدائی کی
سیری مت صبا سے کر اے آہ	تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ خلد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر علیم صاحب مین عہد اول کے نوکر

ہو وفا پیمان وصل دیر آشنا دور و رنج	جو تجھے ہے کہا اسے یار نہ کیا جو کیا
کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین ہے لطف	شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا
روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر	غیر سے دھیان ہے ہوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگھ ولد فتح بہادر سنگھ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا	کیا محبت ہے درد کو دل سے
اے بہادر نہ چھوڑیو میدان	نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ منو بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کری عاشق دلگیر کرا	گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کرا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم سراج خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین	کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین
اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر	سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلائی زیارت بھی کی ہے راقم نے اونکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب بیاض ہین

رو کون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ	پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین
زبان عشق کچھ بھی نہین نظر سے اوترنا	ڈبڈبا کر رہ گئین اشکون سے جو آنکھین مین
یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو	مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے
ایک مین ہون بسیرا زار و ذلیل در سرا	ایک وہ ہین کہ نہین گھر سے جدا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

دو میرے گھر آئیں تو کیون حال دل اپنا | تقدیر سے کھل کوئی صورت اگر آئی

۲ **بہجت** تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے سحر بھی | ہے نافۂ مشک بھی گیسو سے خجل ... زنگی بھی

بھید تخلص نوازش خان خلف سید مرتضےٰ خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے مین | ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت فرزند مرزا جانجانان
و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے
اور وہین فوت کی کلام او کمال بہت شیرین ہے

قفس مین مین رہائی کے لیے کیا کیا نہین کرتا | تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
گنتا نہین مین ہر شب اے نالہ جا پہونچ | کانون تلک تو اسکے تو اے نارسا پہونچ
باتون مین آہ سنئے نکلا یا وسے بیان | رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف
کافر ہون گر زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو | اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین | شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی
رخصت ہے چشم و عقل جان جاہے جا بھی | اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہان رہے
بیان یون ہے اب تلک پوچھتے ہو | تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے
منت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی | ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
دہر مین وصل کا نہین اسباب کچھ بیان | نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضیٰ باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن قربانی

دل مرا کم ہے اک مدت سے | نہین ملتا نشان تیرے گھر کا
مرکر بھی ہون ستم کش آزار بے سبب | اس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہین

بیباک تخلص سیاق شبیر احمد رامپوری کلکتہ مین بھی آ سکے تھے میر منشی پیر علی کے

وحشت میں اگر پاؤں کا پھیلانا ہے منظور ۔۔۔ بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے چلئے

بیباک تخلص حکیم میر نجیب علی شاگرد مصحفی وطن انکا سبزوار مولد قصبہ کول امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے دہلی میں بھی گئے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا ۔۔۔ گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو گئی صبر کرکے ۔۔۔ روز کے انتظار نے مارا
داد خواہوں کے گھر گئے رستے ۔۔۔ اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے واے ۔۔۔ ہو خانہ خراب اس اجل کا +

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کس خون کی گلی میں اے بیتاب ۔۔۔ خاک پا ہے گلال سے ۔۔۔ نسخہ

بیتاب تخلص خداوردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظرافت تخلص کرتے تھے

اب کا قصد سنے ہے غیر کے گھر جانے کا ۔۔۔ فائدہ کیا ہے اجی مجھسے قسم کھانے کا
مجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر ۔۔۔ قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبد الرسول خان شاگرد امراو مرزا انور

مراد تیرے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا ۔۔۔ تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا جو مجھسے تو مجھسے منایا نہ جائے گا ۔۔۔ یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق ۔۔۔ کچھ درد دل نہیں کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رام شاگرد محمد تقا

محبت کی بھی کچھ چھپتی ہیں کیا اے ہمنشیں آنکھیں ۔۔۔ کہ غربال ہو رہا ہیں دیکھ دور ہی ہم اوسکو [illegible]
اودھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا ۔۔۔ عجب ان تھے کہ جن وزرعین [illegible]

بیتاب تخلص ستنرائن کھتری باشندہ بنارس

تیلیاں آنکھوں کی اب خانہ میں ہیں اشک سے ۔۔۔ مردم آبی کو کچھ خطرہ نہیں سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری پر مقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن ۔۔۔ دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبدالعلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھاگیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو ۔۔۔ بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم ۔۔۔ یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران مجھکو
آخر فریب کھاکے کیا اوسنے مجھکو قتل ۔۔۔ مینے کہا تھا تم سے اوٹھاؤنگے مرکے غم

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفے خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین ۔۔۔ پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قدم آفت ہوگا ۔۔۔ قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا
جی کیونکہ بچے جب کہ جلادے جگر آتش ۔۔۔ سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روئے تاباں کا ۔۔۔ گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب سرو چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دل کی ۔۔۔ مرے کنج لحد پہ حکم ہے گنج شہیدان کا
شاہ معرکۂ عشق ہین محسود یار ز ۔۔۔ غالب اس جنگ مین سلطان پہ غلام آتا ہے
آنکھون سے نہ دیکھا جو ہین تنگ اوسکا ۔۔۔ ہان فقط کان سے سننے مین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم سکندرہ ضلع علیگڑھ عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف کبھی قاتل
لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو میں

بیجان تخلص شیو کی سنگھ رمال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑے نکلے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر
جب کبھی آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رام پور

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانینگے
ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

بیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ منیعم بالفعل ڈاکٹری سیکھتے ہیں راقم الحروف کے ملاقاتی ہیں

شاعروں کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے
یعنے وہ بدلتے ہیں جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو سیان نہ آنا تھا
روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

بیخود تمکنت کو چشم کم سے مت دیکھ اے زاہد
بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہ گیا پیکان جو پہلو میں ترا اچھا ہوا
دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا

تھی ہمیں مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس
ہو گیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی صاحب زمیندار بمہری براون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھیں ہوتیں جو دو بار ابھی تمھیں دیکھا ہو
ہاں مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل

نہ تھیں سحر کی عادت نہ اسے صبر کی خو
تم بھی مجبور ہو بندے سے کا بھی لاچار ہے دل

آخر ان نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو
دیکھیں کب توڑینگی یہ زنجیر حیا آنکھیں

ایک بوسہ تر ہونٹوں سے مثل ٹھرہ برگشتہ
آنکھ نیت نہیں رکھتیں وہ یہ تیرا عدا آنکھیں

آ گیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا
بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ

پیدا ہو تیر پہلو سے اسے درد عشق
بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مرے

کیا مین نے گلہ وہ تو برہم نہ ہو
تمھین سے بگاڑی سے ہے عادت مری

چشم ساقی پر ہوا آکر فدا
بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے
حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بھیلونک ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا
تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا

کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے
نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کر

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پا
آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق مرید حضرت مولانا فخرالدین شعرگوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد مین جاکر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن
جی سے نہ ترے غبار نکلا

تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار
گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

پھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا

ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون
رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا

واہ واہ اے قاتل یہ فہم یون ہی چاہیے
ہم سے ہونا آشنا غیرون سے ہونا آشنا

دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک
ہر چند غبار ہو گئے ہم

خرقہ رہن شراب کرتا ہون
دل زاہد کباب کرتا ہون

جان ہین مشتاقون کی لب پر آ رہی
بل بے ظالم تیری بے پروائیان

من شعر

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین — ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوتے — کس سے اونہین وداع کر پھر گفتگو کرتین

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی — کون سینے سے لے گیا دل کو

دیکھ اوس گیسوی مشکین کی ادائین شانہ — دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ

ہے زمانے سے مدار روز و شب ہندونکا — شام کہتے ہو جسے ہے سحر بیدانہ

شکوہ کم کبھی آنکھونسے اوسکی نہ کرو — گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اِس منہ سے سمجھے ای طوطی — دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ

ابتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے — اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم — مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کسلیے — مین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا

عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی — کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرہ خواجہ رحمت اللہ خان عاشق تخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہوسکے خفا جب مرے گھر سے نکلا — ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

آہ اوسکو دم تاو کر گئی — گاہ دل گاہ جگر یاد آیا

دل پرغم کے رہنے کے ہی دونون ٹھکانے ہین — کبھی چاہ زنخدان مین کبھی زلف پریشان مین

نگہ کی چشم کی زلف دوتا کے — سہی اِک دل جفا کس کس بلا کے

بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل — تمہین بھی دیکھے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اور صاحب عقیدہ اونکے مشہور جہان ہین احیانا و تفننا شعر ریختہ بھی

شتھے سنہ ۱۲۱۰ گیارہ سو تیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آگیا را — پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم یہان

بیدل تخلص منشی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم نالی گنج متعلق کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے تب ہی سر سے — طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص داور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ

مفلس کی خبر کب ہے ای سیم بدن تجھکو — افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی — شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد ہرگوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخود ان عشق کو کیا حاجت ترک لباس — تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھر تا رہا یار وہ رشک آفتاب — جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہگیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوٹوی روشنی تعاب — اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہگیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسے ہین کہ ماشاء اللہ — سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین ہیچ — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبد الوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت مرشد آبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا — اے آسمان بتا تو مجھے تو نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار ہے

نقش بیمار یہ باطل ہی قرار دیتا ہے — لب نازک کو ہمارے ہو سے تنزان سے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندہ رام پور ملازم نواب محمد سعید خان کا جو والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق تشنہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سپر شکوہ کمان رکھتے ہین	بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار	کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ پھر جاتے ہین حد تک مری آکر	کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو بلانے نہین دیتے
یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جائے	وصل معشوق کی یا دلسے تمنا اوٹھ جائے

حرف بائے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسہ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار اسے دل	مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن	مست ہون نرگس خماری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف کمن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفی خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے صد درد و الم رہتا ہے ننت گھیری دنیا جفا	خبر لیتے نہین کیسے ہو تم پیر سے سپاہ گنا

پذیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین سب پذیر	اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پروانہ تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

مین تجھے

آج ثابت نہوی دل نہ کوئی جان درست	اوسکے مژگان نے کیے ہیں یہ پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی

قتل کر مان مت کسو کی قسم	تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکاجی خلف راجہ بینی بہادر تخلص شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو آنکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو	ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم	اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
سدا ہے جام سے شرمندہ چشم مست سی تیرے	صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کے عشق کی تاثیر	شگفتگی سے ترے غنچۂ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے	اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب	جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص جمن ریختی گو باشندۂ دلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مردوئے مین دغا باز بیوفا	اسگلے تماشا مین خدا جانے کیا ہووے
ذکوہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین	درگور مردوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندۂ الہ آباد

مین اوس کان ملاحت کے لیے ہو نمک	عجب کیا لخت دل آنکھون سی میری نمکسار

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر	اتنی نہین پسند حیا اور چنین سے مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

مہ رویون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے	ہر بات پہ چشمک سی ہے ہر حرف نکالی ہے

ہم آئین تو او ٹھہ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو — یہ وضع نئی جانان کیا تم نے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی فکر علی فدا کر سے اصلاح لیتے تھے صحبت دنون سے کلکتہ مین بستے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا — تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے شیخ ریا کار بنا ہے تو بہ — دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے اللہ تو بہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن آباد وہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین — اس خط نے بھی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ — بلا تشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ مدت ایک عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ — دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایستھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور رطب بت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم — دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین اللہ دہلوی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو — اوسکو اور ون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل — یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

افسوس ہے کیا کچھ نہ کچھ اثر — دل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مر جاسے بھی کوئی تو نہ تاسف ہو اوسے — یالا پڑا ہے آن سے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی سے ہے — ورنہ عاشق گواہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندۂ متھرا مقیم دہلی جوانی مین انہا تخلص کرتے تھے

رات دن کام ہے ترا مشغلا آرائش زلف — اس سے کیا تجھ کو ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص ونام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو رولیے کس پاس کر اب — نام کو بھی نہ رہا آنکھہ مین قطرہ باقی

بیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون تری کوچہ مین — مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کے طفیل — کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادۂ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو — کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پہ اپنا دم نکلا

تاب تخلص مہتاب رائے وطن انکا کشمیر مولد ومنشا دہلی

خو ہوئی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی — تو کاہے کو نہ تنی مرے اے تنگ گر ایسی
یا تنگ نکر ناصح نادان سمجھے اتنا — پامیل کے دکھا دے دہن ایسا اگر ایسی

تابان تخلص میر عبدالحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ وعاشق زار تھا شہر عنفوان جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اڑا دے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے مین اوس بیوفا کے اڑا

کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات
دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ

لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان
کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

غم جو دل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون

ملا یا خاک مین گھر کوہ کن کا ہائے خسرو نے
یہ کیا بات آگئی اوس خان ومان آباد دل مین

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اِس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے

تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز
گوشت ناخن سے کہو کہین کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے
تو یہ کچھ ہم کو سازگار نہین

دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش
وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ رہا
ہاے مطلب تو ہوا حیف تماشا نہ ہوا

بیمار کیا اور بھی اِس کم نظری نے
ظالم ہمین مارا ترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

شرمائی اوسکی جھجھ مرے سامنے رقیب
اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وحشی ہون کہون کیونکر نکہت گل اے تارک
جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تعشق تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب
گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

بختہ او ٹھا او ٹھا کے یون ہی بار بار کے
اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین غش نے جان کے
روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا

بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہم ہو
آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین
کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبد اللہ دکھنی شاگرد عبد الولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین
خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر
بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین
کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

جھلکتے ہین در دندان مرے رونے پہ ہنسا ہے
اودھر بجلی چمکتی ہے اودھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے
اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے ہین
بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے کہنے لگے

حال تیرا اوسنے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص سلطے جی شاگرد منشی مینڈو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے
آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدر آبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جو بہار سے

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے سینا یا ہے بلبل کو قید مین
چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین
امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد علیم شاگرد جرات

کتاب نقشہ فریاد و دفتر مجنون	یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کے

تحمل تخلص حکیم محمد رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پر آیا نہ جائے گا	اوس سے تو حال مین بھی ملا یا نہ جائے گا
سوز درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہے	چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جائے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزردہ ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا	بیطور ہے نقشہ دل بے تاب و توان کا
جب بت سے نہ رسائی ہوئی تو بتخانہ مین کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین	لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولا خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے	ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد نثار اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھانے کی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد دبیر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے اونکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین اونکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح	پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح	لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا	رہی خزان مین سلامت کبھی بہار مین روح
روان ہے آنسو اونکے ساتھ جان بھی ایکدن	سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

پھر ایک بول پہ ترک ترک کے دم نکلتا ہے
جز نگ تار کھنچی جاتی ہے ستار میں روح
کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو
نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر تیموری
متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیریں لبی سے غیرت شیریں اگر ہو تم
فرہاد کیوں نہ عشق میں ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جونپوری

اور بھی کچھ دھنک ہے اپنی گرفتاری کی
یوں تو زلفوں میں ترے کس کس کا دل الجھا ہے

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ
باشندہ کاکوری ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری میں انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہوں اوس شکل کی جوانمردی
لیا نبرد ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ
بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہیں

دل اوسکا سینے میں جوش الم سے خون ہو جائے
سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز وطن
انکا نیشاپور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

اگر ایک شب بھی وصال کی لذت نپائے دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
او دیکھنا مجھی میں کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن
آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنوں جوبن پہ ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست
آئینہ خانہ مرا گوشۂ تنہائی ہے

تسخیر تخلص شاہزادہ مرزا احمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر تیموری
مرزا سلیمان قدر بہادر نواسہ مرزا سلیمان شکوہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی متوطن مسکن لکھنؤ

مرتے ہیں جنکی یاد میں انکو خبر نہیں
کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل
پوچھیں نہ غیر ان سے مرا ما فی الضمیر آپ
گر علم ہو تو خود میں کہوں مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادر زادہ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد محمد علی رسا و فخر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین | کہئے تسکین جو مجھے آپ پکارا نگرین
ہر دم کرے ہے یہ دل کار پرشان بغل مین | ہے وہ مثل مطابق دشمن کمان بغل مین

تسکین تخلص ٹھکا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی | جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ گنوا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر کی اولاد مین تھے ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر جگہ وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار | صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
تہمت تو دیکھ جتنے کیے شکوے ہجر کے | اون کو گمان رہا گلہ روزگار کا
خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی | سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا
کہتے ہین رنجش بیجا مین مزا آتا ہے | یونہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا ہی جانا
یہان آنے سے سوا اسکے جلانا ہی ہمارے | عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمہارا
ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا | لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا
چھپ لگی مجھکو تو چرچا یہی ہر دہان ہوگا | راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ ای ظالم | کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہوویگا
دیکھیو تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح | تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا نہ تمہین
یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات | وہان وعدہ کیا کیا تھا اونہین یاد ہی نہین
یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو کے کر گزرو سکے | پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار | حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
جو وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرمان | نہین ہے ضعف سے امید وہ مین گزرا مجھے
دل لگے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کرنہ تو | صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

گر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے — خاک مین دل کی کدورت نے دبا دا اب مجھے
نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا — تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ بیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھیے سمان جو اس قطرۂ اشکبار کا — ہوجاے شق جگر رگ ابر بہار کا
کیا منھ جو کچھ کہے کوئی ترے تیر کے منہ پر — یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر
گو دل مین خفا ہے تو پر اسبات کو نادان — کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے — فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین — ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا
مین نے ہاتھ اوسکی جو ابرو کو لگایا تو کہا — ہے سزا تیری کہ کالون تیرے شمشیر سے کام

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہیں وہ دل ہمارا توڑ سکتے ہین — طلسم راز اپنا توڑتے ہین
ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ — چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد — ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے خود اوسکا
نہین معلوم بگڑی آج کیکس سے — مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
ابھی خفا ہے فلک مثل زمین دشمن — مرا جہان مین کوئی نفس نہین کا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین کیسے ہین، تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
واسے اب تک نہین کچھ نزع کا ای دوست جواب، ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بھل جاؤنگا
اک دور سرسری مین نہ گل ہے نہ ہے چمن، پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیئے کہ آخر کو، ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
ہیجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے، وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص تائم خان باشندہ قریہ ام پور شاگرد الہی بخش ہما۔

کچھ اوسکے آگے حق مین سبھی ہونگے وہ لب [illegible]، یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بھکا
پینے اسے غنچۂ گل منہ تو ذرا بنوا لے، کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سکدھور ام شاگرد اسمعیل حسین منیر

ہمیا آزار محبت کو شفا ہو نہین سکتی، اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

شفتہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج درویش وضع ہین

الہی خیر کیجو بد خبر سننے مین آتی ہے، جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتی ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے، یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے، گل خوش ہین اگر ہے تو صیاد غضب ہے

تصدیق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش تہید

بس تار کی سمجھے ختم مرے گلعذار پر، پہنی جو ہو گئین ہماری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنو صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

کیسے ہوئے ہین میرے حال پر سب گنگ و بیہوش، اور کرتی ہے بہت تغییر شیون گریبان

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نکوڑ خلف سید حیدر حسین شاگرد [illegible] بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

اکے والد سید حمید حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے — وہ ادہر رونے لگے اور ہم ادہر رونے لگے

رونا کوئی سو قوف کرین ہین مری آنکھین — جب تلک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصویر گرم جوشی یار کی مجھکو دلاتی ہے — محبت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار — پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین — آنکھون مین اپنی دن بھی شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر — جو رکو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاؤن کے پانی پھرایا اسقدر — تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص بہن باشندۂ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھی

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا — وائے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا ہم آشنائی پر تو ہین لاکھون دل و جان سے — اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

مگر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دی تھی — کچھ اور تھا ارادہ ہمارے جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا — بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین بارہا تمہاری دوستی کی ان سے کھا ہو چکا — مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کا

مجھسے کیا پوچھتے ہو عقل سب دیوار ہو گیا — جتنے جبا کٹا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہوے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کو گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار اٹھے بیٹھے مجھے تم رلا چکے

بھر آتا ہے جی تصویر سن سنکر تری باتین — لگایا تو نے اے کمبخت دل کسکی نسبت کا

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا — جو کچھ کیا سو آپ سے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان مجھسے — کس تو ایسے ہی لگی ہو شب ہجران مجھسے

کون موسیٰ تھا کہان طور سے غش آیا — ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشدآبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بت معشوقہ کا — ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے اوکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدہ شام تو کیا ہے وے کے — کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا
سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون — بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا
ہوا ہے پیمان شکن وعدہ یہ کس مین میرے گھر آیا — شدا سنتے رہی یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیونکر — تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہے یاد جب دم — کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین — موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین — کھینچ لاتی ہے اونھین پاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا سحر و خواجہ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان ہو گیا ظاہر — فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مگر دل
شیشہ ٹوٹا تو برا ہے مرا دل ٹوٹا — ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد علیم کے مریدون مین تھے تعلی کرتے تھے

عاشقی کی ہے جب سے وہ خونخوار گرم — تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا — مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قد مبو ہی ہے ہر خار بیابان ۔ لائی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہو تو کیا ہمدم ۔ رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین ۔ پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام مقبول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رنگ کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین ۔ اوس ستمگر نے سُنا ہے جب سے قصہ طور کا
کوی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے ۔ دید حق سے کم نہین دیدِ رخ نیکو دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس ۔ کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ یہا وہ اور جفاکار بھی ہے ۔ لطف اور پیار بھی ہے نقشہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین سیکڑون کے ہین شراب ناب کے شیشے ۔ لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان ہمجو اپہلو ہے
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے ۔ پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شہلا کے ۔ اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی مشوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین ۔ کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ اسے کوی خستہ جان زمین کے تلے ۔ اوٹھے ہے زلزلہ ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ تیرا نے تجھے لگے کرنے اشارہ	ہو گئی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیوں آج تمنا	کس کے دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیوں رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم	پھر کہیں کیا دل لگا عشق بتاں پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم میں یار میں	خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار میں

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان حبیب یوں کب تک	ق انھوں فراج مبارک پہ گر ملال نہو
تمہاری سنگ کو جو گھیرا ہے خط نے سبزہ نے	یہ درد و آہ کا میرے کہیں وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھوں نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے اچھے ہیں

جو اس طرف سے گزر ہوا ہو تو قبر عاشق پہ بھی آ کے رو	لگا کے حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا کے لیے فقط ہیں اب آخری سنبھالے	گزر گئے ہیں زمانہ ٹھانے والے جو دیکھنا ہو تو آ کے دیکھو
خشونت بھی ہے کچھ ہچکیاں بھی آتی ہیں	یقین ہے اجل آ گئی آج خواب کے ساتھ
کھلے ہیں سب زخم خون چکیدہ ہے رنگ گل سے شہید	تمام اعضا ہیں گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہے
غم شب عرصہ ہوا اس جان کہیں کوئی مرا کا	ترم پڑا دکھانے چلے جائے کہ یہ جگہ پردا ہوئی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مراد نگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

یہ شکوہ جو ان کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ	جب اپنا دل ہی قابو میں اے مہربان نہیں

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت سیالکوٹی کے دوستوں میں ہیں اندنوں چوبیس ۲۴ پرگنہ میں مختاری کرتے ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اس خوش خرام کا	ہے بوسہ گاہ کبک نشان جس کے گام کا

گر لپیٹا تو کبھی خواب میں اپنے مصحف رو — تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جیب سینہ مثال یہ پھٹا یہ دکھا دیتے ہیں — چرخ پہ ماہ کو خورشید بنا دیتے ہیں

بیٹھ کے سندھیا لب دریا تو اگر ہاتھوں کی — جائے ماہی بہو سمندر کا مکان پانی میں

حکمِ قانون شفا سے مرض غم ہے یہی — بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

مجھ کو تمکین ہے کہ ہو جوش جنون میں تسکین — غل مچاتے ہیں مرے پاؤں کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی — دمبدم تولتے ہیں آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہیں میں آپ سے کوچہ میں یار کے — لاتا ہے کھینچ کر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڑھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم کسطرح اونکو کھینچ کر — آہ میں تاثیر اپنے اس قدر ہوتی نہیں

تیر تخلص کالی رائے بن دی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڑھ

اٹھتے وہ ہیں جو لوگ کہ تیرے خاک راہ ہوں — مٹی خراب طالب گور دفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصوں میں تھے

سیکھ لیں اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتیں — کہ ٹھہرتا ہی نہیں دل کسی عنوان میرا

خدا م حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یوں ہی چلو گے دامن بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر سے — سچ تو کہو کہ عمر میں ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین داروغۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں *

بوسے لوں بلائیں لوں گلے لپٹوں کہ دیکھوں — کل چار پہر رات ہے ارمان ہزاروں

جل جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیوں ہو خاک — بجلی گرائی تونے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

رزیڈنسی

شیفتہ تخلص باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہوں اسلیے کف افسوس رات دن ۔۔ کیسی ہے دست نگین وہی لڑکا کا ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ حیف سب ۔۔ ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین

تم کے جو جو تڑپتے نہین بسمل تیرے ۔۔ آب خنجر سے یہ رہ رہکے فرا لیتے ہین

مین جو رو تنہا تو مناکر وہ مجھے یون بولا ۔۔ کیسے کیا کرتے جو تم کو نہ منا تا کوئی

غیر سے شکوہ مرا سب دیکھی دانائی تری ۔۔ مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ آکا باشندہ دہلی کا شیخ قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا نکلے ناصح کو جی مین ہے ۔۔ معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیام وقت نزع تنہا یار سے ۔۔ اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا ۔۔ کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد حکیم عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلیٰ سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو ۔۔ گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا

واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید ۔۔ غیر بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت دوہرے اور کبت اونسے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا تجھ سے گلہ ۔۔ دوست ہو نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہر نراین داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

عش ہوا جب تیری مہندی کی رنگت دیکھی ۔۔ شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف فاتحہ

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا
دیکھیے کبھی فتح ہوتی ہے
اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
ہم تو خاطر سے تری غیر کو بھی تعظیم دین
جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر
کہ کہ کے ہائی ہائی جگر ہائی ہائی دل
رشک پر کہتا ہے جو اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان
و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی سب ہے غضب
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کسی نے
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین
اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون
اوس جفا جو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
افسوس کہ قاصد سے اب آنا نہین ہوتا
کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا
چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد
مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مر لے ہین ہزارون
ضبط نالہ کیا تو جان سے گئے
اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
اپنا گو یا مین آپ قاتل ہون

حرف تاے مثناۃ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

ترستے ہو تم تو دن مین کئی بار اس طرف
پر دیکھتے نہین کبھی اسنے پلٹ کر طرف

ثابت تخلص صالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود تھا
اسنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثابت تخلص مرزا معزالدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دم تڑکے سے ہار اپنا ہی بدن ٹھنڈا	گر تیرا ہار موتی کا ہوا اسے سیم تن ٹھنڈا
خوبرو تیری نہیں ہے کچھ فقط گندم رنگ خوب	رنگ یہ ہی کاکل دھوان بادل بلا رخسار خوب
ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں	اور اودھر اسے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف
گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت	اب سنائے ہیں مجھے میرے مقدر لاکھوں

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

اسکے کی کسی کی کیا سنی ہے	جان لب پہ ٹھہر رہی ہے آکر
کہتے ہیں وہ بے وفا اب آیا	کہنے ہی کی بات ہے سنا کر
ثابت کا ہے حال غیر کل سے	تم بھی اوسے دیکھ او جاکر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا	کسکا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو دانا آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم	کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ استاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنو
شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوئے	گل افسردہ کی صورت ہے تمھارا عارض
مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے	رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ
نہ کیونکر صاف ہوں بعد شہادت ہی جگر سے	غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے
قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہیں	نہیں کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین پنہان سے جدا ہو
اوس شہر مین کہتے تھے اسی نام کا طوفان
کیون وعدہ کرو بے خبر آ جاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
دی جگہ دیر مین ہم قبر کو سمجھکر ہم کشش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ جیسے بات
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین تا
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کنول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروے کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو مین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کہ رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھاتین
کیا چیز کے سینہ دل دکھاتین
آتے نہین یہان اگر نہ آتین
اے محبت کہان تلک تیرا

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جبکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور ہو گئی کہ سرے سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان گئی اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ ہفت خوان ہے اب
ہان رود نیل روے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
محتاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
انکار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
او رب وہ ہمارے گھر مین آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش نہ مجھے وہان بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین	وہ شوق سے خنجر آزمائین
جو کام ہین غیر کے ہوئین صرف	افسوس وہ دلربا ادائین
شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب	چلتے ہین شرر فشان ہوائین
خبر کسکو ہو گریہ گر مائل ہوتے ہین	محبت مین ہم جلا تن دل ہوئے ہین
تمنا نہین ہمسکو پروانگی سے	وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین
نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین	بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوتے ہین
نہ لیتین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے	کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہین
ہمین ذوق صحرا نوردی سے ہے ثاقب	نہ سمجھو کہ جو پاے منزل ہوئے ہین
دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین	گفتگو ہوتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین	کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
سپر کر سینے کو دل رکھتے ہین قتل کے بعد	اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر	کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ
اڑتے ہین وہ جہان نظر آتا ہے گردباد	سنتے ہوتے ہین کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب	کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے
فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے	اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے	کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے	جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی قطرہ کو رخصت طوفان نوح ہے	ہان بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اتہام	بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے	وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین ہیچ بھی	یہ رویئے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص میر علی باشندہ بڈھرانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے زلف کو چھیڑا تو یون کہا	مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی اونکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ سمجھے جفاکے اوٹھانے کی ہم ذرا | ثروت تباہ سب یہ اوسی آفت تباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندۂ بریلی مقیم ٹونک تھے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پر نجا ثروت بتان ہند کی | نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر | باغ گل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہ مین | مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین | اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

وعدے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان | پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن سے یار
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے | کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابوتراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانعلی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے | غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن | کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون | بلبے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھپر ہوا
گذر اس نے تو اتنا کیا غضب تھا اگر | مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اوٹھا | کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھسے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ | کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق مطلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن ہے خندۂ گل سے ہے مے و مینا ہے اور توبہ
فغان سے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور مین ہون

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مژگان غم پہ احسان معجز قم کا
کبھی حق نمک سے ہے زخم دل پر اوس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ ہدہولی شاگرد قدرت اللہ مسرور

چڑھی ہے شب بادل کی گھوڑی پہ گو مہ ہو لیکن
نہ دعوی کر سکے گا وہ تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ مارے جس دن سے گھیرا زلف عنبر فام کو
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو
لگا جو بان لو خطا ست یہ سلگنے
کھسیٹا پھر مجھے کانٹون پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بہو خان باشندۂ سرہند ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کس وقت کب یہ نالہ و شور و فغان نہین
کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جان صاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

شان مین اللہ کے مطلع وہ دیوان کا
جیسے بسم اللہ سرا تک ہے ہوا قرآن کا
ہوتا نہین ہے ایسا بجو بیون کا طور
حیرانگ دیدہ دیکھا ہے اکثر جہان کا
سب جھوٹ ہے بہن انکے لیے ہو چکی جو
ٹھٹھا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے اگر ہو اتباہ
پڑھ کے یہ پھونکی اوفوہ نظر پڑا
کلوارنی پہ مرتا ہے لعنت اوسکی ریش پر
قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو چرچا شراب کا

معلوم ہم ضعیفوں سے جو لا ہوئے جو کھیلے جو سر
کیا ہم کو پڑے کوئی زنانی سے کے گھر آیا
ساس نندوں کی محبت کی میں قربان گئی
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کنکھارے جب چلے آئے
کمر کا ہو وے جو مضبوط اور دکھاسے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی پر چیز یہ ہے
خوب ٹھہرایا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مر سے پر دا کیا
ہو خیر دولہن دولہا کی ماتھا مرا ٹھنکا
نامردی نہ جورو سے اتنک خبر ہوا
سوکھا سا کھاگو ا گور ا
آتو لے مار مار کے کہیں جور ٹہ بان
یہ بدگمان ہے دل وہ نگوڑی نٹ کھٹ کا
جان کی خیر ہو صدقہ ابھی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی چاند صاحب کے
کہدے مہتاب سے بہن تیری ملاقات کی بات
کیا سطرن نے چالیسواں بسنت کے روز
سوت کی منہ کو لگی ساتھ تو ڈنکی کا لکب
نہ دیکھو ولہ کو ساس نندون کو اکھٹے اوٹھا کر
نکاح بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی زنڈی کو گھر میں لا
نصیب سیدھا اگر ہو میرا لکھنے نکلی کی مار اوسکی

چال وہ مجھ سے سے لگے گز کی نہ کیونکر چلتا
اچھا میں کرتا ہے ابھی بذکر پرایا
جاؤ ان میکے مجھے منگوا دو سواری فرا
کسی کے گھر میں کوئی بے حظ نہیں آتا
مجھے تو ہاتھوں میں کوئی لطف نہیں آتا
غصے سے مرد وے کا عجب حال ہو گیا
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہیں رہتا
ساری جوڑی میں تو بندی کو خوش آئی انگیا
میں ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
اچھا نہیں یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی ہوا سال بھر ہوا
کلو کا گھر والا ہو گیا
مطلب جو میں نے پوچھا علامہ رحیم کا
لگایا میں نے جو سرمہ موئے کا دل کھٹکا
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی فصل کیا ہوا ہو ہوا قربان کی سوت
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن یہ بھی بات کی بات
نکال قیس کی لیلی نے کس سبا میں عج
سیر سے چولہے میں اوسی نے بو الہال تعوذ
نئی نویلی دولہن ہے کبھی ابھی تو دعا دیکھ کر
بنایا صاحب الم باجرہ خدا کی سجدہ کو تشی دھا کر
وہ سکو نہ پانچی منے سمجھا ہوا دلی تھی چھین ہی جا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم — ادسکو کس رشتے سے ملا یا پارس
ستا کچھ تو دل مین تیرے جو سہاگ کی تلاش — کیون مونڈے سے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش
آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص — ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو — بیرنگ سے ہے محل کا جواہر لگا پرنگ
رنڈی چل دو رچھی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر — میری پیری میہ ہی دشمن ہون گرفتار کہین
نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے — ہم آپ کوٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بجاتے ہین مجھے باجی تمہارے ہاتھ پاؤن — گوری گوری ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن
جانصاحب مجکو تم دکھا لو بالاپوش مین — مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پاؤن
لے قسمت سے ہے اوباش جو رنڈی ہائی کو — خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھائے گی خدائی کو
سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے — سینے جانا ارے چندیا ترے کھجلاتی ہے
مشوے بجاتیے نہ مرے آکے سامنے — یہ نخرے تلے کیجیے مجرد اسکے سامنے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو — رستی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے
درگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجتا — اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فریدآباد متعلقی گر کے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین — لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانے کو ہم

مجذوب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین سے تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا اسکے انتقال کیا

وہان صفائی وخود نمائی سے ہے — یہان مرے جان کی صفائی سے ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین — ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبدالباقی خان شاگرد سودا ہے دہلی مین وفات پائی

ہمیشہ ہی حال پریشان ہے کج سنبل کا — چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئینہ — عکس سے ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہو گئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیونکر گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی سینے سے افغان تو آگے
پھر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہوگا مگر کس کا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی تمکو دیا اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مژدہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ ہوا تھا درپنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجائیگا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
یا وہ راتون کو سدا بھیس بدل کے آنا

کلمہ پڑھے ترا جب دیکھے تو پھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
جبکہ ٹک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
اونھین کا کاشکے جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے تار کر موتی کی سمرن مجھسے گنوالے
دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منھ سے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

سنے قریب مرگ احوال اب تو ہی رنجور کا
عزم سب باندھے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھ در دیدہ و نمہ سے ہو نکلا اک رنگ
دل تو تھا مسحور ہوئے چکا سا ہی کیون کہ تو ہی
جس بہانے سے کبھی اُن کے ملجا تو تھے
خط کر سکا یہ آیا سب کہ جرأت جسے تو نے
کسا ہے کہ بن کا سبب عالم اوس تنہا دان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
پھر وہ سوتے مین بوسہ کیون لیا تو نے مرا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
دیکھو آپ مین جرأت نہ رہا
جو کرتے بات ہمسے تو لڑائی اکثر غیروں سے
[illegible] وہ جاتے مین ٹلا نکلے سخن جز ہمکو سب
[illegible] اجب بات کرنا ترک ہا کل
دیکھو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آنے کی حسب مین تنا نے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
چپ ہو فریاد اب نہ کر بلبل
خاموش ہوان مین شمع کے مانند تس بھی
جاؤ جاؤ کیا لگا یا ہے میان بیٹھے رہو
تنہا ہون مین کسی اک بت ہر جائی کا
[illegible] سے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب گھر
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
[illegible] زمین سے قبر ہمارا مر مرے کہ مین

چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہی کیا
آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
اک دم مین اوٹھا آنکھوں سے سو بد لگا یا
بھولی بھولی صورت اوس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ران کا
گو ہے تہمت پر فراک سیاہی اس ہتاع کا
فرہاد کھلا رہا ہے ان دنوں دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھانے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے تم اچھا ارادہ انکا
قعود جب کہ گزرے ہے کیسے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہون مین اپنی زیست سے اکتا ہی گیا ہوا
جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھیے اوس دم کوئی رکتا اور گھبراتا ہوا
جاتے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار گیا
یہ ہین در پردہ گویا عشق سے ہم اللہ کا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر ہمین ہیہات نہین اب
ربط وہ مخصوصون مین سنتے ہین تو اے جرأت کے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس حال سے خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
اوسکا کیا حال کہون اتنو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو مین فصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کونا یہ کیسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک
دن ہجر کا جب وہ نہیں آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلمین تک کر یون بھی کہو نہ
آپ کے سنگ کی درستی ہو تو زیندہ ہو گرمی
نقش آئینہ با صفا ہین ہم
عذر سنتے ہین وہ آئین تو کہین ہم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بوسے لیے سے ہم کر آ ملا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ای نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھتے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت محجوب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی سمجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی تقدیر کا نہ چھوڑے جو تھم
چھوڑ بس چھوڑ پڑین مجھپہ نکوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی سنا کرتے ہین ساز نگ
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگرم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین سمجھے ہم
ہے آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھیو کیون جی ستانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب ای نازنین نہیں
دیدکا طالب ہون تو سن کر کبھی جرأت وہ شوخ
ہو دکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسیکے سے وہ
بندے کی سُن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جگہ ہم
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور مین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آتے ہے جرأت ہائے یار
صبر بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی دھن مین گئے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لا بستر کو جاتا ہون
لی جائی اوس بت خونخوار نے جب بستر مین
بیٹھون تلک پاس جو اوسکے تو چیتون مین نہ
نکالا غم یہ جوانی مین کیون اسیان جرأت
اسے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
رو کہا کیا اوسنے جرأت نذر ہاتب مین مین
وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہے کچھ تم سوچ کر دیکھین
سچ کہہ جواب نامہ ترا لایا ہے وہ ہنسنے کیا
زنفس بدہ آپ کو بیٹل ہجے سے زمانے مین
کہین شب کو ہو گئے تھے رونق افزا کسی کا گھر
سگے وہ وہ یون ستاتے تھے جو شب کو داستان ہم کو

کھینچ کر مجھکو جو کروٹ لے نہ لگے پیار کہین
بس ہے خدا کے واسطے مت کر نہین نہین
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ بے لطف محبت رازداری مین
عاشق وہ یون سب صاحب بیاض ہے یہان ہین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی سادہ ہین
شعر پڑھا ہی ہم سے اور مضمون گٹھا دو اور کہین
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر ہم کہ دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اودھر کے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارہ کرنے لگتا ہون
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
میل بد میل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوسنے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سرہانے اٹھا لیتا ہون
تیرے بجا حواس اب اسے نامہ بر نہین
ہوا سو شخص ہے حیران کل آئینہ خانے مین
اچھا چھپاتے ہین نقش پا سکے ہم نشانون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے عاشقون کو

اگر کیون بیزار کیہان تم اپنی شیدائی سے ہو
میان سیو تنک دیا تن کو وہان یار کو چھڑکایا
دل مین اتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
نہین وہیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو سمجھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا مین سو جرات افسوس
اودھر تو دیکھو جیسے کہا تھا غیر دیکھو تم آتے دو
پوچھون ناصح سے جو تک مشکل دکھا جا دم شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
وہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا تو ہاتھ
شرم بیاتنک ہر کہ مانگے نہ خدا سے وعدہ
گر جرا یا نہین سہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا یہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے دو کہ سکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرات کو تو اوس کا فر سے
سے کہیو کہ وہ بے پردہ کہ ذات باری حجاب میں ہے
نہ دیکھی کو آنکھ اوٹھا کر اودھر غضب مین دیکھی نہ پیا نظر
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
جو گزرتا ہے مجھکو کیا کیا سنون ہون گستاخ رہتا ہی
یاد ہے وہ رخصت چلی آتی تھی در وازے تلک

تو یہ جھنجھلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
تیرے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرات ترے جلانے کو
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چھپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو سر جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک دیکھو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار روئے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت تب عیار کی راہ
ورنہ تمہارا نام دینگے ہم شمار منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جانے ہو تڑپائے ہوئے
یاد دکھا کر وہیں ہے کہ یا خدا کی قدرت نقاب میں ہے
جب دیکھا وہ اوس کا فر کو کہ خوشی جا سینے مین
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
اگر کوئی معشوق سے عاشق کو اپنے کیا کیا ستائے
یا مرے آنے کی ہین کشتی چڑھانے تک گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

جام کی جیتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تاڑلی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی

غم سے گھٹتا ہے مرا سب مین بڑھاتا ہو اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہے اوسے

مین تو نظرون مین شک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری

ہووے کس منہ سے بیان ہم کہ دم بوس کنار
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی

کھائین یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آسکے نہ مجھے

حیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دہیان مین میرے

موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے

ہائے وہ لڑ ماہی اوسکا تھا غنیمت جس مین
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی کوسون ہے

مین ہی رہتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے

سو طرح کا سوچ اوس دم دلمین ہمنے آئی ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے

یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی

منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھ ہی لگا لیا ہے

خوبون پہ کرون کیونکر دل اپنا نہ تصدق
یہ چاند سے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہنچے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہنچے

شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جاتی لگی
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے

گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کسی سے چھپکے چھپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے

کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے

روز قتل آک لگ اوسطرے کا وہان رہتا ہے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے

وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے

جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تھر اوسکا اثر ہی ہوا
اور کبھی ہوگا جدائی کا غم ابھی جو غم ہو تو بس غضب ہے

کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے
جب مینے پکارا اوسے آواز بدل کے

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے
وہ ادھر سے اودھر ے گات وہ بازو بھرے بھرے

چمن پہ دل مائل تھا آگے سو حسرت کشتے ہیں
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مر کے رہے

اس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے
جو خواب میں بھی آوے تو ڈھونڈھا تک آوے

یوں وہ تو آنکھوں میں گئے ہے جب کر سلام کوئی
پھوٹ پھوٹ آتا نہ رو یہ نام ہو بلے کوئی

جو کہا میں نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لک چلا میں جو شب وصل میں تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی

چاہیے حشر میں بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمیں
کہہ کہہ گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا یوں جی ن کر دانا کر کے جی
زور سے وہ اور مٹھی میں دبا کر لے گئے

سبھوں کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی
مرے کم بولنے سنے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بتایا خواب میں اوسنے جو ہم پر تو ہاے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پا لوں زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چلے لو اب تو ہٹ کر سو رہے

اب دن کو کیوں وہ آوے ماہ صیام آیا
ڈرے او نہیں کر ہے ہے روزہ لیں گے لو

رو دیا اوس سے کہیے تو یہ پھر مسکرا
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہوں میں کہ آتے ہی دہان سے نکل گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یوں اب زندگانی
چلے تو خاک میں ہم کو ملا کے

کہے ہے کس فریبے سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظریں چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش میں باہے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو لگانہ روٹھو
چلو ہو یوں میں باز آیا محبت آزمائی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی
کہ وقت نزع آکنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن میں سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا آشنا تو دیکھ کے میخانہ
حیران ہوں میں کیوں کر ہو بیگانہ تو پیمانہ

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہیں ہے اوس نسبت خورشید رو کو چین
پھرنے میں جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح تا سکے دیکھنے میں مست کر دو تنگ تنگ
اسواسطے کہ زخم مرے بار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندہ لکھنؤ

نالہ مزار میں سے تا آسمان گیا
دیکھو تو بے ادب یہ کہاں سے کہاں گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتوں کو ہوا حکم سجود
سب سے رتبے میں سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم
جو ٹھنی دل میں ٹھنی جی میں جو ٹھہرا ٹھہرا

جسار تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا
اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رئیس زادہ محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کانوں سے اوسکے آشنی نہیں ایک دم کبھی
اے سنبل جری سے ہے عاشق رخ نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

جھلکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگا کر ہم
جڑی ہیں قطبیان الماس کے نیلم کے خانے میں

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرنے وقت اکتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اکدم کبھو نہ کیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا
داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال نگہ یار نہ کھینچ
نا خدا ترس تو کعبہ میں تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ
سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہیں

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجر

الٰہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے
شہید ناز ہوں میں آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال زلف بتاں کیوں کہ چھوڑ دوں
وحشی ہوں اور پاؤں میں زنجیر بھی نہیں

جلا تخلص نواب مرزا واجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ شاگرد نواب فاخر علیخان بہادر

تھک جانین شل ہوئے نوبین جلین خاک میں ملیں پا — تیرے سوا کسی کو لگاوین جو یار ہاتھ
آتا ہے مجھ میں جو خیالِ وصال دوست — گھبرا کے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو سے لکھنوی شاگرد امیر علی خان
ہلال وبرق

وہ یارب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر — کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ — اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص تاج الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑ کر — دشت کو او مجھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تھک احوال سن اب تو تری شیدائی کا — آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا — اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص آلہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندۂ دہلی

تیرے دہن سے از بس کھینچی ہے اک ندامت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک انتظام الدولہ سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان گوہر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا — جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کر تا ہی کرین — سانولا تیرا بدن اے ماہ سیاہ ہو گیا
موج دریائے فنا پہ کی ادا ہم نے نماز — ہم شناور تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
نو در سجود آپ جو تشریف مرے گھر لائے — آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین
یکتائی کا دعوی ہے تجھے اے یار جلیس ہے — تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہو گا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین — ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
مرا ہے خدا ہون مین دل و جان سے تصدق — دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر
اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آئی ہے مگر کوچۂ جانان سے ہوا اے جم
دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا

ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے
کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا نہ سمجھتے ہیں
آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہیں

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح
رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر اسکے نابالغی کے ایام کے ہین

تو نے دیکھین ہین غیر کی آنکھین
تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم

جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی
ہر چند کہ وہ شوخ پریزاد غضب ہے

مت برا مانیو جمیل اس کا
اوسکی گالی نہین سہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوز دروں سے ہے دل عاشق کی زندگی
آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سننے کا ہزار کے
پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جینکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو ہ ظالم
جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی ، خلف میر عباس عرف میر منجھلی فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر مین
اپنے ہی غرور تری اسے رشک قمر ہے

کسی نے تارے نہیں دیکھے چاند میں اب تک ۔ تمہارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال
رخسار سے دو مجھ کو نظر ہیں لب دو ہلال ہیں ۔ گر راہ تنگ کہکشاں ہے تو ماہ میں جبیں
چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری ۔ کس طرح چار کریں آہو صحرا آنکھیں
گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہیں گئی ۔ میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندۂ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اولاد میں مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈھاکے میں عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر ۔ ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون ستم کا کون ۔ دل حزیں پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور غم سے ہے یہ دل تیر کا ۔ آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام میں نابینا ہو گئے تھے

آفت جان ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے ۔ جو بلا کیسے سو ان آنکھوں نے دکھلائی مجھے
تری چشم مست سے ساقیا جنون ایسا مست تو ہوگیا ۔ کر گئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی دین میں بھری

جنون تخلص مرزا محمد علی خان خلف مرزا نجف علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس اطراف دہلی میں سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے ۔ قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص سید فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے حسرت تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والوں نے انکو سودا کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سرا سے سینہ کو لے کر چراغ دل ۔ دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص محمد اسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے شاگردون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے
بجز حجاب ہمین کچھ نہ فاصلے تھے

جنون تخلص ہانید یال خلف منشی نوندھ رائے محلہ گلکڑی میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین
دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم
چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے
افسردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے

زرد حنا سے ڈر ہے بہت دست سبز کا
مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر
برب کعبہ پھر دوہین خنجر لگیگا لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نسیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی ہم نے ار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا

سیہ خال اسطرح سے بیٹھے اوسکی ناف کے اوپر
رشید لئے دیئے ہوں جیسے نقطے قاف کے اوپر

دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے
کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین

جو دیکھکر در گوش اوسکا جان دیتے ہم
بجا ہے خاک سے گرد وسکے موتیا نکلے

کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس
جو لیکے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگہ شاگرد میان جرأت اجاگر طرائف بر عاشق تھے

جلوے سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر
خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جوت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور
عرف اجانک شاگرد مولوی عصمت اللہ نسخ

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب
یاد رکھیے گا تم بھلا صاحب

تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند
ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشدآبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاءالدولہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین سننے کا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوشش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی مین جنم گزرا

دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوشش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اسے ناوک فگن
ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

جوشش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹہر شاگرد نواب ظفریاب خان راقم شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلی دل مضطر کی ہوئی
بوٹی اس طرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا

مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولت حسن رقیبون ہی کا حصہ ٹھہرا

چار سو گشتہ ہے عالم اوس بت بے پیر کا
نازکی رفتار کا تحریر کا تقریر کا

آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب
بازآئین آپ دیکھیے اپنے نہین ہے کب

یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشق مضطر تہ خنجر

ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم
اے آنکھو قسم ہے تمہین رویا نہ کرو تم

ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون

یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون

دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے

خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنس کر بات کی

نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ جلتی سے ہوا آگ کہ جلا

جوشش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ محبوبکو	پاس اوسکا رہا اور نہین پاس حیا کا
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل	ورنہ یہان تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین
منظور ہے شفا کسے درمان درد سے	ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ	ہے نشان میرے دیدۂ تر کا
دل لگا تین گے اور سے ہم بھی	آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
قدمِ عشق پیشتر بہتر	پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

جوش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملۂ سر رشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہوسے	رات کو کس لیے وہ ٹھہر نہ گیا
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک	کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن	خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا
ہائے اوسکی وہ نظر جانبِ در	رات بیمار ترا مر نہ گیا
یہین رہ جائیے یہین غیر سہی	آپ کیون غیر کے گھر جایئے گا
کسلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین	نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپکو کیا
نظر آتی کی نہین جوش سے کچھ یاد بھی ہے	اوسنے دیکھا نہین پردی مین جو تو آپکو کل
ساری دنیا سے بے خبر پایا	جسکو عالم مین باخبر دیکھا
لوگ کہتے ہین شدتِ غم سے	جوش بیچارہ آج مر ہی گیا
ہے قسمت نہ ہے طالع نہ ہے بخت	کبھی آیا وقت مرنے یار ہم دم آج
ہے ہم یار مین دشمن بھی [illegible]	سے دیتا ہون غصہ ایک [illegible] آج

مقتل مین دیکھے جو میری بیکسی کا حال
دل کو جلایا آنکھون کو بے نور کر دیا
غم دلدار ہے یا رشک عدو
عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک
یہ کہیے کہ کہین جاتے نہین ہم
مرا خط لا کے دے قاصد عدو کو
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوشش
حورون کا دلا رہا ہے پھر شوق
امید وصال یار اور مین
خوبون مین نہین ہے آدمیت
تھا عالم جبر کیا بتاتین
کچھ ورد مین کچھ کٹی ہے روتے
کرتا ہے تو ذکر یار دشمن

بھر آئے چشم جو ہر شمشیر مین سرشک
اے جوشش اب ہے جان کی تدبیر مین سرشک
اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
ذرا دیکھو تو کیسا نقش پا ہے
یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
جو کچھ فرمایئے صاحب بجا ہے
واعظ تجھے عجیب آدمی ہے
ایسی تقدیر کب مری ہے
ہے حور کوئی کوئی پری ہے
کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
ناسور کی طرح زندگی کی
ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت رائے ناگر کے عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یون ہی یہ دل درپے آزار رہیگا
نہ پھوٹتے ہین نگوڑے نہ غنچے کھلتے ہین
یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا
گل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے سے تھے تحیر
اوسکی رنجش سے مجھے خوف عبث ہے جوشش
جز چشم بتان میکدہ دہر مین جوشش
قیس صحرا کا دشت مین دیوانہ تھا
دیکھکر ایک ستم تیرے جفاکاری کا

اک روز نہ اک روز تجھے مار رہیگا
چمن مین شور پڑا گل سے کہ تنگ اسکا
میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
سنکے وہ کہنے لگا پھر ادھر دیکھنا
ہوگیا ہے وہ اسی طرح سے صاحب خفا
جسنے دیکھی مست کو ہشیار نہ پایا
اوسکو لیلی ہے کہ دیوانہ سب جانا
گو کہ ان ہو نہ دوم [illegible] کا

فراد کماؤن مجھے تیری بیوفائی کا
اگر یہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا

روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل
روز حشر تلک نہ بجھے گا چراغ دل

عمر عزیز گذرے ہے رنج و ملال مین
عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین

راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو
اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو

بیکسی سے یہی گلہ ہے نہ سمجھے
تھام لیتی ہے دست قاتل کو

دمبدم بزم مین کا ہیدہ ہوئے جاتی ہے
لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے
بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبر آباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا
تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا

ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتے ہین
ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا

اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کی اگر مجھکو
تو لے چل وحشت دل اب جدھر جا ہے اودھر مجھکو

جولان تخلص سید قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے
اناجی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین سے تھے

مر گئے ہنس کے درد فرقت کا
رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا

دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن
شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر
کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر بجھے
اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

گلشن وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو
اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب شررفشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر قضا دینا نہ جھگڑے سے خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرربار کو سینہ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجۂ وزیر و مرزا ناظر فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط سیر بازار بچھاتے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادھو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھون مین بھری ہے کہان رات بھر رہے کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جانیے نہ محبت شب وصال جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہین مین حکم سے اے جان آپ کی دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاسے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہین تقدیر اے جوہر ہم بن نہین پڑتی کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزر

مملو شراب نور سے ہے آج ایاغ دل کیونکر چڑھے نہ عرش برین پر دماغ دل
کیا خاک بوسے جانے کوئی زر دہیر مین مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھون نے مردان علی خان رعنا کی ہجو رکیک کہی ہے

ہم بورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہین باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوٹھار توابع فرخ اباد

اب کی ہوئے عشق سے خالق بچائے دل آگاہ پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جاندار تخلص مرزا جاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر علی محمد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آگئے وہان سے بنارس مین آکر سنہ بارہ سو ایک ہجری مین روانہ ملک جاودانی ہوئے

ازلی

کس کے انتظار مین یہ بلے ابل گیا	آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا	تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتا ہے
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی	پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکے زندان مین فوت کی

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے	جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا	اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک	دل کی جا کاش مرے سینے مین پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

عجز فنا اپنے تئین کرکے بقا کو پاوے	اوسکو ہر جا پہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ ردولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا [illegible]	تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین	سامنا مجھ کی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے	گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کہاتے ہین	مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
[illegible] حیض کی نتی مین گردہ بان	گوز کی لعل سے بھی زیادہ خرچ ہے
افسوس آج اونکو [illegible]	[illegible] خرچ لیتے تھے جو دم [illegible]

سند گوزہی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے — پیٹی ہے شہسواروں کی بھی جسکی بدلگامی سے
ہوا بد گھوڑے سوتے ہیں ممالک بر زمین — پہ بچھڑے بیٹے تھے جنکے تاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیوں کا ٹوکرا سر پر اونٹھاتا ہے — لگانا دل کا بس جھک مارنا انگریز کا کمانا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی — نشان آرام کا مجھے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمردی — اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا — اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہماری جان جگر پر ہو کیا کسی کو خیال — بچھنے مین پاؤ کسی سے دبا مین جاتا
ہوش جب مہ نے زلیخا کے اونڑائے خواب مین — ہم بھی اسے ہمدم او دیکھے دیکھنے والون مین ہین

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو ان سے فیض پہنچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسعد سکا ہر فتنہ پر پریا [illegible] — رفتہ رفتہ نام [illegible] ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر — دل جاتا [illegible]

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے — حق رکھے ایمان سلامت اس کفرستان کے بیچ
تھا دشمن جان بغل میں حاتم — جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ ہوا معلوم — قسمت میں لکھی ہے خاک ہوا معلوم
حاتم افسوس دی و امروز گذشت — فردا کی رہی امید ہوا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے میں تل ہے ای پیارے — نظر پڑا ہے کہیں خال خال آنکھوں میں
آتا ہے اب کشتہ کی طرف بھی کبھو کبھو — ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

کرے ہیں قمریاں تعریف سرو دیکھ تیرے قد کی — جو تو آئے چمن میں تو ہمارا یوں بالا ہو
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو — اور تم کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور داغ اسے حاتم — کیا قیامت کرے جو دولت ہو
دیکھ جراح تیرے مرہم کو — میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

بے ورد اس دور میں ہیں سب حاتم — ان دنوں کیا شراب سستی ہے
پیری میں آج یار مرا ہمکنار ہے — ساقی شتاب آ کہ خزاں میں بہار ہے
مر گیا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے — ہمنے شب ہجر کی دولت سے فراغت پایا ہے
ہر صبح اور شام ہتوں سے مجھے رام رام ہے — زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رامپوری شاگرد حضرت رافت بصیر کے

پھر جو میر چوبادا لیتا آنا ہوگا — جان لینا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی میں خوب دخل رکھتے تھے

ہمیشہ اس طرح زلف سیہ دو میں ماہ — تو نے گر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا
مطلب ہے ہماری منہ کا آفتاب سے — مجھکو تو رہا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبد الشکور آبادی

سیہ چشم اپنا صنم اور وسے محشد — چشم ہو جان بخگران سیہ محشد

حالی تخلص میر حبیب علی مرشدآبادی

عوض مین بوسے کے دی جو گالی سوال دیگر جواب دیگر | یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین استعداد انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط
الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا

کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو
پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا

بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ
ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جائیگا

کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی
میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا

ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر
لاتقنطو جواب ہے ہل من مزید کا

سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور
مرا شکر اونکا گلا ہو گیا

نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت
وہ مل مل کے رونا بلا ہو گیا

لغزش نہ ہو بلا ہے حسینون کا التفات
اے دل سنبھل وہ دشمن جان مہربان ہوا

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان
اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان

ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان

ہم جس پہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی
عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار
بات چیتی ہوئی کوئی گل و ریحان مین نہین

کس طرح اونکی نگاہ وحشت کو بناوٹ سمجھون
خواب مین کہتے ہے وہ [illegible] عنوان مین نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے مدد دیکھ گئے
وہ وفا سے کہ تری [illegible] مکان مین نہین

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین

خوبی اردو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور
سچ تو یہ ہے کہ [illegible] نہین

حالی انصاف کر آخر ہے انسان کتنا
[illegible] کے اشعار نہین

خوشی میں بھی نہیں ہوتا خوش آتا ایک حالت پر | کہاں تک جی نہ گھبرائے الٰہی ورنہ گھبرائیں
مجھے کھلا ہے سو وہم و گمان میں | بہت کیوں آج مجھ پر مہربان ہو
سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم | ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے
وفا خمیرِ الفت ہے لیکن کہاں تک | دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے
شوق بڑھتا گیا جوں جوں ترے اوس شوخ سے | یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
ہم بھی آزاد طبیعت سے تھے واقف لیکن | کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے
چارہ گر کار بانداز تدبیر نہیں | کچھ بھی ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہاں گیا | ساتوں فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا | نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دل کو جو کہ فانی سمجھے | وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جا دے تیر | جو مثلِ حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہی بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میاں اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسوں میں ہیں

کہنے کا ہیں نہیں کبھی طالے کوئی خرار | میں موت مری جبین ہے اور بہتان دوست
پھرتی ہو نیشکر کی طرح ہر بستے نستلر | لکھتے ہیں مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص محمد شفیع اصل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ منیم کلکتہ میں بھی آئے تھے

جب شوق رقم کرتا ہوں اوسکو حامد | کیوں نہ دو قول مشتاق کبوتر جاسے

حبیب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم قدرت اللہ خان قاسم

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے | یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو دولت وسے جو ابھی روسے حسین کا ہو | اوٹھ گیا خلق کبھی خلد بریں کا پردہ

حبیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بابول بیگ بقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا | ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بہکنے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین | چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدر آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فرانتد کیا ہے کیسو راز جون تیر ای کمان ابرو | کشش کے زور سے دل کھینچکر کیونکا پہنچا

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

نکل یک ہو گیا ہم سے جدا دل | نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

خانہ ویرانی مری گر چہ کی اس دل نے حبیب | پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم سے حجام تھا

سوز رخسار سے کے لیتا ہون مرے خوب بچے | بہتر اس شکل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی ارسائی نہین دیکھی | حجام کسطرح سے لین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان | عشق کے لوگون نے قینچین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین جب سیو گھڑی پانی | بالا حجام کو جب روز تم تمام کرتے ہو
سبھی جی میں کہ اک روز میان تم کو نہیں پوچھون | بچنے نہین کیسو اسلئے بچار تمہارے سے
مکھ پہ چلے جاوین شیخ سے رستے مین تو واقف | جھنجلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور ہو رہے

حرق تخلص میر حسن مرزا نواسۂ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر اسیر علی آشفتہ و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

بجز ا ترک آرزو کے سوا | دل بیتاب کی آرزو بھی ...

جہان مین [illegible] ہے جور و جفا کی
بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

بہتی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون کہتے
کسی عیار نا محرم کی یہ چالاک دیتی ہے

تمہین صورت کا غرہ ہے تو بیان دل کی ...
تمہارا حسن مہنگا ہے تو کیسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بہی جان بخشی نہ کی
اسے بتو تم سے خدائی ہو چکی

خزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

خزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف مین اس شعلہ رو قد قیامت کا
بھبوکا ہے دھوان ہے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

خزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا
یہ کڑی دہوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوسسے تو بوسے ہنسکر
عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا میری کوچے مین اونکے رہا تو کیا
اور بس جا کے آئے ہین خلد برین کب

خزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان
عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے
نبھتے نہ خزین اوسسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا ہے کو لکھا جائیگا
جو کہ لکھنے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا
ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر
سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جاؤنگا

بیگانہ وار نعش پہ آجائے ناگمان
تجھسے نہ یہ بھی اے بت نا آشنا ہوا

تجھسے آنسو تو اب تھمتا نہین دل
یہ دشمن جان کی ہلا کسان سے

بلا سے گر لگا ہون مین ہین سب ہلکے
شبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

خزین کسی سے توقع ہو وفا کی
نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

آخر جو گاہ مین پایا تو ہو گئی تسکین
وہ بیقرار ہو کے آگیا قرار سے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ خواجہ آتش کے

کسقدر دلچسپ ہے ملکِ عدم ۔ جو وہاں جاتا ہے پھر آتا نہیں

حزین تخلص سید محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب دیوان گزرے

میں تو بندہ ہوں تری جور وجفا کا لیکن ۔ سخت دھڑکا ہے مجھے اس دلِ مشغول کا
دل دیکر اپنا کیوں عبث افسوس اب کھاتا ہے دل ۔ جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزاں سے چمن یہاں تلک کہ ہم ۔ چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار وخس نہیں
کچھ کٹی وصل میں کچھ ہجر میں گریاں گزری ۔ کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق میں کس سے کریں گلہ دل کا ۔ شبِ وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کی طرح ۔ تم دکھا دو جو شبِ زلفِ پریشاں عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائیں گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا میں راہی عالم بقا ہوئے

ہے مشق نشترِ مژگاں جو مشغلہ دل کا ۔ تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہیں عناب لب ترا ہے گل ۔ کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
دبشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمیں نظر آئے ۔ صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرتِ مہتاب ناخن پر
شب کو دریا میں جو عکس اوسکے کفِ پا کا گرے ۔ ہوں حباب بحر جوں فانوس روشن آب میں

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین تسکین

خدا کو مانو آورو ذرکی ضد نہیں اچھی ۔ کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت نکل جائے
صفائی قلب رکھتا ہوں کہ میا ہو کہ تمنا ۔ کروں رخ جس طرف نا پا دیجیے جانب حرم کو

حسرت تخلص حافظ عبد الرحمن نبیرۂ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندۂ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے
یہ تو اب ویسے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمیں سمجھتے کیا ہو
اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا

ہم نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن
کیوں نہ سبب تم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں

کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے
یا صنم نکلے ہی جب یا خدا کہنے میں

کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر
اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا سچا کے دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہو گئے تھے سنہ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے رنگین ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دیں تو پیدا دل نہیں ہوتا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان او شفا
پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا

درس تھا مکتب میں مجھکو آہ کا
یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے
مارے بہت پڑے ہیں مسلمان علی الحساب

بوٹے سے قد میں تو ہے عجب لبری کی شکل
اور کہڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل

رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے
چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل

جوڑے کے باندھنے میں ادا بے مثال
زلفوں کے کھولنے میں ستم گستری کی شکل

چولی اُسکی تنگ میں لوٹے سر کے بال پریشان ہیں
اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناو سنگار تصدق ہیں

کپڑے بدن سے اوسکے ڈھیلے ہیں [illegible] سب ڈھیلے ڈھالے
ستھرے بانکی ہو نو کا عالم کس سے کہیں ہم ہیں بیچارے

منہ اوترا ہے گال ہیں پھیکے [illegible]
تمام خدا لگے عالم پر جمع ادا میں [illegible]

سچ کہو حسرت [illegible]
اوس کمبخت کی صحبت سے بیزار [illegible]

منہ آئے بال [illegible] رخسار [illegible]
دل بیمار او [illegible] کرو [illegible]

ساقی ہے ورسے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں

جو حسن [illegible] سو کچھ [illegible]
پر حیا کی یہ انکھیا میں [illegible]

مجھ کو لے کنارے میں تو بجلی کی چمک سے
لیکن وہ تمامی کی گلوری ہے غضب کچھ

گلوری کے صفا موتی کی بندش سو کہوں کیا
دن کچھ ہے تری آج ادا ہے تری شب کچھ

ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی
گوٹے لگے نیفہ سے رکھا ہوش نہ اب کچھ

وہ بند ازار اب جو چھلا مخمل کا پڑا ہے
اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو ڈھب کچھ

گر کہے تو رات تو دن کو کہوں میں رات ہی
کفر کیا ہے یہ نہیں یہ دل ملے کی بات ہے

چھپکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھوں کا ترک کر
جانتا ہوں میں کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے

جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے
الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے

جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے سینہ میں جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہے

اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
تو اے یعقوب ہر اک مصر میں سو با کنعان ہے

بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجے
جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے

برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مری سو بھی
چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے

یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ہی گریان
غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے

جو قول و قرار تھے آپس میں سو دونو طرف ہو چکے
تم اور کہیں مالوف ہوئے ہم اور طرف معروف ہوئے

اب قسمیں کھانی کیا حاصل جو تمنے ڈھنگ نکالے ہیں
سو خوب طرح سے عالم میں مشہور ہوئے معروف ہوئے

ہاں صاحب کو دنیا میں جو خوش آتی ہے سو وہ ہی
تب ایک ہیں سے تھے بدنام اب کہ صفت موصوف ہوئے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیا زندگانی ہے
کہ جسکے پاؤن پڑتا ہوں اوسیکو سرگرانی ہے

بزم میں بیٹھے تھے کل جتنے پری رو جور سے
دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائیں دور سے

کیسا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرینگے
تو دل تمھیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرینگے

یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب میں مجھ شکل آ کے دکھا گئے
کبھی نیند بہر سون کہیں آئی تھی سو اوسطرح جگا گئے

مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے
میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندہ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہ چندے در نواب شوکت جنگ کی رفاقت میں تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار میں داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے | پسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل
سنا ہے آج میخانہ مین جام سے ہاتھون نے | لٹایا دین و دنیا دونو ہمت اسکو کہتے ہین
فرہاد سے ہمسری کرے کون | سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی سعد علی دہلوی مقیم میرٹھہ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانے کی آس ٹوٹ گئی | ٹوٹا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ [illegible]
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

سچلے اوس پر فریب نرگس کیا | حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ
ہو آواز آئی کہ روحی فداک | جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا | ہرچند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدابادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

پڑا ہے ایسے کٹر سے معاملہ دل کا | نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا | کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دیکر اوس بت کافر کو مینے اے حسن | جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ قصبہ کاندھلہ [illegible]

جواب لائیو قاصد شتاب نامہ کا | جواب نامہ نہ ہو دے جواب نامہ کا
منفعل ہون دست و پا بھی مارنے سے وقت ذبح | کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بخاری مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنو مین بخشی [illegible]

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا نقل اور جان بخشی بھی کی
حسن اوسنے احسان دوبار ایسا

امنڈکے آنکھون سو اک بار بہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا

وقت وداع یار دل بیقرار نے
یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا

دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر
خانۂ ماتم مین ہو پڑے سے نالہ بھی بیشتر

جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن
اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین

آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار
اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے کو رہے

اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے وعدے کو
دیکھ تو پھر بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پرمزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تم ہمارے کو سمجھنے نہ لگی غیر لئے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارہ نکیا

اظہار خموشی مین ہے سوطرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا
رنگ ظاہر تحسین بندہ ہون اوسکی خو کا

خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
جسکو مزا ملا کچھ اوس لب کی گفتگو کا

حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے
خرابات جنونی بادۂ سودا لی آوارا

قیامت مجھ پہ غضب اوسکا تظلم اور ترحم تھا
گہی تھین گالیان منہ پر کبھی لب پر تبسم تھا

غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا
کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا

خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے
درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کہین

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپ کا / لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لے لیا / لیتے لیتے دل کسی کے لینے کا ڈھب ہو گیا

کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر / واقف سے تو نہین ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا

خط لکھا لاؤ ونے تب یہ سنایا مجکو حسن / مرگیا عزیز اسکو بھی آخر یہان ہے یہ مان کا

پیر جعفر احسن نے اپنا قصہ / بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین / نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین / یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

دل لگا یا جہان جفا دیکھی / کیا ملا عشق مجھکو راس نہین

ناز سے غمزے سے عشوہ سے لگا لیتے ہین / جنکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن / ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

غیر دل کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین / اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین

آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا / کس منہ سے مین تجھے کہتے ہین یہ برسا کرون

نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو مرید / ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کرون

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ / اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو / مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو / کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام / شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا بنی یہان خسرو کے ساتھ شیرین / بگڑی ہے بیطرح وان تیشہ سے کوہکن سے

جو چاہتا آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے / انصاف کر تو چاہیے یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی / جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ / گھٹتی ہی ٹھنڈی باوجود پچھلے پہر کی چاندنی

اس قد سے اوسکی زلف کی نیچے نبات کی / جاتی ہے دور دور تلک آفت اوزات کی

پھیر کے آئینہ کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن ایک دم آپ مین وہ شوخ جو آتا ہے مجھے
اک جان کی در پے ہین مرے سات ستمگر غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے
مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی
گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے
کیون مین اسطرح رات دن رووٗن تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے
فرصت نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے
وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد پہلے اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے
تعجیل نہ کر اک دن آنے تو لگا ہے وہ مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے
حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر مار ڈالینگے تجھے یہ کیا خدا سے
تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ بالی

لاشہ تڑپے گی اے حسن تہ قبر اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے تو یہ سکتا ہے چھوڑیو خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد دست مشتاق بادہ ہو مخاطبی بہن بھائی کی

ہاتھ اوٹھا دے تجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا
تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ جانے نہ حشر تک مری خاک مزار سیاہ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان گرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین تمہاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار وہان ہاتھ مین تھا دیکھے جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین
اور دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب میرزا احسن بہادر خلف آقا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملے غیرون سے یہ اسے یار جلایا مجھکو　　بھڑ کیا آتش غیرت سے بھبھوکا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبہ موہان شاگرد رشک

وا ابرو خندہ ازبہار ادل ہے　　کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیردار خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین ۔

مین تو تیرہ مین تھا زخم جگر کے مصروف　　دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگئے ملنے کی کوی راہ نکل آئیگی　　بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی　　دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل دیجیے
مرے اعمال ہین رونے کے قابل　　خدائی سال لہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آگئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے　　یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے　　ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلواتے ہے گا کیا　　کیا ہنسکے آپ نے پیا غارت کی آنکھ سے
ارمان ہی سا لکر ادھر دیکھیے کبھی　　الفت کی جستجون سے محبت کی آنا ہے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہر ایک غنچہ چٹک رہا　　گلو نے جوبن مہک رہا تمام گلشن مہک رہا

حشمت تخلص مرزا انعام فخر الدین دہلوی بن مرزا اعظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۶ھ باردوم شہر میرٹھ مین انتقال کیا

تا لون سے معرکے برپا ہو فتنۂ محشر ہین　　قامت سے ترے قائم فتنہ ہے قیامت

ستمگر بن قدم رکھے ہے ان قدموں کے سنگ · اثر جیسے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن اباً بدخشان مولد دہلی ہاڑسی شعر خوب کہتے تھے ۱۱۶۲ بارہ سو تریسٹھ ہجری میں انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گذرے

گور کے سوتے دوانوں کو جگاتی ہے بہار · شور ہے گل سے قیامت سنگ لی تربت
خوب میں ساز مین نے بعد فنا · خاک کی بھی غبار تھا دل میں

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا · یہ سبزہ قدم کہاں سے آیا
نم سے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب · دنیا سے ساتھ چھٹنے سے مجھکو ہوا ہے دل

حشمتی تخلص لالہ ماتا دین عظیم آبادی متعلق مظفر پور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہیں

دیکھیں گے حسن حور تو بہلے کا دل مرا · جنت میں بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص شیخ غلام یحییٰ تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گذرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے · یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہیں · ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق میں کب رائگان گیا · کیوں آپ آ گئے اب وہ تغافل کہاں گیا
پھیرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا · رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند گھنری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں · ایک خانہ خراب ہیں دونوں
یہاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی · مہمان اب بھی ہے امتحان باقی
جا کر تم وفا مجھ سے ستم کو ہم کرم سمجھے · اور ہم کو دل میں تم سمجھا کیے[illegible]

حضور تخلص منشی محمد عبدالبصیر ولد مولوی عبدالغنی نگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل کیا اوس سے سنکے ہان — یا رب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب
زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر — شیشہ سرے ہو بغل مین دست دلبر اتہ مین
اڑ جاے ترے شعلۂ رخ پر جو خطا آنکہ — پہر راہ پہ لگا اسے نہ کبہی کبک دری آنکہ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیر اباد ٹیوشی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجہے اوسنے دکہا مین اپرا — روتے روتے مری آشوب کرا مین آنکہین
ایک لحظہ بہی کبہی آنکہ نہ لگتی دیکہے — کیا برا وقت تہا جب تمسے لگا مین آنکہین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسنے
مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہو آ تہی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون نہین با رہون — تجہہ تو آخر مین بہی تیرا اے مرے دلدار ہون
محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہے — اگر اک دم ہنسا تی ہے تو پہر پہرون رلاتی ہے
ہم تو دشمن آپ سکے ہین بابو یہ فرمایئے — اور کس کس ستے بجہے گی دوستداری آپکی
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا — ہو رہینگی پہر کبہی باتین ہماری آپکے

حقارت تخلص میر من ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا ہو نازان اے قیس — اپنے تن پر بہی کبہی جامۂ عریانی تہا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبر آبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول
ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچہا دخل رکہتے تہے

زخم کے منہ مین بہر آیا پانی — جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا
پہر گریبان کے اڑ گئے ٹکڑے — پہر وہی چاک تب یاد آیا
خط پہ غیرون کے کیے اوسنے رقم — ہم کو قسمت کا لکہا یاد آیا
نگاہیں جسنے تہی مجہکو قتل کی امید — تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہو گئین
زمانہ نے جل نکالی دیکے زعف یار کے — سیدہ کیا ہے موزون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر نظام الدین عرف میر کلو دہلوی

دل بہت بیقرار ہے کس طرح — کرتا ہون اور خوش ہون زنجیر سطح

دل میں ہے منتظر میں بیدرد صنم کے ہی تقریر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دیر ہی مین

یاد مین اوس بت کافر کے بھولا کیا سعی
کہ خدی بھول گئے بلکہ خدا ای مجھکو

سب سے گلے لگے تری شمشیر کیلیے
پر ہم سے وہ کھنچی رہی ہے پیر کیلیے

گلی مین یار کے بیٹھے گھسیٹ لائے تجھے
حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست اقلیم لکھنو شاگرد جرات چینا پٹن مدراس مین بھی ہوگئے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ و تحفۃ العجم و خزینۃ الامثال و صنم کدہ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی بھی نگاہ نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اسے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھو بیٹھے نہ تو ہاتھ لگا

ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کا بیٹھے اور آتے زاری مین
ہوئے بیمار ہم بھی سلے تری بیماری مین

کہیں کے ہین انتظار ہے آنکھین
جو کھلی ہین مزار مین آنکھین

نزع مین ہین یہ جو پھری ذرا آنکھین
شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین

ہو گئی ایک نگہ مین مجھے صحت حاصل
گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے
زلف پر پیچ سے ہے عاشقون سے سر آئینا

حکیم تخلص حکیم محمد حسین عرف بنے صاحب خلف حکیم پیارے امراد علی باشندہ فرخ آباد

آزردہ ہوا کہکے جو فریاد سے میری
دکھتے نہین زیور سے کبھی [illegible] تمہارے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان [illegible] اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھویا
مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

کہون مین کیا برنگ زخم ناسور
ہنسا اکبار تو سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف و شاگرد مظفر علی اسیر رفتہ لکھنو

اگر اپنی کبھی زہرہ شمائل سے لگی ہے
یہ بہت ... بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف کلن سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اوبھتی سے ہوا سے مری زنجیر — کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اودھر کر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنوں نے — دین چھین لیا گبر و مسلماں سے ادھر کر

حکیم تخلص محمد ضیاء خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی میں کامل تھے

پوچھے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر — ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پا
تیرے لیے خلق در بدر ہے — اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے — کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حلیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب ہلکے دل کو چھٹے گیسو میں مرا اوبھا ہے — وہ بلا کون سی ہے جو نہیں آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے لیے بھی نہ گئی میری گھر کی تاریکی — رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کہ زلف میں ٹھالی ہے پاؤں میں بیڑی — دگرنہ رنگ حنا لائی تھی جلد میں سرخ

حلم تخلص مرزا احمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب خواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے — لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی کبھی ہند بھی تخلص کرتے تھے

اے کیس کس کے تئیں بیٹھے ہم یادگار — ہم مجنوں کریں یا ماتم فرہاد کریں
بے سیدھا ل ہی رہنے کا خیال اپنا ہے — تو ہر کی طرح پردہ بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندۂ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پاؤن رکہا دست سے تو جہلکے ہی گلی سرپون نگر | اسکی ہون سرخی کہ شیشے سے عیان ہو

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ تنبیح انسے ایک چہوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بہی کبہی آئیگے | تم مجہے دور سے ترسائیگے
زلف سلجہانے لگے پہر صاحب | پہر مرے سر پہ بلا لائیگے
ہوگیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا | یا الٰہی ہو بخیر انجام اِس آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید بخت باشندہ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکہانے گا وہ عیار کبہی | یہ بہروسا تجہے اے طالع بیدار نہ تہا
وہ جو شب میرے گہر آیا تو گیا ہوش حمید | اور جسوقت ہوا ہوش تو پہر یار نہ تہا

حمید تخلص سید حسین علی باشندہ آگرہ

رہا وہ غیر کے گہر کل تمام شب ظالم | مین کیا کہون جو رہی دل کو بیقراری رات

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تہی مدت مین جگا کے دیا ہے | پاؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کمال الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہرگز | کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حسنا تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکہنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان ہین

لوگ لیتے ہین عبادت کیلئے کل اینٹ ہے | اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ تہرا
گر کر ہوئے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم | اوٹہتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا دخل پہر سکے تو چہ گیسو سے آئے دل | کیسا رفیق چہوٹ گیا اپنا ہائے دل
وصل کی شب مجہسے اوداس بت بسکہ گیا | بیٹہے ہے وہ جنگجو جہگڑے کا چہلا ہاتہ مین
حسن سے اوس یوسف لقا کو دل دیا آنکہ | سورہ یوسف زبان پہ ہے انجیل ہاتہ مین
ہو کبہی دشمن کو بہی یارب نہ دشمن نصیب | تیغ جو بہیجے ہین مجہکو دلربا کے ہاتہ سے

وہ

حشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشاپردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بسبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی منی مین سنے خبر دلدار کی ۔ بھر گئی کانون مین ہوا اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا فہم سخن
با مزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے ۔ روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا ہے مجھے دل کھول کر نصیب ۔ دو آنسوون مین نوح کا طوفان آگیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے ۔ پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب مین ہے ۔ شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا صنم سے تسلی دو آنکر تو کہا ۔ خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین ہر اک کا
سہل سمجھے تھے وہم قتل گران جانی کو ۔ ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار ایسا
پس وصال میسر مجھے وصال ہوا ۔ مرے جنازے پہ بیٹھے رہو وہان تک آپ
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان ۔ ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام ۔ ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا ۔ اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی ۔ جو ہے سو میری جان کو غفلت تمہاری ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد درخشان شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندہ رام پور میرٹھہ مین پرمیٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہوتے خنجر ناز ۔ سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا دھڑ سے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی علیخان لکھنؤ

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا ۔ ان کافرون کے پیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانے پہ تیار	اوفر رنج سحر خود سمجھانا نہین اچھا
موت آ سکنے جیسے سایۂ دیوار صنم مین	ایسے کا تو مر رہو بھی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کمت	مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا	کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن سند خان مرحوم دہلوی جو والد بزرگوار ان کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوا ہے	نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے	شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا حیدر	کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین	مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آنا پڑتا ہے کوئی	تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا اکام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین با زیب آتی ہے پیدا	کافر کیسے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین ٹھیرے پھرتے ہم	تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسہ عالیۂ کلکتہ وطن انکا جاجکام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا	جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دکھاتے ہین جھنجلاتے ہین شرماتے ہین کیا کیا
رعشہ بھی ہے کچہ جسم مین کچہ لب پہ ہنسی ہے
دل وجان دین وایمان وہی تکا پہر کیا چھپا
درد کیا کہ صداور دکی صورت سب مین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر انجمن
سن لیا سرمہ لگانے مین جو حال مرگ غیر
عشق خط سبز نے چبایا مجھے مثل حنا
اوس بت کا فرکا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیا ہاے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہجائیے صاحب
قابو مین آگئے تو چکھا سکینگے ہم مزہ
دیجے بوسہ یا کہ گالی لیجے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خفا کی گالیان تو دیو چکے صاحب
جو ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چالیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کر کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری جو سے لیتا ہون
مثال نقش پا کوچہ مین اوسکے جم کے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیا کیا
تمنا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ورا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو ہو بدگمان ایا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا سمٹا غم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اودتے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبلہ مین دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑاتے ہین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
ہوتی ہین پتنگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز سبز
لیے جاتے ہو میرے گیلے پر چٹکیان تابک
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کی ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے آف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بلاتے ہو
نترانی کے سے مشتاق تے ہو
مزا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجلا نہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ ہمکو مگر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب
دیکھیے جسوقت خلعان پیر و ساتہ ہین
چلے ہو کسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
مجنون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
او ٹھے کسلیے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
بس قتل عاشقان پہ یہ بیڑا اوٹھائیے
در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا

آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
ایک تھا ہشیار پر حیدر عجب دیوانہ ہے
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی
شب وصال ہین کیسی حیا سنو تو سہی
باتین تمام شب وہ بنائے چلے گئے
بلبل کو چٹکیون مین اوڑائے چلے گئے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے
پردہ نشین سے عشق کو کیون کر چھپائیے
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم لسے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

ہے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا
بیابان تنگ تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے
استادہ ہے بندھ کے کچھ اس چشم تر کا

بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا
محرم ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کہان اب تو اے مسیحا دم
ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری

یاد آتا ہے وہ ترا عالم
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آقا حیدر خلف نواب

اسد اللہ ولد محمد تقی خان ترقی متوطن بیشاپور پرگنہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پریوش کی نظر جب سے گرائین آنکھین
میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین
چشم بد دور رہا اوس شوخ نے پائین آنکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا
اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن [illegible] میر محمد شاگرد امداد حسین طنبور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بلند
مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدری تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرایش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے
اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ای دوستو
کچھ نہ خواہشمند ہون تربت کا نہ تو قبر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو گرد
تا کہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بہار مین اوسے گزرے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیے
اس مین کچھ کم نہ ہو گی محبوبی
پوری کو چڑھا لگا کہنے
یہ رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے
دیکھیو اخلاط کی خوبی
[illegible] زخمی مجھے اوس بکوچہ قاتل وہ لئے
ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

حیران تخلص میر شمّو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے مین

دوہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین
اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین
عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر پٹکتا ہون یا چھوڑ کے سر پاؤن
تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو اب حیران ہے
اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندۂ جھنجانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک
نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی
کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم
کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا علاء الدین

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین
دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتے ہو
پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہگیا
کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید راشد علی متوطن بارہ مقیم قصبۂ اکبر پور
معروف بہ بندگی تحویلدار فتحپور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو لیٹا وہ مست خواب آنکھین
لگا چرانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا
ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے
عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

مجھ سے کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلا دل کا
یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہو وحشت ہے
عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان ہے نیشتر سے محتسب لائے توڑا — مرے جنون میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرہ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کاپنچاری بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے — جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھیو کن آنکھون سے مین لیکر غیرت عشق — ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیراندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۷ بارہ سو سینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

بر رنگ نقش پا دستگی گی ہے اوٹھ نہین سکتا — ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو — کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن — ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل — کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے — اک چاند کے دو ہوے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۲۱۱ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے — رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے — سب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پیلے کبھی کہیو تھا تو ان کا جز ا — تب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاے معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ کو تخمیناً بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

ایسے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ساعت آیا میل سے دلبری وہ یاد افسوس کہ آج — خانۂ تاریک مین روشن ہوا تا دور آج

خادم تخلص منشی محمد ہری راجہ بیجدو ان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

افلک کوئی دم مین اب آتا ہے شب ہجر کی رات — طفل سے ممکن نہین ہے ضبط گریہ زار کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کنبیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر — صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر
اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے — چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو — آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین ہرگز نہ کوئی تہین سو کہین پردہ شوخ — نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین رو تی ہے شمع — اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تہی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا — ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا
تماشین جھیلین نہ کیا یاد مژگان مین کے — گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا
دیکھے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا — تو تو کیا زاہد دل آوے اوس بت پیری کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

رباعی

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کو اوٹھینگے اسیلیے دلگیر ہم

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے

تری زلف سیہ سے اسے یار سے — مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مرادآبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیہ مخمل ہے گر وہ منعلین کے زیر سر — ہاتھ اپنا بس ہے بہان مجھ ناتوانکے زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن اجداد بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر استاد ہو کوئی — دل تو ہے بتادے مجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس ملا قصر کاری کول

دیا ہے تجنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو — نہین تو صورت آئینہ کیون ناسبیہ ہو حیران

خالق تخلص خالق بخش اکبرآبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ و قلق — کرم سبھون سے کیا ہم پہ باری باری رشک

بندھا خیال جو اوسکی جبین کی افشان کا — ستارے گن ہی کے خالق نے سب گذاری رات

خان تخلص عبداللہ خان رامپوری شاگرد حافظ صبغۃ کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل ابر یار سب جدا ہوئے — کیا کیا فلک کے ہم پہ نہ ظلم و جفا ہوئے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یارخان رنگین باشندہ وطن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے — مجھکو ہچکی دم تک جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد

مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتو کی چاہ کیسی ہو برا کسیکی کا — ادھر تو کب گئے بال الہی ادھر جان گئی

اے خان غم فراق مین ہم زہر کھا مرو — اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خانی تخلص مرزا خانی باشندہ دہلی اسکے دماغ مین خلل ہوا تھا

بے حقیقت ہے کام ہی کرنے سے سہل — عاشق ہوئے تو یہ بھی عمل شاد رہ گیا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا صمدی سیستانی مقیم اکبرآباد فارسی و اردو دونون میں شاعر

مرزا محمد حسین خراسانی یا اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون محبت کہ مین پڑا ہون
کیا پوچھتے ہو حال ہے کیا مرے دل کا

خبیر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ بیس برس کی عمر مین بعارضۂ طاعون قضا کی

ہم نے رونے کا نہ لایا کب سر و سامان تھا
تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی
اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

جبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم
خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے
اک بار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت گو ابر و برق کی سی ہے
ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
لبون پہ جان ہے جلدی کہین ہو نکل ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے تجھ اور وہ گل رنگ ترا ای جوہری
کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرسند تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر سیدی

ہم آپ سے نہین جاتے بیان ہجر کیونکر
یہ جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کیجیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر چھجن دہلوی والد انکے نواب محمد عبد الاحد خان کے متوسلین مین تھے

سایہ ساتھ ہی تو تھے یا تو تک گزر کر
اوسنے دامن کو بھی یہ ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد گیلانی قدس سرہ کی اولاد مین اور سلطان المشایخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بہرے شاق

آشفتہ سے املا ہو لیتے ہے

جلوہ اوس مہ نے جو بالائے لب بام کیا	سوختہ خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد بخشندہ جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا احمد جاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

منتا ہے دلا اہل جہان کی یہ ہی عادت	منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خشنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

ہو غرق رحمت پروردگار	آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابو ظفر بہادر شاہ متخلص بظفر شاگرد استاد ذوق صاحب

نہ کہہ سکتے ہیں کچھ اپنی نہ سن سکتے ہیں کچھ تیری	ہمین اسوقت مین اسے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا
جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا	خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا
نکالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق	جو تیری خوشی وہ ہی مرا مدعا ہوا
لیتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے عیاشی کو	مجھے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ملا
کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے	پھر یہ بھی تو اسے شوخ ستمگر نہیں ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد میان صاحب

جیتے جی اور بھی اس تازہ ادا نے مارا	ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرما کے بہت
فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیروں سے کہا	یاد آنے لگا یہ جانباز ہمین اس سے بہت

خطا تخلص مرزا اظہر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان مین

زبان لڑا کے ہو کیسا اختلاط سے پیاسے	سمٹ کے آئی ہے دیکھو مرے دہن میں جان
کرے جو مردہ و نسے باتین بھی وزیر سے [illegible]	مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن میں [illegible]

خطیر تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد منیر

[illegible] غصہ مین وہ رو نمدان کی طرف	[illegible] پان کی بو بیچ تھا [illegible]

خفی تخلص مرزا محمد معروف بہ [illegible] خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب [illegible]

ترک چشم و صف مژگان و نگاہ خونریز	این انکھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان انکھین ہین بیشک خط پیشانی بہ	مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آب دار ابرو
یا تو ے محبوب ہے یا کوئی سلکی نہ ہے	مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے خنک از بس ہوا سے بزم ساقی جلا	گرم صحبت ہو گی زیب انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکو بال	حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد حضرت مولوی عبد الکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا	کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندہ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا	کہ اتنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کہ میرا
دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم	جی یہ کیا گزرے گا اور جان یہ کیا ہوویگا

خلیق تخلص مرزا منور علی ولد مرزا امید ..... شاہ ..... [illegible] ..... سو نانوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان	ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھبین کبھو نہ آیا	ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ وفا کر	تو وہ یہ ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر
بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن	گو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ذرا دھیان کیا ہے کہ تیرے کوچے مین	خود بپا کرتے ہین ہنگامہ محشر عاشق
بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ	جگر سنگ سے بھی آب رواں ہے جاری
شیشہ آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو	صاف ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو

سرکا

سخن شعرا

نرگس کے خرام ناز کا پامال ہوں خلیق
کہتی ہے ہوش دیکھو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باشندہ اصلیٔ دہلی متعلقہ بادشاہ کو رشید انکے رفیق نادر مرزا سے نیشاپوری بجیشتر لکھنؤ میں رہتے ہیں [illegible] بارہ سو دو ناسی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے صاحب دیوان ہیں اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل میں اگر آپ آئیے گا
ہاتھ ہو لا دن بھی تو ٹھہریئے گا نہ آپ
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤں
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا میں
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے
ضعف سے کانپتے ہیں چلنے میں ہر بار قدم
پائے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہو گل تر
سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے غرض
مرتبہ خاک نشینوں کا جو سمجھے کوئی
بے سبب وحشت جنوں میں نہیں سرگرم خلیل
حشر برپا ہو کہیں لوگ قیامت آئے
بتوں کا سبزۂ خط غضب کا نہیں محتاج
ترقیوں میں تنزل کا بھی خیال ہے شرط
رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر
بات ہاں عاشقو نہیں نام جدائی کا نہ لو
تم تشنہ پا [illegible] ہو کیسے جاؤں گا

داغ کی طرح سے رہا کیجیے گا
نبض کی طرح چلے جائیے گا
وصل میں لطف شب وصل میسر ہوا
خضر کا کوئی کبھی راہ میں رہبر نہ ہوا
پھوٹ پڑ جاتی ہے جس وقت وہ دل بنجا
نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا
ٹر تے ہیں صورت چوب کہنہ پیدا قدم
چار باغ آئے نظر تم جو چلو چار قدم
دیکھ لو سونے سے ہو جاتے ہیں بیکار قدم
رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قلم
قلم آسا نہیں رستے کبھی بیکار قدم
ربع مسکون میں ہو جل تم جو چلو چار قدم
بغیر مہر یہ خود اعتبار رکھتا ہے
گردے گو کہیں کو نظر میں سوار رکھتا ہے
کیسے زمین فلک سے ہو پائی کمر کو
موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیمار [illegible]
درد دل کہنے سے مطلب ہے [illegible]

کر دیا ان کو خلل بندگی ہند سے بحال کے
کیسے لگا مزہ رنگ حنا کا شکار ہاتھ

اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل پاش پاش
خنجر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ

ہر طرح جل بجھا پس مرگ اے خلیل
دس گز کفن گزی کا زمین میں چار ہاتھ

اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ
تیور کچھ اب کی سال برے ہیں بہار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے سے تار کے

حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی
پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی

میں مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل
نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی

مر کر بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا
بتی نہ دھواں دے مرے تربت پہ کبھی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبر آبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے
کہنے کی جا ہے نہ موقع ہے صدا کا

کعبہ و دیر میں کس کے لیے پھرتے ہو خلیل
یہ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا

ملجائے کا موقع جو کبھی دادرسی کا
اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان و تذکرہ شعرائے فارسی و اردو گزرے

شور رونے سے میرے تر ہوا جیب کنار خلیل
آنکھوں کے ہاتھوں ہو گیا آزار پہلو میں

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آ کے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا
گلگیر نے تب اوسکی وہیں دور کی گردن

ہو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ میں خورشید
تا کاٹ کے جو دیکھے غضب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر میں مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے تھے

غیبت سے گھر کا جو کو آپ آئیے گا
غیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حال شب فرقت بولے — لیجئے کچھ اور بھی فرمائیے گا
ایسے ہی دمدمے دفا ہوتے ہین — ہان بجا ہے ضرور آئیے گا
کھیل مین جان پہ کھلوائیے گا — ہم کو شمشیر سے سر آئیے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین — ہم جلا دینگے جو مرجائیے گا
وصل مین کہتے ہین بوسے بکے — کسطرح ہجر مین مرجائیے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل — شام کو آج ضرور آئیے گا
وصل دس رشک چمن کا اگر میسر ہو خلیل — آرزو ایک عمر کی ہوجاے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر ہو معرکہ امتحان مین تھا — پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو ہرچکے پاؤن

خموش تخلص مرزا خدا یار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگہ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین — کچھ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پر شرے جب کہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ النسخ وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین مشتاقانہ سو الحماسی ہیں کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے — اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گر دور ہو گیا تو رہا درد دل اوسے — بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین — مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت کے ہین — دل دے کے آپ کو مین کسی کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سیر کلیسا دیکھا — بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا آنکھ کے عرصہ دیدہ میگون کے اثر — بادۂ شیخ کہ دنی سے بھی پتلا دیکھا
کر کے بجھ شمع غیر سے کر کے جلایا آپ سے — اب تو صاحب آپ کا نقشہ نکلیا دیکھا

باؤ گل مین ہووے اسے خواجہ اگر گریہ کنان — موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان [illegible]
ٹوٹے ہو جہاں سے سینا جو رخ گلگون کا — دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر [illegible]

خواجہ تخلص خواجہ بخت علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا ملنا چھوڑا — سر پہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آل داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم سے ہے دل مین — حسرتوں کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین بر پا — چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خورشید حسن تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

تیرے قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا — ہووے نہ گل کے گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خورشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندۂ اکبر آباد لکھنؤ مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے کلکتہ جا کے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے — پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
شب ہجر انہون نے سنی مری فریاد — خدا اسکے ہاتھہ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتی تھی — سدا ہے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آئی ہے

خورشید تخلص مرزا حسن علی عرف میان سا بو مرشد آبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے — خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ بلبلو چمن سب بے ثبات پر — مجنون کی جو چال ہے وہ گور میں چل پہ ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ ہوگلی

جنگل مین جو خورشید دن کا ہمارا ہے لکھا — بجلی کا کھاٹ دریا کا کنارا ہوگیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد کے

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی بلاد دیار شہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا سوگ تو مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے

پھاڑ کے کوا وہ کیا باقی رہا دست غبار	چاک دامن ہو گیا تیرے سے گریبان ہوا
تو یہ وصل یہ ماہ کہ جو طالب ہے خورشید	کسطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

خورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلی سے ترے سامنے بے غم	اک دم کی دم اس خستہ کے بالین پہ نہ آ کر

خیال تخلص غلام حسن خان دہلوی برادرزادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک سے زیادہ ہوگئے

تجھے تو غیر کو منظور رتبہ دکھانا تھا	نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا سہ پارہ غرفی میں	کہ جو چلمن نے شب بھر رہ گیا نظارہ غرفی میں
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال	اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جا سے باغ میں رشک چمن ملا ہے داد	اشہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی میں انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدہ دن کا	نمود برق طپیدہ دل طپیدہ دن کا
کھلا کسی پہ نہ اس سوختگان خاک کا حال	ہجوم مہد زمین میں ہے آرمیدہ دن کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار میں دل	لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار میں دل
ہم خاک ہو کے آ گئے ہیں کوچہ میں یار کے	لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھ سے کب ہوتا ہے اے دارا وہ قتال	اوسکے دل میں بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر تھی

عجب نونہال گلشن معانی پر شباب ہو کر کئی دن اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی پانہو چکی اور کئی برس دوسے وہ اپنی شاگرد تھا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور ہلال وصل کاوش گہنی کی طرح اوسکی دل بیتاب نے اوسکی بیقراری اور آہ وزاری بیاشک شروع کی پسکہ جب اوسنے بیمار دیدار ہوا عاشق تنگ آکر قصد پرواز کیا اوس وقت اوسکی مادر دونے اون بیمار کی ملک الموت سے اوسکے مرض فراق کو حال تیر و ال سے خبر کی کہ وہ اپنے قدم شفا سے اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ ادہر سے اوسکے آنے مین دیر ہو گئی اوسنے اپنے جلد آنیکے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادہر تاب انتظار نے بہت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پہ لکھا ہے

از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبر مرگ غریب مرگ ہی

اور موت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابہی مل پاس تھا غائب ہوا ہے ہنستی دیکھو
ادہر دیکہو ادہر دیکہو یہین دیکہو کہین دیکہو
ابہی پاس ہی رہو کے جو بیٹھکر آتا ہے
ارے کے ہاتہ دیکہو جیب دیکہو آستین دیکہو
پکڑنا جسکا مشکل نہین گر کچھ بھی ہو دے
ہوائی رنگ دیکہو ماہتابی سے جبین دیکہو

رباعی

یہ چاہ مین جلی بڑی ہوتی ہے
جی لیتی ہے دوستی بڑی ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بہی اوسکے بن آہ
سچ کہتے ہین یہ لگی بڑی ہوتی ہے

داغ تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربہوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت سالم کے دوسون مین عاہین بشیر فارسی کہتے ہین ۱۲۸۸ بارہ سو اٹہاسی ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت سے عزت ناصحا	محترم ہین وہ جو ہین رسواے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

غم ہی تھا جس میں کیون اوترا ہوا چہرہ تمہارا ہے — ہوا معلوم شاید آتش حسن کا شرارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزا ای دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم سرکار رامپور ہین اس شخص کو دلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

کر لو کبھی بہانے سے آجائے وقت صبح — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
کو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین — آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم
ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر — اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پانو
کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین — کیون یہ کیا ہے غم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین
ہر گھڑی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے — ہے خبر سب کی اونہین اپنی خبر کچھ بھی نہین
دھوم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی ہوگا — فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین
اونھون نے غلط تو سمجھا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا — کہ سو سو طرح کا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے
کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری — لب پہ رہ جاتی ہے آآ کے شکایت تیری
وہ تو ستم کرینگے کوئی مر رہی کیون نہ جائے — ہم بھی ستم اوٹھا نہین سکتے اب مر ہی کیون نہ جائے
دل وہ دین کو جینے دیا ٹھو بھی نامراد ہی رہے — کہین داغ تم نے سنا جو اپنی روسیاہ کا حال

دانا تخلص میر فضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب بہادر الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گذرے

دل مین ہر ایک کو سودا ہے خریداری کا — یوسف مصر تو ہی ہے اے یار عزیز

دانا تخلص لالہ سوبھارام علاقہ دار کسٹم بیٹ انگریزی سا ... اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری چپنے نہ کی فریاد سے یاد — کھینچ لیتا ہے وہ آغوش مین دشنام سے کام

دانا تخلص رگھناتھ لال ولد مہتاب رائے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علی خان

دیکھیے تقدیر مین سبھے ایک دم نہین — رہتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

داؤد تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو ٭

چاندنی کی سیر کو نکلے جو وہ مہ تمام
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب جدا مجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے

بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے
دلخستہ اور شکستہ ہے دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہیں مگر ایسا نہیں کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد میں دیکھا ہے

رواں کرتا تھا خنجر کاہ گاہے روکتا تھا
دلاں تنگ چشموں سے زخم مہر کوہو

عجب نازو ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر خلیل لکھنوی متوطن خراسان مقیم شیابیع متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ میں دیکھا ہے

سب مساوی ہے ندو پاک اگر نہوا
آئینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا

غالب ہیں جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچوں نے چٹکیوں میں صبا کو اڑا دیا

گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا آگیا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا

وبال اس سر کے گلے کا نہ بار اٹھایا
دیوان ہیں کو نہ اسے قاتل سمجھنا شمع روشن کا

چاند دیکھے جو کبھی تیری کا ہیر میں خورشید
سر دھنے خوب گریبان سحر میں خورشید

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آگئی دختر رز دیکھنے مینا بازار

خلش ہیں سے نہیں ہے کچھ اوس کی
ادا و ناز سے محروم ہے تنگ سینے پر

ہے تیری آرزو مجھے لے جا تی آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرا ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف ارشد خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہیں وہاں اکثار زیادہ بہت

صفر سنہ ۱۱۹۰ گیارہ سو نوے ہجری مین ہوا راقم نے ابکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل یہ دیوان اونکے نظر سے گذرے

بار سے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا / پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
اسے آنسو وہ نہ آوے کچھ بات دل کی لب تک / ڈر کے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا / کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس / جی مین نہ رہ جاوے یہ آہ بھی کر دیکھنا
مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا / ہم رو سیاہ جانے رہے نام رہ گیا
اوسنے قصدا بھی میری باتون کو / نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا
کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی / جبتلک پہونچے ہی پہونچے اوسکا آگ بجھا
سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا / بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی / ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی / افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
کرتا ہون بس مرگ ہی حل مشکل عالم / بجنس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون
مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو / گریبان چاک سے ہے چاک گریبان
ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین / دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری / یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین
اوسے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین / پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا / سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون
اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو / یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو
نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے / دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز / گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو
ہر چند تجھے صبر نہین درد و لیکن / اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو
ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ / گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

آتش تا شمع ہوتا گزر پروانہ
تمہارے کیا فکر کیا بال و پر پروانہ

وصل فنا کو نام سے ہستی کے تنگ ہے
روح فرار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسطور ہے اک لحظ جو آنسو نہیں تھمتے
معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونے پائی

حسرت سینہ اپنے ذتے دم رہے چلے
جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے

آہ سب مرت ہی جلا تب جائیے
جب کوئی افسوس ترا او سیر چلے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے

مین وہ نقش دہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے

خلوت دل مین کر دیا اپنے حواس نے خلل
جشن ہائے جم ہے غوغا و بال گوش ہے

درد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

شیشۂ سینے کا وہان کوئی ہر گز
خط ہے میرا لکھا مقدر کا

درد تخلص کرم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ
کے عہد مین علی اکبر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کر دن مین ظلم سے فریاد کب تلک
اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پہ سیماب کیا جانے

کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

درد تخلص محمد تقی شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ مین
بھی آئے تھے سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی
صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کشتا ہے نہ جا بگڑا ہے ناحق کے تئین
پرویز سے جا بگڑا ہے ناحق کے تئین

کوئی شکر ہی نوشت لیتا ہے
فرہاد کا سر ہوا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اشرف کی اولاد میں تھے آخر ایام میں شعر گوئی ترک کی تھی +

درویش کو ممنون بھی لکھا کرتا تھا یعنی ۔ اِس مملکت عشق میں اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار کے ۔ روز روتے ہین وہانکے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انہین ۔ نظر اُنکی کہین نہ جائے یہ شمع قمر اکی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہوں دوزخین ۔ دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے ۔ ڈوبتے تجکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے ۔ تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص بیبی پرتاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل ۔ جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام ۔ خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل آکر ۔ پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل آکر
کیا سینے کو وا کرنے لگائی آگ گلشن میں ۔ عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی کی
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا ۔ زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل یہی تقصیر ہوئی ۔ نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین ۔ ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

چون تشنہ بہ ستم رسیدہ میرے — رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو دربان نے آستین کھینچی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرہ راجہ خوشحال راے دہلوی

ہون ترے ہجر مین شیدا نرگس حیران — چشم ہوتی نہ گر آپنے گنہگار سے دل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف اتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون نے وہ — اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ شیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریاب خان خلف سمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے سپہگری سے نہایت ذوق رکھتے تھے سے یورپ جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا — یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا

تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض — طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا

ارادہ پاے بوسی کا تھا ای بیدادگر اپنا — گرا قدمون پہ تیرے کٹ کے جسوقت سر اپنا

وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین — وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین

سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی — پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی

رات تم اسطرف جو آن پھرے — دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانۂ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چھپ کے گر آن کے ملتے — رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی

پھلجڑی ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شیخ — یا خدا اوسکے بھی پیچھے یونہی شیطان لگے

دلگیر تخلص چھنولال کایستھ لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہو گئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا
باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل وہ مدعا سے گوش ہے یہ مدعای چشم
آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدای چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دنرات ہو یارب ہو مین ہون گلی مین تا تحہ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو
صنم جو دیکھے مجھکو تو کہے ہے دور آنکھونسے کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھونسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو بسی دماغ مین ہے میرے اوس تن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنو

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے آگئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
میری سرگشتگی کو دیوانہ پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاننداین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اُنسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا اٹھ پے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح — تا کہ سیکھے مرغ بسمل نے مری دل کی طرح
جان پر آبنی ہے دم مری خاموشی سے ہے — بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے — رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم

چھوڑ اسلام کو اور کھینچے قشقہ ذاکر — طالب کفر ہوا اوس بت رعنا سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا — آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ بیکر بہل کر رہ گیا — رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا
لیلی کا حب کہ نجد سے محمل نکل گیا — آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب — کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہے گر حال آہ سوزان گر پڑینگے جلکر فلک زمین پر — یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر
دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین لے آئے — دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑیگا زاہد — نا قوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنگ سا ہے
جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پرخون نے — مری زنجیر پر رنگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
تلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے — لعل احمر سنگ مو سے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی — تو وہ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک کسکے کھس تیر گئین ناک مین تیرے — اے چلبلے نہ ڈال تو قلعلیہ ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کے رہ گئی | مل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ دہلی

٦ تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی | اے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت جماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوی دوست | منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روی دوست
یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا | یا اسی کو تھا میسر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دلِ زار بہی چھوڑا | الفت مین سمن رویون کے گھر بار ہی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھہ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترسے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ | بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین | نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے | نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہو نہین | نہ کوئی خنجر بران کہین یہ مجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون | اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار ہی نہ

ذکا تخلص خوب چند کایتھہ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان | ہاتھہ سے چرخ کے ڈھونڈھا ہے تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو | جسکے قد نے زمین سے لگا اوٹھنے مٹایا مجھکو
ملی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو | کمان کمان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن	گر اسنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوجوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل	مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا سنہ ١٢٧١ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے	مرگ کا اونکے جہان کو غم بپا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکھا	انتقالِ شاعرِ کامل ہوا ہے

ہوا حمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا	ذوق	الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جا نکلتے تھے وہ مجھے بین وزن دکھانے		واے قسمت ہوا اوسی روز مین گھر زیور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ہونگا		کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار ہونگا
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا		اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو چکر اوس دشمنِ ایمان کا		دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید		تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
عدو سے خون سے دل پایمال کے گیا		چلاتے ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے گیا
بسمل سے لیکے دل کو نکالا کر وہ مسیح		جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے گیا
ہزار دم ہین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق		کیا وہ غیر کے گھر مجھکو ٹال کے گیا
اوس سے تو اللہ اک وہ بیدرد ہو گیا		اب آہ آہ تیغ سے بھی دل سرد ہو گیا
بانی طبیب درد سے ہین کیا سمجھا ہوا		ہے دل سے ہے زندگی سے ہمارا [illegible] ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

نشۂ دولت کا بدا طوار کو جب آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

ذوق کے مرنے کی سنکر ہلی تو کہہ رنگ کے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر چہ لکو کبھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا

کہے سے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو ہے لہو میرا

ترے جوڑے کے کہلتے ہی مراد لیتا باندھ
عجب تقدیر نے عقدہ بیان کھولا دہان یار

گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

مذکور ترے بزم مین کسکا نہین آیا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

مشہور ہے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے بار ڈھہ کاٹی نام ہو تلوار کا

کیا طبع مین جودت ہے جیٹ دل کی اوڑا جاتا
ہونٹون کا بیان ہلتا وان بات کا پایا جانا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

بیان تنگ عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھلسین ہین منہ ستمگار کیسے پر بھی شیر کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے انڈون صیاد کا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

بیمار عشق کا جو نہ مجھسے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر ترا کیا علاج

وہ مثل ہے ناوبہ کہنے کو بوئی خضر نے
لیکیا خط ذقن دل کو سوئے گرداب کھینچ

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
ایس مکر چاندنی مین نہ کر ناگان ہیچ

ٹھہری ہے جا کے آنکی بیان کل بجا ملا
اے جان بر لب آمدہ اب دیری کیا

کہا اے تم جو ہم سے گھڑی دو گھڑی کو بعد
سینے مین ہوگی سانس اٹکی دو گھڑی کو بعد

جھومر کا قطرہ سر پہ ترے آ جو پڑا جاند
تھا رہ رہ کے جڑ سے چاند کا بوسہ چڑا جاند

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھ کر
ہے بہکنے کو مرے پوچھنے کیا ہو تکبیر
ساغر دل بھی آیا ہون کھو مت ہاتھہ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس جوبن پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کر
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو تیری
پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا گیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے مین
وقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس غمزہ کی یاد کرے علی تو دل مین قرار
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط بڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب نہین یہ موی سفید
چاہ کرے کر دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر بیخ و غم مین ہون [illegible]
سوال بوسہ کو [illegible] جواب [illegible]

بڑا مزا ہے جو مر بیٹے کسی کے سر جھک کر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
ہو سکتا ہے کیون یہ ضبس دستگردان چھو کر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑ کر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
بدگمان وہم کی دار و نہین لقمان کی پاس
منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الہی توبہ
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر سند سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہون مین
جب کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جانے کیا لکھ دیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
لب کو دون [illegible] لعل کو [illegible]
اوس [illegible] تلک [illegible]
برات عاشقان بر شاخ آہو [illegible]

مدد اے نیش زن ہجر دم ہے سیر و درد ابلہ
مرے نالہ سے چپ ہیں مرغ خوش الحان نادر
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
جسجگہ بیٹھے ہیں باد یہ کو تم اوٹھے ہیں
کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسوں
زاہد گمراہ کے کسطرح میں ہمراہ ہوں
ہم وہ ہیں گرم رو راہ وفا جوں خورشید
دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو گذر نہ ہو تو عشق میں رسم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض کو محبت
دیکھا دم نزع دلآرام کو
تم سی مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھیں تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ دم بازیچہ دم اور زیادہ
بستی تنگ مایہ کے تئیں سہو نکل ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برش میں کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب
جیب دری پیرہن خوب سے چھٹا ہاتھ

یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ جو اسکو کہتے ہیں
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے میں
جو وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہیں
ہوئے پر ہوں نہ ہوئے پر وہ تمہاری پرسوں
وہ کہے اللہ ہوا اور میں کہوں اللہ ہوں
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہیں ڈوری ہے گھر کاٹنے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہیں خاک اوڑانے کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
جلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش ورم کو
عید ہوتی ذوق دل شام کو
اور نہیں گرا سنتے تو جاتا کاہے منہ کو
کتنے پانی میں ہیں فوارے بھلا دیکھیں تو
فلک پر سلے ہنستے ہنستے شادی مرگ ہی ہوا
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
شیشے کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہاں مجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سینہ پہ ہاتھ
چھیری نگہ نے صاف کیا گھر کے کھینچ ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ کو کرتے چلے ہاتھ

کر چھوڑی سے اوسے بیجا ہے امتحان آخر
ایسے رسوائی ہو پڑ جاے جو دربان سے ہاتھ آخر

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

نگہ دو ترک کو جبکی نہین جفا کی پناہ
الله اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین رزق
کہ اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ

نگہ کیا اور خنجر کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ ہر سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

عدو آیا ہے جبکہ نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے رے کے غلط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے سینے دل کے زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو جلوہ ہے معنی پرست کا
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دلپر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر ملتا ہے تو کیا اونکا بھی کال ہے

ہوئے سرداران سیہ کا ایک سر لشکری
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری

کہا وہ ہجوم یاس مین ہر دل کا وہ ہجوم حسرت
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکری

لیتے ہی دل جو عاشق دل سوز کا چلے
تم آگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا ہے

سر وقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہے
یہ نصیب الله اکبر لوٹنے کی جاے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آ کر آزردہ گئے
اف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی گھبرا جائے ہے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

الجھی کسی بگڑے کو ملا سمجھے کہ قاتل لے گئی
کر آج کہ جیسے مین ہوسکے تو ...

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھ پہ کیا بیتی
نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقہ فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین میخوار
کب وہ گذرتے ہین سر لاف و گزاف سے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
ہائے رہی حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
بھولا نہ مجھے کشتگہ عام مین قاتل
خط اوسکو دیا بھی دیا جو قاصد کے ذوق پھر کیا کیا
کیا نظر تم کو ہے یاروں سے تو کیسے
یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
ہو چکا ہے شب گشت لگا کر دامان قریب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
نہین ممکن ہے ... لفظ ... نقشین کا

جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی یا کیجئے
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے
دیکھو احمق منہ اسے لڑتے ہے
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
جب کبھی یار سا سے لڑتی ہے
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع معطر لگی ہوئی
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
گڑگڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کو غرے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے
تو یہ جا نور ہے دوزخ ہی مین جنت والے
لکھتے ہین ہائے دو چشمی سے کتابت والے
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے
دل بیمار کے ہین وہ ہی عیادت والے
اونسے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے
اللہ رے تیرا حافظہ کیا یاد غضب ہے
وہ خط دیکھا ان لینگے سیہ مری عبارت ...
گر منہ سے نہین کہتے اشارہ وسے تو کہتے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
سچ ہے حرا فرادسے کی رنگی دو رنگی ...
کرتے آشنا مرہا سے ہین مینا ...
جنون یہ نشتر لگے ہیں کہیں ...

کیون تمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
دو دو کر بالونکو سر سے لیے ہے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
نہ چھوڑا تو کسی عالم مین راستی کو یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تونے کی جفا
تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ لے
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم سیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
تجھنے تونے افشان جو اے مہ جبین ہے
کے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ و دنبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیو اسطے
نقل محفل مہ تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
نہین ہے آشکارا گرچہ ہمکو ساقیا چوری
پہونچو لے زیر گردون گر کبھی میری ہنسے
پھیرتے ہین نالکی مجھ سے سبوی مین ملک جا کے

گر محبت ہم اوس حضرت عذری کو نہین پا ہے
پر نہین کان یہ مجنون کے زیرا جون جاتی
کہ نہین تیری ہی وہان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا ہم پا چکے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لیکن انکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا جان اور جبین ہے
مرا عشق کم خرچ بالانشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیوں اسطے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہو کے تائب جسطرح ہوجائے ریا کی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب پڑھتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل نقش لب جان بخش پہ جان دادۂ مشکین ہے
کیا تاب والے جلوں سے جو برش آگ نہ ہے
چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سو گرہ ہے
مقابل اوسکے رخ روشن کے شمع گر ہو جائے
ہمارے سینے مین وہ آتشین ہے ذوق
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیز دنا قہ لیلے کی دیکھوگے نشتر غم سے
ذکر کو چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
خط بڑھا زلفین بڑہین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
لاشہ کو دفن میری کیجیے کہ پھینک دیجیے
مری طاعت سے اب تو معصیت بھی ہار گئی ہے
ڈساہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونکی اثر سے کھیلے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
دردِ دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے

عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے
دوزخ بھی ہو تو آگی جلوں پہ آگ رکھے
ہم قلندر یہان نہین کوڑی کفن کیواسطے
یہان تو کوئی صورت بھی ہو وہاں قدر گلہ
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاسے
جو برق دیکھے تو فی الفور خاکستر ہو جائے
وہ ہے شل ہے پھول نہین نکھڑی سہی
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے
مرے توبہ یہ توبہ استغفار کرتی ہے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر کو کھیلے
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی
ہون مین حرف درد جس پہلو سے او لٹو جھکو
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بناریسی درویش سرو پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی	ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت	اے عزیز دل کا ۰ کیجیے
جسلد آ مل جو تجھکو آنا ہے	ورنہ کوئی دم مین دم رہتا ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئی

دنون مین بنواتون کا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

نہ سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا ۔ اگر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اوسمین ہوں

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بہلایا نجائے گا ۔ ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار نے محشر بپا کیا ۔ فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد حسن

ہوا اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر ۔ تو کرین کیا ہے کو اس فتنا سے ہم جانی مین یہ
ہمارے دل کو مت آزار دے ای باغبان ناحق ۔ جلامت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے ۔ ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب ۔ تو مجھکو سحر تک نہ جیان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

گو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین ۔ دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی ۔ پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

ہجر شب کو آنے کی بیان وہ وہم دام شام ۔ ستر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد دین دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام وطلدین نظر سے گذری ۰

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو روکیے	ابر و چشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب	آجاینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو	ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجائے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ شہر تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوائی سروسامانی سے	خوش گزرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا	نہین جاتا یہ درد سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے	سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہے جو اوس پہ پڑی آنکھ	دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جاینگے سارے	گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا ہلا	لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد	دھولنے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ سحابان قیامت لکھیں گے کیا	دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنا ہے جہان سے لیکن	جب کہ ناپدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے سنہ ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز و حسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا	آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی اے دوست تمنے کیا کیا	آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیر درد کو	ہائے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا
کب میرا آخر بیار ہو موجب وہ جفا کا	بندہ تو ہون سہی عیب وہ لے مجھ مین وفا کا
سویدا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سارا کھا	ہم نے ہاں اس امانت کو چھپا تیسے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو	شہید مین بھی ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین بار رنج مین اوسکی بھاتی ہین مجھے	چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوائے سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا	یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو تازگی ہو رہے	بے رنگ ہو کے پھول ہے جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اسکو ہے	قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

مین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھے کہ اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا محل تمہین کا تماشا جسکے ہو اسنے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین	لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اونکا لذت آمیز	ہے زور مزا نہین نہین مین
اب اور نکالو ہونے ایجاد گلستان مین	راتون کو لگا پھرے صیاد کمین مین
کہیں بجھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو	بھول مت دور مری بدنامی و رسوائی کو

بے تحریک آہ سحر نے کیا کیا رولایا ہے
بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رنج تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولادمین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم انکار روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہو سنگ موسیٰ کی

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہی بیان سخن کی بال سے ہے
رہی امید میری نقش پا کی چشم منتظر کو

سبکدوشی سے بخشش ہے آزادوں کو سرسبزی
فزون دی سنگ سے سہان سرگرانی پینہ مینا کی

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون دکھا کر آنکھ
چھوٹا سا ہے نیمچہ تو نکالو بڑھا کے ہاتھ

دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب دکھا کر ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہو چمک مین آج بہتر چاندنی

مار ڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے
دھوپ ہو باہر تو ہے مدفن کے اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے بیچ زمین [illegible]
دھوپ دکھلاتا ہے جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیں اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوسنے
دل کو پردے مین لیجایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجکو نہ دو دے
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

حیثیت کمی الآم سے راحت کا سامان ہوگیا — بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ محلّہ

سمجھکر بیٹھے ہو نادان راغب — تغافل کا گلہ اوس نخیبہ سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم ملقب شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چہ دیوان اور ہر فن مین ایسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بھرتا ہے نعرہ تیر ابسمل آہ کا — پڑھ کے تخمس اوسکو ثواب ایمان مسلم بندہ کا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا — ق — صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر — چار و نظرف نہ سکے کیون کر ہو ہمراوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اونکو نہین ہے خطرا — کچہ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا — گر تجھہ یہ کھل گیا ہے عقدہ رہ واردی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر — ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب بھرے ہین برمے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑگئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچہ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی یہ گھڑیان کیسی بے آئین تھین — تب آیا وہ راحت جان جب تین پہر بیتی تھین
گرمی رخسار کی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین — جوہر آئینہ ہو جاسے شرار آئینہ مین
رافت چنچل وہ بھلا کب مری گھر ٹھہری تھی — عکس کو جسکے نہ تا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے / اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ / میر انالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون اے مایہ اگر تو رشک لیلی ہے / گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم بیشتر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان / غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم سے ملاقات ودادی / تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گزرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا / چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا درد دل بلبل گلون سے / اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کے ہاتھ / آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین
مری میکشی سے زاہد کرین توبہ میکشان / رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران
بہا تنک قبول خاطر کیجے تری جفا کو / تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ جار کلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین / کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری / کیا ستم دیکھیے دکھلائینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبداللطیف باشندۂ موضع نادون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین / غم دوست مین رہا چمن روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو / جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے / لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق چشم / بات منھ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل / تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست | روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

رابطہ تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

دو پہر بیچ سے ہین آب چرخ کرا تھو لیے شام | گہر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاون

رابطہ تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ محیپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

دیر تلک اوٹھا نہ منہ سے نقاب کو | دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب | کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم عیش کرتے ہین | کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو | اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
رابطہ ہر وقت شکر لازم ہے | تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی | ساقی جو دے شراب یہی دم ہو واہ واہ

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے نیچہ خورشید گر گیا | جب روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے پانو

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی تسکین
فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ رے نارسائی طالع کہ ہم صبا | بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر
ملتے اب تک ہین کہ رخ کی مری کیا قدر تصویر | ہین مے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور وہ خیر ہے سمجھے | بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے | ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حرف تھا رونے سے مٹ گیا | خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش ناداں باشندہ
سردھنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین
شعر کہتے ان کا مخزن الشعرا الکا نظر سے گزرا

دو دن میں کس کس کو اس جان کی خواہان ہیں بہت
غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا

طفیل لاغری میں رہگیا ہون کوئی جا تا نہیں
کہ شکل بو نظر آتا نہیں اور ہون گلستان میں

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی مجرم

جھانکنے تاکنے کا رکھتے ہیں لپکا آنکھیں
نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھیں

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

عشق میں مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان
ہاے رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائیں رنگ حنا کے وہ بار کو
نازک زیادہ گل سے ہیں اوس گلبدن کے پاؤن

ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی
اندر کفن کے ہاتھ ہیں باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و جرأت

آتا ہے میرے ملنے سے اب بسکہ ننگ و عار
حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا
خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے میں تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر
لچکا نہ کھاے او بت نازک کمر کمر

پاجامہ یہ نہیں ہے تمامی کا پاؤن میں
دریاے زر میں ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کرو تم
سر کا تو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا

مژگان کی کناری ہیں تہ ہر سینے کی گوٹے
ابرو کی سروہی ہیں سبے چھالا مرے دل کا

ہفت اقلیم میں ہمسر نہیں رکھتی اپنا
ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھیں

دیکھتے ہیں کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ
یا الٰہی رہیں قائم صد ہی سال آنکھیں

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق +

بیوفائی سے یہ اے رسا تم نے یہان تلک اوسکے غم مین روئے رسا		اپنے تئین جو دل لگا کے کیا پایا آخر ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہر زادہ راجہ جھاؤلال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی		اور بتلا دے سبب ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجکو		مین ہون اب جان سے بیزار تمھارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جانسٹھ متعلق سہارنپور نبیرۂ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے		آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندۂ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

گل جو اوس گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین		بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہی کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مر گئے

کوئی جا نہین ہے یہ کہ اشکون سے نم نہین وصل مین مجھ در سے ہے اور ہجر مین بیتاب ہو		رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھایئے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پرتو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی		چمکے ہین زور حسن سے اوسکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان اونکا نظر سے گزرا

دیدۂ سمندر سے ہوا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتین
محبت نہیے تب کہ ہو خانۂ دل
ہم اے رشک مرتے رہے آبرو پر
کنکور کھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا
وہ رند ہون کہ گردن فرض کرکے میخواری
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی
تری وصاف سے ہے سوسن تری بینا نرگس
کیا جرم سنہ مین بندی نے لی لی اگر زبان
لعل دیا قوت ہین مہندی سے سر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا سنئے عاشق
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی
فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے
یار بن من سکے بگڑ جاتا ہے

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
رہا نقش بر آب نقشا ہمارا
آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات
جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
کچھ دیکھے جو بولا وہ پریزاد فراموش
وہ سراپا ہے زبان ہین یہ سراپا آنکھین
صاحب بھی تو پکڑتی ہین آنکھون پہ زبان
پہلے تھا غیرت الماس وگوہر ناخن
بھٹنیان علم کی تو ہیرے کی پائین چھاتیان
اے بتو اللہ رے قدر پشت آئینہ
سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی
بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفےٰ خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی واردو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی ہے عبث تمکو احتراز
آنکھین ہین دل نہین کہ ملا یا نہ جائے گا

پھر ایک بار رخ سے نقاب اونکا اوٹھ گیا
تسکین جسم حسین ہیں ہماری آنکھوں میں دم ہے لبوں پہ جان
وہ آسکے تمہے میری بھی پوری تھی رات
مرا قصدہ بخت کھلتا نہیں
رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیروں پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہیں
کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا
قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گمکردہ راہ ہیں کہ کبھی
ہے دگرگون ابتدائے عشق میں رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل ہو گنہگار نہیں
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہیں جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آئے ہیں
آیا خیال نیکنیمی کا اونھیں تو کب
وقت وفائے وعدۂ دشمن نہیں مگر
وہ باتیں جو کہ اوسنے تمہیں چھپا کی
وہ پھر ناگوبہ کو رشکی کہاں سے ہے

پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جائے گا
آؤ کہ کوئی دم میں بلایا نہ جائے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کریں یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمہارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشاں کسکا
عشق اس سے سوا نہیں ہوتا
خضر بھی رہنما نہیں ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سینکڑوں خون کیا کرتے ہو دو چار نہیں
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہیں
اگر اولجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچاں میں
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
کیا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امیدواری تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جسوقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات میں کیوں اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہوں منت اونھیں سے
ہوئے ہیں آپ بھی انجو ہمیں سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین منیر ہیں

سنتے ہیں آج وہ بہت تیغ بکف آتا ہے | کون روکے گا جو قسمت میں شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر مجلس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیروں سے ہمکنار رہا | رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضیں ہوں کیچ ہیں | غیروں کے ہاتھ میں ہیں تمہاری کلائیاں

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی | اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم سایہ ترے سرو اے گلرو | دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہیں چھپکے تری کوچہ میں | ہیں گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مشکل ہے عاشقوں کے لیے | تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ | ہم بھی سنتے ہیں اور جلتے ہیں
ہاتھ میں اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو | آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہیں اوسکے کانوں میں لعل آب کے | جیسے کہ برگ سبز ہوں نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی میں اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا نہ تیشہ سے برا دیکھا گیا | یہ نہیں ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا جرأت سے ملتے تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک — حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا ہوا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندۂ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکساروں کو ہے اندا سرکشونکو چین ہے — ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالائے سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ — ہر شب مرے اے مہ ہون ترے سر کی بلا کم

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ میں مجنون پہ بلا آتی ہے — جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ سند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے — آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے ہیں ہو لے جبکے شام جدائی — کتنی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبہ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا — دل تو مجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل — اوگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

میرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین — ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کسطرح جلتے ہین اور دل کے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے — یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الملک سے قرابت دار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب سے ہے اور تمنا ہے جان کی — یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنو

یارب کمرِ بتون کی بچانا دمِ خرام	ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتے ہین
بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کے لیے	حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتے ہین

رعد تخلص میر ذاکر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا	خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ یحیی تاجر پیشہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پریزاد کے منہ پر	تو رنگ کچھ آئے دلِ ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپورتھلہ راقم نے اُنکو کلکتہ مین دیکھا ہے مخمس پُر رنگ اُنکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخِ کہن سے	تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروائے جگرسوزی کچھ	اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھریے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا	چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم	ورنہ بگڑ جانے کو تیار رہین دو چار سے ہم
وہان کیونکر رہیے کہ منادی جہان ہو یہ	زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین	ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین	الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ دہلی بہت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے ندیم تخلص کرتے تھے اونکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے اُنکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ
کہ جیسے تیری قبا میرزائش سے ہے تنگ

بستی ہے زور شور سے اپنی مرام چشم
اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا بابری دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورگانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ صورت
لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا

کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہو
تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا

ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے
راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا

یا الٰہی در دکس پردہ نشین کا تھا کہ شب
دل مین اوٹھ اوٹھکے مری دل ہی مین پنہان ہو گیا

خنجر کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ اب تک
جبھی سے ہی خار سا سینے کے درمیان کیسا

خدا اگر وہ کرے نالہ گر ترا عاشق
تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا

کچھ آنکھ سے کیا نہ گیا کچھ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان
گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا

رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو
نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا

تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا درست
غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا

آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر
جو کہ دو پہر کا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا

شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ
مرا ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا

نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ
نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا

تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل
ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کی آنے کا

مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز
اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا

گم ہو گئی شاید بت و بتخانہ کی الفت
کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد

اے یاس بھی چھوڑنے کو نہ آیا دم مرگ
کوئی خبر گر نہ حسرت ترے بیمار کے پاس

لب مین جان بخشی یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر
اپنی جیتے ہی بھی مایوس ہوا جاتا ہون

پونچھے اشک اسنے گمان غیر مین
مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کر ساتھ — لو یہ جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم — عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہے یہ عنوان کا — دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

ابھی بھی زیر مین تیغ نگہ یار رفیق — کہ لگایا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد نتار اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام — ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم — اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کچھ پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے — مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہی

رفقت تخلص مرزا آقا سم علی شاگرد جرات وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنو صاحب دیوان گزرے

کھو مجھکو کاٹے کھاے تھا شب کو یہ رنگ تھا — اوس بن پلنگ خواب نہی کل پلنگ تھا
خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا — یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جاویگا — اسطرف چاک گریبان پاون پھیلاویگا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس — جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے مجکو رات دل لیکر — سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستانہ ہو
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر — کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا پھر کہان — حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جاے کہان
چھٹ جاے کسی سے نہ ملاقات کسی کی — اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رقت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسہ عالیہ کلکتہ ولد مولوی صباح النبی مغفور سہسرامی باشندہ رامپور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا ۔۔۔ اب جگر کو رو چکے دل کا تو ماتم ہو چکا
ہم تو گل کھا کے موئے اور وہان غیر کو ۔۔۔ کھاتے ہین اب تلک اپنا وہی معمول ہے
اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی ۔۔۔ چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول
زندگی کر عذاب ہے مجھ بن ۔۔۔ موت بھی تو خراب ہے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھانند باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر

دو نور شوق مین رخ کے لیے وہ آج گیا ۔۔۔ نہین میسر کہ بوسے لیا کہان کہان کے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندہ کڑا ضلع الہ آباد

ندیا ہو ۔۔۔ وہ بات لبون سے ۔۔۔ زبان کو بر کرو دشنام سے بند

رمز تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو وہ سکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار ۔۔۔ بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے ۔۔۔ ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا
سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران لیکن ۔۔۔ ایک مشکل مری مشکل کا ہو آسان کر
مانا کہ دل سے کے تو مجھسے وفا کرتا ۔۔۔ پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کر
طرز رفتار نے تری ظالم ۔۔۔ رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا
وہ بیگانے ہین خدا جانے کسطرح دل کو ۔۔۔ دبا ہے مینے اونہین اپنے اختیار
تم رہو اور مجھ اغیار ۔۔۔ میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا
دل بیتاب ہو کیا تجھسے رفاقت کی امید ۔۔۔ کون ہوتا ہے برے وقت مین
۔۔۔ نہ با ۔۔۔ ب کوئی دار ۔۔۔ داغ جو پیدا ہوا مشکل درم پیدا ہوا
اوس شوخ کا اپنا مبتلا ب کیا لکھوان ۔۔۔ مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

رو فراق لگا عدو وطن و دوستان ۔ اس ایک جان پر مری کیا کیا بلائین
وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین ۔ اسقدر شکوے ہین دل مین دفتر شکوہ ز
ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر ۔ چھلیان نقش قدم کھانے ہین
حرم مین جگہ نہ دیر مین جا ۔ ہم کنے جائین اسے خدا کہین
مزہ الفت مین جو چاہو آرام ۔ تو یہ راحت طلبی جانے دو
ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی ۔ دوا کی مدتون برسون دعا کی
یاد بت مین عمر گذرنی یان تو حشر ۔ کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے
دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا ۔ پر دیکھیے اوسکو کیا کرینگے
الٰہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے ۔ کہ سر ہو پاؤن پہ قاتل کے اور سجدہ ہی مین دم نکلے
نہ جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہو لب تک ۔ تو ہم سے ناتوانون کا کہو کیسے دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامی زمیندار حاجی نگر کے شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج ۔ بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا ۔ قاصد ادھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا
یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت ۔ کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر ۔ کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر
یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رلائے ۔ سو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن
دیکھی نہین حالت یہ خدائی مین کسی کی ۔ ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندۂ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھسے وہ غیر کو لکھوائین ۔ یہ بھی لکھا مرے معتقد رکا
اک بار اور میری عیادت کو آئیے ۔ اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین
مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپکی ۔ آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کبیر نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ تکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم تم ۔ گوشش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال ۔ راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص لنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

روتا ہون چپکے چپکے آتا ہے یاد جب دم ۔ وہ دیکھتا کبھی کا نظرین چرا چرا کر
مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان ۔ ہم تمھین مقصود اپنا جانتے والا کرین
وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ ۔ خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جیتا مجھ سا حبیب ہووے گا ۔ اوسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی ۔ دیکھیے کیا کرے میٹھا قفس کی تنگی
مری چھاتی پہ رکھ کے بر چھی کو ۔ نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادہ و شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

تری زلف بکھری ہو نہ دیکھتے کبھی ہم ۔ تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا
نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی ہجر غم ۔ جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا
تونے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہائے ۔ حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا
ہم پہ تو التفات نہ تھی لیک بزم مین ۔ ساقی نے رند جان کے ساغر بلا دیا

دل مین آنا ترسے نہین مشکل	ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشید تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا	جب تو اک صورت ہی تھی اسباب ویرانہ کا
دونون زلفین یار کی ہلتی ہین نالون سے مرے	وجد کرتا ہے صدا سُننے پہ جوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسوے یار کے	سبزۂ نوخیز پر گردش ہے یہ جوڑا سانپ کا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے	زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد	مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے	وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد
دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نگاہ	دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نگاہ
رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین	جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین
تمھارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین خنجر بنا کرتی ہین	بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین
نہین معلوم ادھر نہین کیا حال میری بیقراری کا	غلط کہتے ہین دم دیتے ہین شمع ہی ہین گرد آکر
ہو گئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ	تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ
نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ	پھر پڑی آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو
دیکھکر اپنی گلی مین کبھی پتھر مارے	مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
بت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی
پاس دین کفر مین بھی تھا لو لا	بت کو پوجا خدا خدا کر کے
خیال اسکا نہ سے رشک حور ہوتا ہے	خطا معاف ہو مجھے قصور ہوتا ہے

چھپتی ادھر وہ سس تجھکو ونعالی چاہیے — چاند کہ گھٹتا ہے ڈوبتا آسمانی چاہیے

آئینہ رو وہ ہو کہ خوش ہو میں کہتا ہو جی عن ثنا — ان ہان نہین پسند تمہاری نہین سچے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان ہین

دیکھا جا آن کر صورت خدا کیو ہسلے آہی — ترسے عاشق کا دم ایا بت بے پیر لکھنویز

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین — باد صبا نے ئے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد حکم الدولہ طہماسپ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی گئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونہون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان ایسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ — وے باعث لطف زندگانی پھر آ

مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل — پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ

جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا — تو ساتہ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا

کھینچ لائی ہے اوسی کی کشش دل یہان تک — بارے صد شکر کہ تجھکو بھی یہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا — ایسے ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا

ربط ہمسے آپ نے جو اب بہت کم کر دیا — سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کر دیا

کیا کہتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو — اوسے بھی ایک دن کچھ جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وان جا کے پر مارے
قسم ہے ایک عالم کو رلا دیتا ہے رنگین
بازگشتی تیر سے ہمکو یہ تیرا دیکھنا
زاہد بنا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
گھر تیرا اونکے مین جاتا ہون رونا اسطرح
تیری گلی کے کیون کے خاطر ہی لازم ہے کہ ہو
یار کے الطاف کے بوسے گئے ہم خواہان
وہ آئے تو تو ہی چل رنگین
میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے
کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
دم آیا ناک مین اس آہ اور زاری کو جینے سے
روح نے جسم پر گرانی کی
دمبدم بسکہ ترا عشق فزون ہے ظالم
دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
اس اپنی ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے

کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
وہ اوسکی جھڑکیان کہا کر ترا مجبور ہو جانا
صدمے تیر سے اس ادا سے مجھے زبانکر
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
نازبہی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین
آگئے باقسمت وہ دیکھین ہان کرین یا نہین
جیسے تو کعبہ کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے
طبیبو موت سے بہتر ہے ہماری بے چینی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی
روز جی مین ہے کہ کھینچا ئیے تصویر نئی
بیان جان کے پڑ رہے ہین لاسلے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

ریختی

دل تڑپے ہے جگر ہے مرا ہجان دوگانا
میرے گھر مین نہ نا حق آئی کب
کرون مین کہان تک مدارات روز
تو وہ ایک ہے اللہ ری ادھر فقط یاد
ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین

رہا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا
مین نگوڑی بھلا نہائی کب
تمھین چاہیے جی وہی بات روز
قادری مانگی تھی تو وہ ڈر کے لائی شہباز
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی دوگانا

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان ملکے گلے — چل ہٹ بہم بدن کو رگڑون یا صندل گھسون
آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو — بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو
ابکی یہ عید ہے کہ دوبارہ وفات ہو — تو میرے اور تیرے ننانخی وہ بات ہو
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے — یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے
مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی — باجی مجھے اوڑھا دے جھلاجھل والی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
پہونچی لچک لگی کنواری لوگو دوڑیو — کوسے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بنت لگا دی کہ رنگین لگاون مین — سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی
جیس پیڑ مین اوڑھی اوہی مری جان گئی — مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و مجنون کے گھر لٹایا چاہیے — وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے
بائی جس گلبدن مین بوی الفت اک ذرا — گلشن ہستی مین عالم اوس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر جلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی — جاکے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین
بغل مین غیر کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر — تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا — واہ ری تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام لیا
آپ کرتے ہین بار بار نہین — ہمکو ان کا بھی اعتبار نہین
کون سی جا ہے کہ جس جا نہ گذر اوسکا ہے — مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے
دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد کی — سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد کی
کوچہ مین ترے بیٹھ گئے جب کہ ہم آ کے — جوان نقش قدم پھر نہین اوٹھنے کی ہوس ہے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ تھا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار ۔ ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست کا سہ خاکساری ہی بجا ۔ نقش پا کی طرح تیری راہ مین جاتا ہون

رونق تخلص سیٹھ بابو جی پارسی باشندۂ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ شمیم

سینہ مین تھی دل وحشی کو اپنے ایکدم رخصت ۔ کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گھر
اب بنایا گھر کو اندر کا اکھاڑا خانہ سے پیچھے ۔ جو پری پیکر کر آجائے تم جھانٹا چاہیے

رونق تخلص راے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندۂ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے ۔ چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منا لال باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ
جھاؤلال کے عزیزدن مین سے تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین ۔ قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مرے دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف وشاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ
تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین ونمکین ہوتے ہین اشعار عربی وفارسی
بھی خوب کہتے تھے عروض وقوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سیہ جا الجھا ۔ یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا الجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا ۔ جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک کوہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا ۔ نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگہ مجھکو نہ ظاہر تاکسی پر ہو ۔ کہ مین کشتہ ہون ای یار دیکھے نازنیان کا
کیا غضب ہے پل سکے چھوڑون تو کہے وہ دور ہو ۔ اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون منہ موڑ ہو

سہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندۂ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد

آنکھ وہ ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے ۔ عاریت اوسکو عنایت کرو موسی آنکھین

رسا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندۂ اکبرآباد شاگرد گلزار علی اسیر ناظم

اٹھ سکے نیا وحشت کر کے گرد نے لگے ۔ کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

حال فلک نچلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف | آپنے لکھا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
گشتا تھا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا | پر کیا کرین جو دل ہے نہ ہو اختیار مین

ربانی تخلص شیخ عبد اللہ ذو الکرم ولد شیخ فقیر محمد باشندہ موضع راگھو پور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ منعم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

محمد یا شکستہ سے لیے کیا احتیاج قید | قابل ہے بیڑ ہونگے نہ لائق رسن کے یار
کیا ہو گئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ | پنجون کے بل سے چلتے تھے رکھتے تھے تن کو تان

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ عظیم آباد شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین | گل وہین شاخین نکالین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد خانہ زاد امانت

حسرت سے بس کے ہو گیا دل میرا پائمال | اوس شوخ نے دکھائی جو مہندی لگا کے ہاتھ

حرف زاء معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور تھے جو نالے میری گلی مین ایکی | جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون | کب وہ دیکھے ہے خدا کا ہی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے | جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے | پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین | خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
اب سا آئی نے کیا اور پریشان مجھکو | خوب تھا اس سے وہی گوشہ زندان مجھکو

تیری ہی قسم مجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو — کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو
اگر کچھ بس چلے اپنا تو کہتا ہے کوئی خوار مجھے — نہ چاہین اوسکو اسے ناصح ہو الفت تمہاری کیا
فصل گل و بہار مبارک ہو عندلیب — مین یار ایک سی ہے بہار و خزاں مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ — رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہیں علاج
زار یون دیتا ہون تسکین مین دل غمناک کو — اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ چھوٹا ناگ

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے — ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار گیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے — آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے
کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ شوخ بہار — رنگ مین کپڑے ہین ساری تربتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت راے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال صاحب باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمہارا جو آئے دل — سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے دل
مین گریبان کرون جو بھرین آپ آہ سرد — کیا خوش ہون مین کسی پہ تمہارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید — دوری یہ نہین پردہ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی — اے آہ کچھ کیا بھی نہ تونے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین مین بھی تو بشر ہون زاہد — اوٹھ کے میکدے سے کوئی اچھی نہین شہر مجھکو

زاہد تخلص منتہا الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرزین بتاؤ کی یہ غضب ہین بھرا سے دل — کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل سے وہ گل گلشن مراد — پہلو مین کسطرح سے نہ پیدا سما ئے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدو نکومت چھیڑو — نہ پوچھو کی کسطرح ہماری رات
قضا کا دری سے یہ نقش زاہد پر — وہ لب ہلاے تو آجاے جسم زار مین رح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقہ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کو لیے بھیجے تھے

زلف شبگوں سے عیان چہرہ زیبا ہوگا — آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا
سعد اکبر ہے تصور جب کوئی سے یار مہرو کا — صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا
مانند شمع کیسے دنیا مین تھی زبان ہم — خاموش ہو کے لیکن اس انجمن سے نکلے
فلک سے عین خوبان سے روے زمین ہے — کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ باقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کیسے وطن مین کچھ کمال نہین — اون مین تیری سی بول چال نہین
سمجھنے لگتے ہو مرے گھر سے نکل اے ہو — کسب ہین باہر ہون بہلا آپ سے کے فرمایے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام میر باشندہ بلگرام

تصویر چمن کیا ار ھے ہین تمثال ہمدم — رنگین گردن کی دم بھر کی تکلیف شمشیر تراکی

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

میرا دل اوسکو قصہ ہے کہ مسطر کر گیا — اگر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا احمد علی لکھنوی مدام سے کلکتہ سے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر خوب کہتے ہین

سیما کے ہجنے زبانی سنا ہے / کہ ہمارا الفت سنبھلتا نہیں ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر / جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہیں ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امرا سے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی / ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کے ساتھ / وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہی

زکی تخلص شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی جو واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤن کا / رشک سے کہتا ہے دل پا کے وہ تمکین دیا
جمال یار پہ ہجنے یہ تکلفی باندھ سے ہم / کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوٹھاتے ہین ہر اک اودھم / شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تو ہو ٹھوڑی نہیں سی / قید شیشے مین پری ہے کہ منیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے نکی / یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہوا اور دامان دلبر ہاتھ / پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف معنبر ہاتھ پر
غیرانے طیش کھا کے خفا ہو کے ہنس پڑے / پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ
کا ہے غم فراق کے آرزوے وصل / کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اسے نانہ اسیران قفس آتی ہے / دھوم سے فصل بہار اب کی ہے بن آئی ہے
جب یہ سنا کہ پانکو مہندی لگی ہے وان / شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
اہتابی پہ جو وہ خورشید رو بے حجاب / اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ / گویا وہ ضمیر منفصل ہے
ہم ہر تے مجھ مین سب ملکوتی خصال کے / انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا صاحب حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر وعلی اوستاد رشک

زنجیر ہو گئے ہیں میرے موج می / بیزاری مین اگر دم بے یاد آ ہے زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اناوہ شاگرد مصحفی (خوشنویس) تھا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو ۔۔۔ آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کے ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن چھلک نہین ۔۔۔ نرگس کی چشم ہی نہ کھلی پلک حسین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خانۂ خلق ۔۔۔ سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جلال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوئین بہر کے جو دامن کو اپنے یار آیا ۔۔۔ یقین ہے آج کسی بیکس کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے ۔۔۔ نہ کرے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا [illegible] خان

تپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت ۔۔۔ پھاہا اوڑ جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

ہوش آتی سب ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا ۔۔۔ مٹتی ہے سرنوشت بھی مانی جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم [illegible] مین عاقل تخلص کرتے ہین

زیرک کل ایک طرف کو ہین شکستہ دل ۔۔۔ (قطعہ) جاتا تھا نا گمان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی ۔۔۔ کب تک رکھے گا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو ۔۔۔ صحبت سے تیری رنج نہین ہے خدا گواہ مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے ۔۔۔ ایسا نہو سکھا دے تو مہر و وفا مجھے
یہ کہ شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی ۔۔۔ یہ ہیش بہر گمان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے ہوا دیں شاکِ قمری کی صورت
دل بھی پہلو میں بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

چکھوں سے محو زلف کو کو کروہ رستے ہیں
اژدرون میں آج ہوتا ہے بجری غلام زلف

تیسری یار سے گلشن میں کیا کرتی ہے
کور ہو جائیں تری نرگس شہلا آنکھیں

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک میں ہے گبر و مسلمان کے بحث سے
یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جاؤ
راہ میں ڈر ہے بات مانو نہ جاؤ

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد واجد علی بیخود باشندۂ بھوپال تا لکھنؤ میں بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

ذرے ہوں میں کبھی نظر وں میں حسینوں کے ذلیل
چھوڑ دیں حسن پرستی کا جو چسکا آنکھیں

واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے
ہو گیا ہے نقرہ چھلا سنہرا پاؤں میں

گر یہی ہے اشتعالِ آتشِ رنگ حنا
شعلہ ہو جائے گا چھلا پاؤں میں

اس ادا سے بزم میں رقصاں ہوا وہ شوخ گل
بجگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤں میں

سالک تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

مت دیکھ حقارت سے مری گریہ کو ظالم
یہ اشک مسلسل نہیں موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدرآباد دکن دہلی راقم سے دوستوں میں ہیں اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
کچھ ہو سرا اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
کیسے حال دلِ گمشدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو
کچھ بھی جو روز حشر بڑھایا نہ جائے گا
وہ اضطراب شوق کے ملنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکر ہو چرخ کج سے ستم عشق کی سیری
خراب کوے بتان سے خلقت بہین سے باتی ہو ہر جنت
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کی
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے انکی راہ
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
مرے کوچے سے گزر جاے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین کہنے کو راضی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم

ابھی شکوہ ہے دل کو ہجر و وصال کا
اکبار تیغ کھینچے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
غیر کا راز تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے دیکھ کے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہے سنایا نہ جائے گا
کیا تیغ ہجر ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر سے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کہ ذرات کر دیا پیدا نیا مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ پردہ در ہوا
وہ اگر دو ہی بھی تو سالک کب تری تشنہ لبی کی
قیامت ہو گیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
ہاے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
دم نہ بڑھ جاے تیغ قاتل کا
کبھی بجھا ہے گر دل مین ترے گھر ہوتا
کیون یاد ہے کہ بعد مرے تم آکے ماتم کرتے
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم سے تم نے کیا کسطرح جان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب

اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
آیا ہے لب کے توکہین اسے نامہ بر غلط

میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہو جا کر
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوہ و دشت

سنی ہو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
تو فجر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات

رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
اسے دل وہ اپنے وعدہ پہ آمین بالیقین ہر طرح

یہ نالہ رشک کیسا ہے دل مین بجز عدو
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج

دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
تو مجھے ہاتھ سے کہدیتے ہین باہر جاؤ

یہ صفت تجھ مین نئی ہو گئی بدخو ہو کر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر

ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس

تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان بجا
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط

کیونکر ممنون دہون مین اپنی گرانجانی کا
ان کو نظرون سے بھا میرا اگرانا نکل

یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین

ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
سر بچار جوزا تو یہ وہ دہر لیتے ہین

یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
جان کے خوف سے کہدیتے ہین ہم تو نہین

دیکھتا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ فدا نور نہین

نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن تان مین

لیتے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہو ن

جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دہرا ہو

دل بھی کیا جنس ہے کھنچتا ہو جو خوبیار کے ساتھ
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ

ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
وائے بخت رفو ہے تقدیر پشت آئینہ

لو اور گرم ہو گئی محفل رقیب کی
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے

اے خضر آتے دن تری کیونکر بسر ہوئی
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

وادر روز جزا گھبرا گیا

فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا

سیکڑوں کی نہین ملتی گر ر ا و *

وصل اوس بت کا نہ ہو گر سا لک

صیاد اور بند قفس سے کرے رہا

وائے اسے ضعف کہ شیتے ۔ تیر فرقت اسکو

ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کیچ

روئے سخن کدھر ہے نہ سمجھا خزاں رحیف

ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے

ان سے یہ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کرو گے

کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے

پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا

جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا

ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی

نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل

وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا

جانے دے اے تصور جانان نہ کر تلاش

بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین حیا کر سا لک

مین نے اتنی حشر مین فریاد کی

نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا ایسے

آ دمسجد کی زیارت ہی سہی

آج کی رات عبادت ہی سہی

جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی ہی ہے

یاشنائی نہین دیتی مری فریاد سے مجھے

یاد آتا ہے تو آتا کر نہین یاد سے مجھے

ہم یار سے شکایت تقدیر کر سکے

ورنہ تمہین آرام سے یون رات گزر جائے

دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جائے

دل ہے کہ اک فرشتہ قہر و عذاب ہے

ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے

ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے

خموشی بابت کھوتی ہے دہان کی

نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی

سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے

ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے

وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

ساتان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ | گھر رستہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار فارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

اوس کی اغیار نے یار تمھارے / تم نے محرم اسرار تمھارے
ہم گھر مین تمھارے کہو کس راہ سے پہونچین / دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمھارے

سامی تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین

جان تیر ستم کا سینہ سامی ہے ہو / سنتے ہین دعوا ہے اوسکو قدرت انداز کا

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم ہودا

دیکھا زندگی مین اوسکو سائل / پھر وسا کیا نگاہ وا پسین کا
وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح / آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین / اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نجنہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگار کو جو زنگ ہو / بیچے یار کے ابرو ہین تو خنجر پلکین
کھیل مرغ دل زخمی کا تماشا اوصیاد / دونون آنکھین تری شہباز ہین تیہو پلکین
سوزش عشق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی / پنجبلنے کی طرح سنکتی ہین شب بھر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جانا / پر گلی مین ترے ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا اشرف خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن اونکا ایران مولد دہلی مسکن لکھنؤ سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین رحلت کی +

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا / جان لبون پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے تری جنت فراق میرے جان گھر میرے مین / ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار کا
کس کا جھگڑا ہے اپنے جین کہتے پایال / افسوس اوسکو شوق نہین ترک تازکا
لگی ہے آپہی دل جو کچھ کہے نہین / نہ کہو کہ ہے جاودانہ زندگی ہے نہین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے ہے

سپاہی یہ تپ سوزان ہے میرا مطلع آہ کی — ہے جسطرح شعلہ ہیں شعلہ آتش میں

سپہر تخلص ستاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا — تجھکو ظالم بھی میسر کوئی تجھسا نہ ہوا
رکھا یاد تونے مرے بھول جانے کو — عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمھارا
بے حوصلہ سمجھے کے وہ ہنستا ہے اے سپہر — روتا ہون جسکے سامنے کہکر مین کیا ہو دل
کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین خیال یہ — کھلا نہ آنے کا بہان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن مرحوم سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

قاتل کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروئے خمدار کا — نام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار — خدا کی شان یہ دیکھو گھٹی ہے خار مین شمع
نہین مستی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان کی — خضر او دیکھ گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان کی
ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اونے یہ ہونٹون کا — سکندر رہ گیا پیاسا سمجھکر آب حیوان کا
مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی — دل نشۂ وحدت سے رہے چور بغل مین
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی — اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو — ہنسکے بولے اجی ذرا سر کو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب — کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
اگر لوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی — ملے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی
سرد آہین کر رہا ہون بچۂ آنسو ہین ان — ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین تبسم گریہ بند — اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے کند میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل — زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذوالفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا ...

شغل شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہے ابھی فنا بھی یہ اثر سودا سے الفت کا
کہ نقش ہیں سیاہی چھا گئی خون شہیداں پر

زخم شمشیر نگہ کاری ہے
دونوں آنکھوں سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سیہ روغنی یہ مائل کیوں خط رخسار رہتا ہے
مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

کہ کس عارض کا محو جلوۂ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابر وجد اعلی اینکے میر منشی دارالانشائے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر
ہو وے ہے غنچہ پریشاں بول کر

مر گئے پر اگر نہیں آسیب
کیوں یہ رکھتے ہیں قبر پر تعویذ

میرے تمام حال کی تحریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لیجاوے آکے
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگاں خواہ چشم

لب خنجر پہ اوسکے مرتا ہوں
زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں

جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں
سب مزے در کنار ہوتے ہیں

یار کا جامہ بھی تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن نہ کر رکھے

بتوں کے تئیں کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصۂ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کراری پرگنہ سیہ تراوں ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

صدقے ترے قد پہ آنکھوں فرش قد
آنکھوں پہ خدا ہے ارا آنکھیں

گلرنگ ہیں آستین و دامن
دکھلاتی ہیں کیا بہار آنکھیں

سیماب تخلص محمد اللہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالدار خیرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مرے تربت سے کرتے ہین اٹھا۔۔ | اے بتو معجز نما کو یا تمہارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگہ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولی بخش قلق

شمع رو ہو کے بہ بزم ہے کہتی تھی کہا | خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان ہے کچھ آن بنی | چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدر آبادی

بو تری پاتی ہے اے رشک بہار | اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مزید ار کسکو ملتا ہے | بُرا بھلا تو ملے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بریلی برادر خلف میر محمد علی متوطن کوئل مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ سنہ ۱۲۔۔ بارہ سو اونچاس ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین نا سیرے افزون | پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچھ سخت نکلنا کسی بد مست کو ساقی | شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین اے سحر | کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی | چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کہولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا محمد جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز تبریز | انداز پری رکھتا ہے انداز پری تیر
نکلا ہین صلح مین او لجھن کی باتین | دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
کھلا وہ چشم افسون گر مین سرمہ | دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھرتے نہین | پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندہ کاکوری

بام کو تجھسے نہ الفت نہ ملاقات رہی | دین کو بھی آپ وہین رہیے جہان رات رہی
یہ عجب حال مین گردون کی عداوت ہو | صبح ہوتی ہے مرے گھر مین پھر یا عید کی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہاں تلک کوئی رو رو کا گریہ کا دل کا

برق کے غم میں دیکھنے والے
ابر تر کے ہیں یادگار آنکھیں

چشم بیمار کی بیمار مرے جاتے ہیں
لب جان بخش سے ہوتا نہیں اچھا کوئی

شکر تو آئینہ میں دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے
اسلیے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے
نہیں محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا میں گھر سکونت کا بناتا ہے
کہ آخر ایک دن دار بقا کو ہیاں سے جانا ہے

بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے
گور کی ظلمت نہیں ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ خیرآباد

حور دن میں کہاں نازو ادا صورت انساں
جنت میں بھی دنیا کے مزے یاد کریں گے

ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا
الجھائیں گے افلاک جو فریاد کریں گے

کھینچیں گے سراپا سحر اوس صحبت چمن کا
کار قلم مانی و بہزاد کریں گے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصدق کمر یار میں ہیں اشک رواں
کنارہ ہو کیوں نہ جو پڑ جائے بال آنکھوں میں

اسیر جو رہ جانا ہیں سب کی طائر دل
نہیں یہ نقشہ کے ڈوری ہیں جال آنکھوں میں

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندہ دیبا ہی تو ران لبند شہر شاگرد [illegible]

بچھا دو دن سر کو کاٹ کی جفا سے کے ہاتھ
ابد انتہا میں قتل میں تا فتنہ کرے [illegible]

یہ جان سے کہ جان ہی جاتی ہاتھ سے
دم بھر کی خبر سے گر مرے سینے سے خنجر [illegible]

سخن تخلص رام دیال کھتری ساکن [illegible] شاگرد [illegible]

خدا کے واسطے سن اے [illegible] دل کا
اگر تیری آنکھوں نے لیا ہے تو قرار دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا احمد حسین وطن ابقا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی دہن آن نکلا
بھلا مر سکے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ شرفاء دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گذرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے نذر ہے
اسمین کوئی بھی ہو گر اسے دلستان پسند

بناوٹ سے گر کر مین گری ہین لگے کہنے
خدا کے واسطے چھوڑ دو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین

کبھی چھونے نہ پائین بالون تک جس کا ہم بازار
زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین

نجد ہے جس کو اوتارا ساقی ہوش نے شیشے مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین

دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلیٰ شاید
اسے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوانی سنگھ کایتھ خلف راے جی سنگھ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریبان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح اسکے ہے اب چھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب
کان مین کرنے ہی گردنیا ہے بہرا پانی

لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے
چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے

اثبات جزو لا یتجزے مین تھا کلام
ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دیا کھلوا نہین جو کہتے ہو
ہم یہی سمجھے ہم یہی ہین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رامپور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گذرے

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین ۔ جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان ۔ کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب

پھر بھی نہین ہے خبر شوق سے خالی ۔ بتا ہی نبض رگ خارا کی خبر تو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے ۔ اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا ۔ مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا ۔ کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

مژدہ ای جوشش جنون وحشت مین آئی ہے بہار ۔ پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے ۔ تر نہین ہوتے ہین بالا سے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے سینے تک ۔ ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ ۔ مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرسبز ۔ کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبون مین اکڑ کے ۔ جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اکڑ کے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین مرزا نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفۂ محبت و گلزار سرور و فسانۂ عجائب ہین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار صدمہ سہے دل نے ہماری اف بھی نہ کی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

بہار عارض جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا

برنگ زلف یار سب عقدے ہین پیچیدہ ای سرور
اور الجھہ اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھاتے ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

آنکھ چھائی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچہ قاتل مین جاکر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاؤن

پیری و صد عیب یہی مثل ہے ای سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ ری بےحسی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا
ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد بجے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نہ مانی آپ نے
باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو بار گیسوی جانان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بلا مجھ حزین سے کب

پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمہاری کلائیان

سرور تخلص عنایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین ۔ مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اُنکا مدینہ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجرائے دل ۔ یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہائے ہائے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنہ ہی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر ۔ عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید ۔ بسان ابر جو روتی ہین زار زار انکھین

سرور تخلص مرزا اعز عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر ۔ یہ ڈھنگ ہے تو ہوچکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ ۔ صحبت جو ہم سے اونسے ہے گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندہ میرٹھہ

الامان الحذر کا شور اوٹھے ۔ جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سَمُور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان اُنسے یادگار ہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین ۔ مقصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزہ خاک گور لب شاید ہوا اوسکے نمود ۔ خود بخود دہدم جو میرا رنگ کاہی ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے ۔ بازوؤن سے جو جلا تا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی ۔ تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
تیرے کوچہ لینگے جب بند قبا ہم ۔ گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین ۔ کہنے سے ناصحون کے گریبان نہ چاک کیا

خبر لا او سے یہاں بہر تماشا دم تفریح
گھبرا کے نہ لے یار کی سیر و دل تو بلا تیں
دوستوں سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے
آسیب کہیں اوس رخ روشن پہ نہ آئے

سرو روشن تخلص امداد علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل میں سرور
دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

سرتاج تخلص سید محمد علی ولد داروغہ باسط علی شاگرد صغیر

غنچے سر اپنا جھکا لیتے ہیں شرما گے ہیں
مسکراتے ہوئے گلشن میں جو وہ آتے ہیں

سخاوت تخلص میر سخاوت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہیں سب رے اونکی آنکھیں مے پرست
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں
بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں پیا لو ہیں مست
یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہیں

سعادت تخلص سعادت خان ولد جہان خان ساکن امجھگڈہ مقیم کانپور تھانہ دار کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چھپ گئے صبح وطن زلف جو کھولی تم نے
وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرت مہر
ہے غضب آئے وہ شام غریبان کا رنگ
دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ چھکیت باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی قبول صاحب دیوان ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کی ہم نے خوب سیر جہان دہر کی
دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی
سر کا تو نے فسون ساز ہے باندھا تعویذ
صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا
کہکشان کا چمک ہے یہ تیغ ماہ ہے پیشانی بدر
ہر دو کیسی ہو شکل مت لا جواب کی
وہ میکش آج آنے کو ہے شغل میکشی ہو گا
ہم دعا دینگے رہا کر دی قفس سے صیاد

اسے بت نہیں جواب بتا اِل قسم ترا
ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب
سر اوٹھانے نہیں دیتا تری سر کا تعویذ
فتنہ بیدار نے ہیں جو سر کا ترے بچا تعویذ
بال بکھے شب دیجور ستارا تعویذ
عینک لگائے چرخ مہ و آفتاب کی
کرم تو بھی کر اپنا اے باران [illegible]
تو بیٹھے ہو سے لطف کا ہم سیر چمن [illegible]

مجھ خاکسار کو نہیں حاجت سریر کی
ہے بوریا سے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر میں بھی اسیر چاہ بابل ہوں
کبھی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہوں

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان میں نہ رہنے دیگا
بیڑیاں لاکھ پنہائے کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندہ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار میں
یعنی ادھر سے لمحہ میں آئی ادھر نہیں
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی
پر کیا ہی گر بتوں ہی کے دل میں نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضاۃ نجم الدین علی خان باشندہ
کاکوری آخر ایام میں انکی بصارت زائل ہو گئی تھی

بیدماغی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندہ اکبر آباد

یار بن آنکھوں میں اپنے خار ہے گل باغ میں
ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ میں

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجبور دار شاگرد حضرت ضیغم باشندہ سلہٹ
راقم کے ملاقاتیوں میں ہیں تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہیں فارسی بھی کہتے ہیں
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوچکے ہیں

کہو اس سے محرم صنم خدارا کہ تیری انگیا کو چھو گیا ہو
یہ ادھر او ادھر او ادھر شبابہ شکل ہو زوال کا سا
پتا نہیں ہے سرمہ کا ہرگز اور رنگ
ہر آن میں بدلتی ہیں آنکھیں ہزار رنگ

سعید تخلص مرزا بادشاہ ولد ... شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کہ ب
لے تو کہا اب تو زلف گرہ گیر ہاتھ میں
وہ سحر کر کے خاطر رکھے ... ا
طوطی کی طرح سے کہے تقریر ہاتھ میں

سعید تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندہ سلہٹ شاگرد ...

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے	بنجاے کیا عجب ترے پہلون کا ہار ہے

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرشیہ گو باشندۂ پنجاب شاگرد محمد شاہ ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا	مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا	وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا
گرا ہے ہنگامہ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کہان	کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر
سحر گزرا مین مین کو فنا خورشید رو یارب	کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی ٹپکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا

کیسا نام اوسکے ہونٹون پر تھا کہ اس نفرت کیا	حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان تھا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علی خان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ	درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادۂ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ابلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے	مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رامپور

اوس لب سے کیا لعل کا حجت تنگ برابر	دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاے	کیا بڑی آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو	یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادہ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم کلکتہ متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دو ستون مین ہین

دو خون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل	ہے جا سے سیر چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانیہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیاجی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد واے	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲ ھ

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پہندا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے الجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمھاری مصحف رخسار کا
بوسے عطر حسن تھی سلطان یار کو رومال مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہ گیا	میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی گردن سے یہ دو گال	ابکار نہ کا ذکر ہے شق قمر کا
قیس مشہور ہے دیوانہ را ہوں لیکن بس اے دل	بہین آنکھون سے دریا سامنے گر کوئی آگ لگے اسکا
کھائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	رہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مانی لیتے خاک مین سب موشگافیان	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

ابھی تو حسن پہ آپ اپنے ہیں مغرور بہت	اور سب باتیں تو موقوف ہیں دل محبت
اس دم کسی کا ڈر نہیں شب ہے چلو گھر اپنے یار	لیجاؤنگا تجھے میں اگر اور گھر نہیں
رندوں نے آج نشے میں کیا دھج نکالی ہے	مینا بغل میں سر پہ سبو جام دوش پر
افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے	آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر
بات کہتے نہیں ہیں موتی پروتے ہیں ہم	ہے بجا کہیے زبان کو جو زبان الماس
مرنے کے بعد بھی نہ گئیں بیقراریان	عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار میں
دکھاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ میں اسیر	مری نظر میں نہیں یہ سلطان ہوں گویا کہ [illegible]
جب آہ کرتا ہوں ہو جاتا ہے سوراخ جگر میں	کہا جسکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر میں
چاہیے عاشق و معشوق میں گرما گرمی	وصل کی رات نہیں خوب یہ شرما شرمی
دام بلائے عشق میں ہم بے سبب پڑے	کم بخت دل یہ ہائے خدا کا غضب پڑے
تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے	حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائیں دور سے
معشوق کو جو وصل کی شب میں حجاب ہے	دامن میں صاعقہ کے گل آفتاب ہے
پڑھی جو بادہ کشوں نے نماز استسقا	تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی
تجکو یہ ویسی فقط بات بنا آتی ہے	یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے
دفن جس کوچے میں ہم عاشق ناشاد ہوئے	جتنے پیر حرم تھے وہاں غیرت فرہاد ہوئے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا	اب تو قصور وار میں سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی پادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب دوئی کی فراغت ہوئی مجھے	کثرت میں سیر عالم وحدت ہوئی مجھے
ہے کوئی اپنا خانۂ دل بھی عجب مکان	جسمیں نصیب یار کی صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کریں گے ہم جو موثر نہ ہو نالہ دل میں	جان جان دل میں جگہ کرلی فولاد دل میں
واے قسمت نہ ہوا یار جہانگیر سلیم	رکھا عید کو ارمان مرے دل کا دل میں

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت ۔۔۔ آنکھ لیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھیں

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

سنتے ہیں اس سے بہتر لب معشوق ہوا ۔۔۔ سخت نادان ہو چنبر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا احمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبر آباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اُنکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا ۔۔۔ یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا
جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قیر سے اوٹھا ۔۔۔ کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا
نازسے کر گئے وہ ایسا ہی اشارہ چنچا ۔۔۔ کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا
بتون پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا ۔۔۔ تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا
رہ گئے ہوش دحواس وخرد وطاقت سب ۔۔۔ یون ترے کوچے مین بے سروسامان نکلا
جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر ۔۔۔ بات جو ہم نے کہی تھی سو نباہے صد شکر
بات کہنے مین جواب نامہ لایا یچ پتا ۔۔۔ کیا نکالی تو نے اب اے قاصد چالاک پر
زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا ۔۔۔ اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ
ہزار طرح سے وہ پیچ کرے لیکن ۔۔۔ نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانۂ بلبل
غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس ۔۔۔ ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو
شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے ۔۔۔ وہ کمند زہد ہے یہ گنبد تلبیس ہے
دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ ۔۔۔ اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے
کیا اجابت کی ہوا در کو خدا وندا آہ ۔۔۔ مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے
جبہ سائی کا نشان جائے جبین سے کیونکر ۔۔۔ کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نور کا ساجبین ہے گیسو کے ۔۔۔ اشترن کی ۔۔۔ کہ اشک شیخ سے کاسہ ہوا سمو نہ آنکھوں کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

تجھسے ظالم سے او چھیڑ لڑا ری دل | گر یہی وضع رہا نہ کیا بل بے جگرداری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل تولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سواے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
چون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون کا نہ کر وغیر کے مجھسے اخفا
کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا
مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت ای سودا
پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن ہون

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

بستگی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
در وا نہ کیا قبول کا مستور ہو گیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

کونین تک سمے تھی جس دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا

برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوے
جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے عتاب آیا

کمہار کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین
فیروزہ ہو وے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جھکا لی لالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین جام غضب معلا

سمجھی تھی پر تقدیر کو ہوا لے گی
کہان کفر ہے اے شیخ ایسا کر کہ اوس بت نے
بے رنگ تماشا دکھایا صورت خورشید
نور اغذیہ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سودا مین اپنے بارسے جا کہا کہ کیون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا گلہ یا وعدہ یا گالی ہے پیام
گذری جب غم سے ہمین رہ گئی وہ روزہ
غور شکر ہوا کو گا ادبنا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جو نا شک سمجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کیسے ہین زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش دخون آتش وہر لخت دل اخگر
اے ولا کو فلک نے دیے مجھکو چار داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ اوسے بک جو ہین آگاہ راز عشق
سے مرے دل کو دے کے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی چلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوچھون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مارا کہنے وہ طناز درست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من سکے بیچ
جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو میٹھی سی کر لالچ
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بیلا کو سیل
رکھے اوس غم کو خدا اماہ محرم سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد جانی سے ہوا
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
بجھے اکسیر تھے تلا یہ غبار آتش کا
جا بجا صورت ہے پانی کی تہ خاک ہنوز
گرد پھرتے ہین گریبان کے مری چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی مشعل آتشین
جاتی مری سر راہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکتے ہے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام
جو چاہیے تجھے یہ دل کا میاب ہو ستم

بلبل چمن میں گل کی ہیں یہ بد شر اسیان
جگر او لکھا ہے جو تجھکو منجم کہ یاد کر لے ہین
کبھی کے مرگ پہ ای دل نہ کیجے چشم تر ہرگز
بوسہ ہنسکر نہ دیا اون نے سوائے دشنام
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
ناوک فگن سے صید نہ جب بڑا زمانے مین
پیارے دہرا مانے تو اک بات کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ سچ کرو الطاف
پاس ناموس مجھے عشق کا ہی ای بلبل
جی تلک تو دیکے لون کہ جو ہو کار گر کہین
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مگر تجھ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
ناشنہ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ
مطلب کی میری عرض پہ اکبار بھی سودا
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد
دل لگے تجھسے برق کے شعلہ کو دیکھیے
سنکے یہ کہتا ہے میرے نالہ جانکاہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
شمع کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
پیر شا آبد جو مست و دین دا یمان
سنتے ہی چلے ہو دل کہ تو خاطر مین یہ رہے

کوئی پڑی ہین ہجر ان کی ساری کلا بیان
میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
سبت سار و پیٹے او نہ جو اس جینے پہ مرتے ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہا ہین
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
رات آئی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
تو ہے گبر کہے مجھے مسلمان مجھے رکو
ان سے نہ چھڑایا کبھو اوس لب سے نمین گو
کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ہوا ہے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو ہنسکے یا رو کے
بہ دون کس کسکو مین یار و کہ گیا کیا کیا مجھے
اک وقت مین ملا تھا یہ ناز و نعم کے تھا

سو دل اوسکے تو سنو بات نہ کر نیسے ملول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی لہ یاد آوے
غنچہ سے مسکرا کے اوسے نثار کر چلے
اب تو ہین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الفی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیسکو سونپئے اپنا بجز خدا
جو لیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر سے آہی
دہن غنچہ کا جب کیون ہون گوش گل یہ گلشن بیز
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے دہ ارن
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کہے مین تجھے خواہ مین سمجھانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رلاتا ہے
ترا غرور میرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بچنبہ

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی جا
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہونے جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہو گئی
دنیا تمام ترم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرہ خون سینے مین آفات ملک ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
فردہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے مدعی کب بر آئے
جھوٹی تپاک دینے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم ہی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے
اتنا مجنون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
مجھکو دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈہاتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے مجھے ملانا اک دوسرے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہے سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ مین تصویر کی تیرے ہے نزاکت
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کیا میکے الم ہے کیا قتل سیہ ا
رہا کرتا ہمین صیاد آب پامال کرتا ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
آہ و زاری سے مرے غیب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ
تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا سخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب آیا تو معلوم ہے اے کاش
تجھ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دھر دے
مجرم ہون مین تو کہہ دو مکافات کے لیے
شان مین کیا کون زاہد پسر کی کیفیت
ہو گئے صاحب مجھ پر تیرا مشتہ دیکھ فقیہ
بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
کھینچے ہے کیا ہو میان تیغ کہ یان رشتۂ عمر
بھلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تھا طفلی مین کھوا ارا مرادامین غم سے
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے
پیاتا ہے کہ این دونون سے سیراجی ہو لگتی
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کنا بھی جیسے بھولا ہو سو بردار کیا مجھے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے
تجھسے نادان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
وگرنہ کو کہنی زور آزمائی سے ہے
قاصد کے بدو ملک کی مجھ تک خبر آوے
پیارے یہین سے ہو ہر کارے وہر مرد
منہ مین خدا نے دئی ہے زبان بات کیجیے
کہ جسکو دختر رز دیکھ کر اودہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
صرف سینے کا ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے
اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان — اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو — زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی تلمیذ دہلی صاحب دیوان ہین شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا — راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم — بارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ — ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا غمزہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی — رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہو گیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر — اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا
سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے — رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جائے گا
پاس آنے مین ترے کشتون کے لگے دیر کہین — لے لیا موت نے گھر ہی ترے بیمار کا یان
جتنا جتنا روکا اونکو اوتنی اوتنی بہے اور — طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو ہر کھٹکے پہ گزرا ترے آنے کا خیال — اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکا کیون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر — اک ترے آنے سے تری کام مین آگئی کہان
آج میان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا — یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو پھر آدمی کہنا
اوسکو ہے شوق ستم مجکو ستم کی خواہش — مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تماشا کر یہ پھرتے ہو — کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا شعر اس انداز سے کہتے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پر سوز ہوتے ہین
[illegible]

اہل بیان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون ہاتھ لگا اشک مجھکو آنکھون مین ہین نئے بالا
ایک تو تھا دل ستمدیدہ اسیر زلف
جلکے نامے سو بچے ہین تب تلک
بہت چاہا کر تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا ہو دل تو اس نیرنگی مینا و دوران کی
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر جہیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خاک کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانوں گا کہا اب تو
کہیو ای باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول نہ دیکھیو اڑ دے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دکھاتا نہین ہے مجھکو دکھائین کیا کیا
اسیری سیر سے منہ پر تو گرم ہو کے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا
کاشکے مین اوتکا نامہ بر ہوتا
وے تو لے نہ جاتا پر نہ چاہا
کبھو کھو لکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے ہو گا سو اللہ کرے گا
دیکھین ہی کیا ہون کر رہی تمنا کہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے ای قابل بہر طاق نسیان پر
ہونٹھ جو ہین آج پیاسے کے خشک
جس رنگ مین ہون مین غرض منہ در سیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمہین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہاتھ ہو
کو سون کس منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
سایہ لگی ہے چلیے جا کہیو مت تنگ کرو
تیری گلی کی خاک ہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر گوشی مین بوسے لیا احسان کیا اسکا
تکلف بر طرف یہ جفتالی کی ہے منافقی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین لگکر جم گئے
دور سے بھی دیکھنے سے ہم گئے

شل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
تجھے نہ دری بات جو ہمراز نہین ہے

مکر جائے گا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
بھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان کھو ہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی وفارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

مٹنے کے شکل غم کے غول لگ گئے غیر ساقیا
بھر کے ہمین بھی دو ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوزش تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس عہد مین سخت ہے مضمون ہونا دشنام محال
نا توانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پرفن کو
تصور مین بہی سا تو اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تہے فارسی بہی کہتے تہے

ہم آئے یہ تنگ زیست سے پر
اسے خانہ خراب تو نہ آیا

نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ
دیکہیے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا

کس دن نہین خیال دہان و کمر مجہے
وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین

یہ عجب ہے کہ جو تو بہر تماشا نکلے
ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکہنوی مقیم سورجی کہولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے

غش پہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمار دنکو
لخلخہ بہیجیے گیسو کا سونگہانے کے لیے

کرکے یہ خواب عدم سے ہین جو گہبراتے ہین
آنکہیں کہولو تو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا احمد عباس

مارے یون کو دل اپنا کبہی سینکے سہیل
وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کہائے بہت

سہیل تخلص ارتضی علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کیسو اسکے آزردہ طبیعت سے سہیل آج
کیا حال ہے کچہ تو کہو رنج و محن اپنا

سیاح تخلص میان داد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تہی سنہ ۱۸۶۸ اٹہارہ سو اڑسٹہ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تہے ان دنون سورت مین [illegible] شعر اچہا کہتے ہین [illegible] احباب مین ہین یہ شعر انہین [illegible] کہکر بہیجے تہے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک
کیا کیا شب فراق مین تڑپی ہے دلبین کی طرح

مجہت جاتا ہے کہیے کو خدا تو دیکہ ہو لے
تو کیا نادان ہے نا حق فائدہ تحصیل حاصل ہے

نہ رکہینگے قدم دہشت کہ مارے غیر دران ہرگز
نہ گہبرائین یا وفا کرو عشق میری کو ہی قاتل ہے

دل وحشی کا بہی کیا کارخانہ لاابالی ہے
زر داغ جنون کا جیب ہے سر کا رومالی ہے

کہین گر جان تو سمجہے کہ ہمکو بیوفا سمجہا
سمجہا اوس بدگمان کی ساری دنیا ہوتی

پہر اگر تا ہون گرد اوسکے نہین تا بہم آنکہون کی
مین ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوسکے ضرور تیری ثناخوان سے کیا کرین
قاتل وہان زخم کی گویا زبان شد تھی

پڑگیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو
اوگلی ہی پڑتی تب جو تلوار اوس خونخوار کی

آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ
ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی

مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا
شمع پروانون ہی جو پائی پر پرواز ہے

بار سے آتا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا
نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے

بچھاتا خار غم ہے وان جہان بستر لگاتا ہون
کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے
نہ یہ تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سعادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح بہارا مین تو پھرے کہین
پر دہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اسعد الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جاکر کہو اوس آفت جان سے
کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

سعید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ سے ہے لخت جگر آیا
یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے اکو مرادآبادی لکھا ہے

خوبرویون سے تو ملنے سے نہ باز آوینگے
یہ تو بد خو نہین جاسکے کی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی اسکے لگا کہنے غیر سے
کہا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا

کھلے بال شاید کوئی خوبرو سے
صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سعید تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک مجھکو دوا چھے
تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندرآباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ ۔۔۔ دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی نشانویس تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اوستا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو ۔۔۔ اے خون شدہ دل تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر ای بت ۔۔۔ پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
ہمارے گا پہلو اقبا مین نہ سید ۔۔۔ ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا
نہین گردون نہ شکل آسیا ہم ۔۔۔ وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
ہین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین ۔۔۔ ناصح کے پند سے کو بیان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین ۔۔۔ تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو ۔۔۔ حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنائے کفر و دین اک تار سے ہے ۔۔۔ کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے ۔۔۔ یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسہ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندہ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شور نہین باقی ہین دل مین بس یہ آتی ہے بہار ۔۔۔ دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لائی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فخر الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا سبب ۔۔۔ پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہتمم

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر ۔۔۔ خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد درشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر رہے یوسف کا گرم ہے
لاکھے ہین نقد عمر خریدار ہاتھہ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھاے گا یہ مار ہاتھہ مین

سعید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہے نقشا دل اپنا

سمیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسنخان
آباد - تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
لچکین نہ بار گل سے تمہاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی جان اعظم فارسی گو ابن مرزا محمد فاخر مکین
باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اپنا مگر خراب رہا

جدا جو شب کو ترا اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل
جو مجھکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گرکے چھالا ہو گیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف ہے شعلہ فشان داغ دل زار کا کچھ

کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
وحشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

غم کے غم صرف ہون تو بھی نہ چھلکونگا ساقی
مین وہ کمظرف نہین ابلون جو مملو ہو کر

قسم ہے مجھے فقیر کے اس سلسلہ سے اوس بت کے
خدا کرے کہین لٹکاے آسمان زنجیر

مقصد سے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
یہ شیشہ کا گلا ہو گیا آنسو بھر کر

آسمان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہر صورت
آہ پہنچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر

قہر پر قہر مجمع اوس قاتل سفاک کی ہے
رہگیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل سکے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
کھتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو گلا

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
انکار بوسہ کرکے ہوا اقرار وصل مین

جہڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
سیکھے ہین یلطف بدبہت ہین خسر ابیان

اسے پاؤن وقت طاقت وامداد ہی یہی
جنہین ہمائی ہے بوسے خاکساری کو وہ منعم ہین

شاید کہ گنج حسن تبان ہاتھ آئے گا
مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے موم

یہ گل چہلے کے کہاے ہین کسیکی یاد گیسو مین
بری ہے ساف آرایش سے حسن اوس مہر انور کا

آج محفل مین وہ بیٹھا ہے روز انو ہوکر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز
دکھاتا ہے ہنسنے یہ اقرار کا طریق

بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

سجاگین ہم اسطرح کر نہ پہر ہمکو بائے عشق
کسی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

کہلاتی ہین جو آج ہماری ہتیلیان
سے طفل اشک تنہا ملکون کی کانٹو کا جنگل ہے

کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے یہ منسی ہر نہ کا جل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا ادر آب کا کچھ کم نہین باد بہاری سے	ہر ہر داوس پہ یہ بھی کہتے ہین تخت سلیمان کا

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی پہ کشف خال سیاہ	وقف ہے اک سورۂ والشمس کے تفسیر کا
سیف کو دل مین کہپی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ	سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج توابع
فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا	رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سہیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد مقیم موچی کھڑا متعلق کلکتہ
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تھے

کار گر کچھ بھی نہ زنگار کا بہانا ہو گا	زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

درد فرقت سے شب دو و نہین گریبان تھین — اس سے بڑھکر غم دوانہ وہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال — ان سے کیسے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا و زیٹیر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا — سر دی کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامتِ جانان بلند ہے — جیسے نشان قلب مین ہو وے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف صنم سے مشکبو ساری جہان مین ہو گیا — آ ہوئے چین جان لی جا نو یار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہو گیا — اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے — جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور تیغۂ غم ہے — ہو خار بیابان سے سواب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد یار خان رامپوری شاگرد حافظ غنیم

اوسکو تو کہتے خلق ہے میرا گلا شنا — میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیا انی نسبت تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین — تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنائی کا تجرا جب زمین پہ عکس — مینا کے پھول اوگتے ہین وان سے بہارین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ن سینکے تنا آنکھون سے کے جڑنے شرر بھی ۔ کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

میت دفن نکلتا ہے کوے جانان مین ۔ زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
ور دکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل ۔ تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا یہ جھینکا کیا مری پر ۔ مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا ۔ عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد ۔ لگا تھا جس گھڑی اوس سے مراد ل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابر دست بردار ۔ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ بھیجئے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی ۔ یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ ساد لال کا بیٹا

یون داغ دل ہین اس مرے سینے کے آس پاس ۔ جتنے جڑے ہون جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ ۔ ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام ۔ سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا ۔ اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اونکا فرید پور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین ۔ دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہو گیا

کمال کا تو اسکا پھل جب تمہارے ہاتھ سے — تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جائے گا

جو کہتا ہون دل افگار سے فرما گئے ہین ہنسکر — بھلا کہیے تو میرے آپ کیا تم تھا سے بیٹھا ہین

ذکر وفا یہ دیتے ہین کیون آپ کا بیان — گرچہ نہ چاہیے آپ کا اچھا نہ سمجھیے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکن ولد نراین داس کھتری باشندہ راجے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے — اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا اقلام علی بیگ ولد مرزا اعظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر — بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب

سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے عہد شباب کا — مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ

فریاد کہ اس زلف سیہ فام نے مارا — کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر

پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قیام — بیتاب کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر

تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا — آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ

ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بر وقت آہ کو — بھڑک اٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر کہین

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہائے کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا — کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نوروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سو گالیان اک بوسہ لیکر اوپری ہیکر — پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل

جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین — بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی آتی سب ہاتھ خالی جائین گے ۔ ہوئے تھے کیا ہاتھ مین لیجائین گے کیا ہاتھ مین

شاعر تخلص میر نام سرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کا لکہا

اپنے مطلب کو لکے جاینگے ہم ۔ گرچہ سو بار نہین لیجیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین ۔ حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی ۔ غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدابخش باشندۂ سہارنپور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف شیخا ۔ زلیخا خوش ہو عشرت گہر مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے ۔ رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی سبلکش کی دیکھہ کر ۔ کیا دوڑ کے لگا مرا دست خمار ہاتھ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین ۔ جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بہت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو ۔ ظالم کو ملکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اونکی آنکھون نے تو اک خلق کو بیمار کیا ۔ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہے شرمانا کیا ۔ دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

تجھسین مجھے کیا تری سہا سے ۔ کل توڑ کے تو گود بھر لے

کیا بوچھے ہے حال [illegible] || اچھا ہین یہ مگر [illegible] شوق گزر [illegible]

[illegible]

شربت بھی [illegible] || نا [illegible] مرغ بسمل کے دکھانے [illegible]
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ || دل لے چلا بلا لگے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا مضمون کیون نہ ہو [illegible] || بہونچا مین کوے [illegible] مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے || مرنے بھی عشق سے آگاہ یہاں [illegible]
نہین معلوم کس منزل پہ جا کر [illegible] || سہانسے حافظ ہر روز یار دل [illegible]
سو [illegible] رہتی ہے اپنی آنکھ [illegible] || خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
[illegible] موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے || ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شائق تخلص مرزا [illegible] شاہ بہادر خلف ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اے آہ جگر تو ادسے [illegible] دل || کون دونون مین کرے جلد اثر [illegible]
ایک پر زخم ایک پر ہے داغ || دل تو وہ کو ہے اور جگر [illegible]

شایان تخلص اکبر حسین خان بن گل حسین خان بن حسن علیخان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین [illegible] ہے ذکر خدا [illegible] || خالی رہا مکان یہ [illegible] دم مکین سے کب
[illegible] دیا ہے وہ دم تمام شب || امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست || جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش [illegible] محمد شاہ مقیم دہلی

کیا پھر و سا خوبرویاں سمن اندام کا || ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے [illegible]

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب [illegible]
محمد قاسم خان دکھن مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ || ایک ترکش کے تیر ہین [illegible]

شاہی تخلص [illegible] باشندہ حیدرآباد دکن [illegible]

تمہارا تیر ہے کس کا ہر [illegible] گو
اگر کہیں پیوستہ ہو میں [illegible]

شاہی تخلص مرزا نورالدین عرف مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص عظیم لکھنؤ شاگرد آتش
دو اواب [illegible] [illegible] میں گزرے

ایسے سے تو جاتا رہے جگر دل کا
تمہارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا
خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا [illegible] الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

یہیں اہل بس سے سازشان آپ کا کون
کیا میں بھی غم ہوں کہ چھپایا نہ جائے گا
شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر میں
یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جائیگا

شایان تخلص پنڈت بیم نراین خلف پنڈت رام نراین مضطر باشندہ بریلی

قائل ہیں میں دیدۂ پرنم کے سامنے
طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شایق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو
اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سر پا اوس پری رو میں لطافت ہی صفائی ہے
تصدق ہم ہیں اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شایق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کہ بنی ہوس میں کامل عیار تھے بیشتر [illegible]

اوس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ راہ کی
تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شایق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جو رفلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو باشفیق و لگا نہ رہا

اب او خلا کا تہ سرپا پامال عالم ہے
گر بجا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کرتے

شایق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندہ بہلی
مقیم فرخ آباد

ترک الفت کیا جدا تم سے ہوا لیکن
یاد وہ نہیں آتا مجھے اور نہیں آ [illegible]

شائق تخلص عبداللہ باشندہ اسپدرانپور

کہاں کے اور سے پیدا تو ہوا ہے ایسا ... | بلا دے کی محبت ہو کہ ہے شمع شبستان

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبرآبادی شاگرد ہاشمی دہ بزات

تماشا دیکھیں جو ان کے مرہم لگانے کا | ہمارے زخم ہا کے تو ڈکر کہل کہل کے ہنستے ہیں

برابر دور فلک جب تلک زمانہ رہے | ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رودی سرہندی باشندہ دہلی

مین اس دل کو نہ اک آن ترے بن پایا | دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ علیم اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی واردو اچھے برو رہو ہوتے ہیں ایک چھوٹا سا دیوان افکار سے کر یادگار چھوڑ ا ... کرفوت کی کلکتہ میں ہو آئے تھے

اوس نے کیا مجکو رسوا سے عالم | کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

کئے کل سوئے مرقد نعمان کہ وہ سونے سے راحت وچین سے دہان

غم دل سے پکارا ہو آہ وفغان والے آئی دہان سے صدا ہی نہین

کوئی رفتہ ملک عدم ہو پھر اکر جو پوچھون دہان کا مین حال ذرا

ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہیں

شیشہ کر کیا ہے بنا مجھ سے جو تم شیشہ | اشک کا اس سے بہاتا ہون میں ہر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمہ ڈپٹی کلکٹری و ڈپٹی مجسٹریٹی با کما ضلع بہالپور یا ... مین رہنے کے ... مین آغا ... سے اصلاح لیتے تھے

موت کی ... سے اوسکے بالین ... | حال ابتر ہے تمہارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص بال مکند ولد الاابتی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

دل اپنے قبضے سے باہر ہے ... | نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار مین ہے

شاب تخلص سید اللہ داد حیدر خلف سید ... حیدر شاگرد مصنف باشندہ ساکن ... آباد

وحشت زدہ تک سے کسی جب ہیو اگر دل	اگر ہمی ہو کے گھبرا کے کہا ایسے دل بلا

شباب تخلص مرزا الٰہی بخش بن شفقت مرزا آغا جان عرف … نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا نجم الدین …

وحشت بیدا ہوئے تم کسے کہیں کا غذ	اب ہند کسی کر دیں ہو دے کسے پہون کا غذ

شجاع تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے تمہارے منتظر نالے بھرے ہو آکر	کوچے میں اوسکے گھر گھر فریاد کر رہے ہیں

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ ماری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہیں

بام پر جلوے کے آنکھیں جو دکھاتے ہو تم	تلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا
ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ	جو ایک آنکھ تمہاری ہزار آنکھوں میں

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرۂ میر شرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق سے کی دل پہ شعلہ باری رات	نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی عرف ملیان نبیرۂ میر سوز … ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیئے تھے

بلبل ہرگز نہ چمن تھے لخت دل رنگین ملا کر	ادھر شدت سے ہے سینہ کی خوف ہر شوہر یار کا
جو اہل سوز ہیں نیرنگی عالم سے کیا اونکو	بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پت جھڑ کا

شرر تخلص مرزا ابجر دہلوی بہادر خورد حلیم مرزا محمد بخش تخلص … میں عالم انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند	اک شعلہ سا نہ سوز کرے تا عرق فنا ہوں

شرر تخلص حافظ … نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص … دہلی

ہم تو نہی ہے شرر کو کر جانا ہی نہیں	… ہوئی ہے کیسی اور آسمان کیا

شمع سا جلتے تو ہے کر مرو جب تسین
مر ناہمین ہونا ہے غیر ہر کیا مشہور تھا

اللہ اللہ تری بعد سے کی تمنا مجکو
ورنہ کے ہر نقش کف پا پہ جبھا جاتا ہون

تری تقدیر مین ہوئی تھی اسیری ورنہ
ساتھ لیکر مجھے ہم سے دل مضطر آئے

شمر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شہید تخلص نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شمر رفقا سے ذرہ وکل سے مجھے بہت ہین
اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا

روز کے ظلم وستم اوٹھ نہ سکے اہل الم
تنگ آخر ترے ہاتھون سے شمر آہی گیا

ہر جفا کو ترے وفا کہئیے
یہ نہ کہئیے تو اور کیا کہئیے

شمر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندہ گورکھپور

برائے نام بھی ہے اونکو وصل سے نفرت
وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین

یون یہ جان ہے آنکھون مین دم کا ہی شمر
یہ کیسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شمر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندہ میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین
پر مجھ سے بھی تو ویسی ہی وہ کر میان نہین

شمر تخلص مرزا اعتماد قلی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

سینے دو دو دون جہان کا مزہ ہمہ او ہمہ ہے
دیکھی ملانہ وصال شمر ادھر کے چھوڑ دیکھی

شمر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جو بلا سے محبت بیان ہم کہ جاتے ہو
مہر مین الکنت ہے کیون ہاتھ ملتے ہو

جان سینے کا مثلا ہے دم رکتا ہے
شمر گذشت اپنی ہم کسین بوقلم رکتا ہے

شمر تخلص محمد اعظم خان سماہ مرادہ ضلع بلند شہر خلف نور محمد خان ابن نکہ محمد خان کابلی باشندہ رامپور بریلی

اشنا پائل جب سے کرتا ہے وہ بیکار شمر
الوے نے ہونا فلک کو ایک باعث جیون

شمر بھی تو بد تری ان وفا جو تھی الا
سنتے ہے نسبتی ہے مجھے کہ

شمر تخلص مرزا اخلاص علی زادہ کا تخلص ادا ہی شمر شاگرد تخلص

پوچھتی ہے ادسکی مشتری کا کیا ہے اسے شرف، یہ تو چھوٹا مونہہ ہے اور بڑی بات کہوں کیا ان
مین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے، تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص مسمیٰ فرزند الدولہ نواب ابو طالب خان خلف نواب منیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب شب ہجر کا تا اسے خورشید دوبارہ ہوا، نبض میری چھوڑ کر بیٹھا مسیحا ہاتھ سے
یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رشک، لے لیا ورنہ دیا جانے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

شعر سے بوسہ تو نہ مانگنے جبین یار مانگی، جان جانے تو نہین غم ہے مگر آن رہے
وصل مین ہوسکے ہم آغوش وہ بولا یہ شرف، ابجو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین، ون کو ہے مہرباں کو ماہ مبین جبین
گیسو ہیں رات تارہ ہین تل مانگ کہکشان، ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
دھوئے کوئی شاید نکرے خون کا اسنے، ابرو اسلئے ابرو کی طرف اسمین چلین

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ لکھنوی

قربان اوسکی برچھی ہین باخبر ہین سپاہ ہین، سینہ سپر ہیان ہم ہی ہین سب کے بچائے جاتے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر آغا باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے راقم سے ایکے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا شب تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا، خبر بھی ہے تمہین کرتا ہے پیار دل میرا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالا، قرار و ملی ہے بیقرار دل میرا
داغ دل سب مجنون پہ چڑھا آؤن گا، فصل گل مین جو ذرا بھی ہوا ہوا
... سے تنفس کا ... ، ہون وہ ... مسیحا

شتاب ہوں سو گلا نہیں انتظار ان [illegible] / گستاخ ہوں قد و قامت تری اس نہیں ہوں [illegible]

گھستے گھستے پاؤں کی زنجیر آدھی رہ گئی / آدھی چلنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار / پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پہ عیان ہوا / وہ رتجگے جو رات کو پھر میہمان ہوا

رہتے چمن میں گل کے کنغزان ہوں بہار حیف / اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف

مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب / پھرتا ہوں اپنے گھر میں بیغربت گردیدہ ہوں

شرف تخلص میر مہدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد برادر زادہ نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم / نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم

کیا پوچھتے ہو یار حقیقت اپنی / اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

اک مغز طلب بس ہے بہر تسخیر جہان / خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے / پا اڑن میں رنگ رواں [illegible] کی زنجیر ہے

دیتا ہے چشم مردم خاکساری کیوں نہ ہو / فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرق تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہیں

نہ کچھ عشق کی نہ کچھ خواہش دنیا دل میں / ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل میں

میں وہ بیمار ہوں احسان نہ لوں مرتے دم / خوب بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ مسیحا دل میں

پاس وہ جان دغم و رنج فراق جانان / آیا پیغام اجل کا نہیں دیکھا کے ہاتھ

[illegible] پھر لوں میں ظلم فرقت سے / فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ

[illegible] سے شگون یہ تھا ع / [illegible] سے شامت مرے دل کی

شمیم تخلص [illegible] بیگ باشندۂ دہلی شاگرد حافظ [illegible] شاہ نصیر

رہا چوا ایشعر تخلص اپنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی

جو پاس [illegible] ہے رخصت کے ہوا ۔۔۔ یہ تمک شمع خوف پا کون کا بھی جو حرف سرہوا

شعر [illegible] تخلص احمد خان دہلوی عزیز پور مین رہتے ہیں

[illegible] سفر [illegible] جب کھولا ۔۔۔ صورت اپنے مرکز بیٹھے اور [illegible]

شعر تخلص منشی کریم الدین سوداگر [illegible] دہلی

[illegible] کیا ہے سرو سا بان ہوا ۔۔۔ نہ تو ہو من ہے شمشیر کریبان ہیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندہ فرخ آباد

[illegible] سواد مین پہان ہین معنی روشن ۔۔۔ [illegible] طلب ہون خلاف [illegible]

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائیں گر یہ دیدۂ تر ۔۔۔ تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فضل شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے ۔۔۔ تو نے سو طرح سے نالا نہ اٹھے بیٹھ گئے

مستمند تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم پادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین ۔۔۔ آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

مستمند تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان [illegible] بن مرزا [illegible] شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

[illegible] بھی [illegible] ہے خنجر مین ایسا مگر ۔۔۔ آن [illegible] ترے خاطر آگر آنا ہو

ناتوانی کا اثر ا ہو کر اوٹھا ہے شرد با ۔۔۔ ایسا کیا تو جہ بہت طوق گلے مین تھا

[illegible] ہے دل کو الفت [illegible] ۔۔۔ لیے پہنے ہین ہم سر سدا [illegible]

شعاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ [illegible] [illegible] [illegible] تخلص [illegible] ہزار سو [illegible] ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین [illegible]
راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تیری زلفوں کے ہو بستہ ہیں دل کیا کیا جو — ہاں مگر جو کے بیوجہ سے عمر کی خستہ

شعلہ تخلص مرزا محمد وطن ان کا کشمیر مولد لکھنؤ

یہاں سے بھی تو نے حسن سبز خط پر جبر کر — حق میں آپس یاروں کے چمن گزرا جو ہوا
جا بجا سبزہ ہی پیاسا ہے واسطے عالم بالا — افلاک پر ایک دن جو چمکے [illegible]

شعور تخلص میاں شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا دیے انداز او کچھ نے سمجھے — دم بھلا لینا ہیں دشوار اور کچھ نے سمجھے

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندہ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جا بجا ہیں جو ہمیں — ہیں سے رشک کرے کیوں نہ وصل میں ہم
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی — اوٹھ سکیگا کیں سے یہ بوجھ ان بالاؤں سر

شوری تخلص ایک شخص باشندہ جوالا پور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تیرے رخسارے سے جاری ہیں مضطر آفتاب — روشنی ہے یہ کہ محو ہوا تجھ پر آفتاب

شیفتہ تخلص حکیم بادل علی دہلوی قوم بنی اسرائیل صاحب محمد علی حشمت دلی کے

جوان ڈالنگ دیکھے ستی وہ ناگ ہے جو ہار — جیکا ہے رنگ پان سے شہرہ [illegible]

شیفتہ تخلص مرزا اکرم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہیں

خیال ہو گیا درمیان اور اس پری کا ہے — گلشن کے [illegible] سے سبزی کی سہتا [illegible]
پروانہ جیسا آگ کا جاتا جان جانی خبر ہوا — وہاں جو بیٹھا تھا یہاں نکلا ہے [illegible]

شیفتہ تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیری شمشیر کے وہ احساں ہیں کہ ہر زخم جگر — خود ادا سے شکر کو قاتل دہن ہو جائے

شیفتہ تخلص مرزا علی جان خلف مرزا امان لکھنوی شاگرد میر غلام [illegible] کے [illegible] دیوان [illegible] سنا ہے کہ [illegible] میں صرف ہوا [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] اچھا کہتے ہیں [illegible] شعر اس [illegible] کے [illegible]

[illegible] — نظر آتا نہیں کوئی [illegible]

جو قصد ہے تو خون کرین پہلے ہم اپنا
اگر تیرا لہو دیکھا نکل جائے گا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقت تیغ و بر قربان ہے
نکالین جو بھلا جی بھر کے اب اہل ستم اپنا

ملے دیتا تسوون کی بھی نہ ہمکو اہل دنیا سے
نکلنے جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا

بچھڑا ایا سے [illegible] کیسے کیسے نوجوانون سے
مرے ہاتھون سے اک دن خون ہوگا پیر گردون کا

وہ دوست مل گئے غیر دنے جن پہ دعوی تھا
کسی کا اب زمانے مین اعتبار رہا

جو تو صورت آئینہ صاف ہو سکے ملو
مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا

کہ اسے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین
چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح

جو بات کی ادھون نے خبر ہوگئی ہمین
حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائی دل

کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیر دنکو دیکھکے
محفل مین شمع سان نہ جلاؤ ہمارے دل

بیچ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہون مین
زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دبرانی [illegible]

اودھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس حظ نفس کا طالب
یہ روح اگر میان قالب عجب مصیبت کے درمیان ہے

شفیق تخلص دولت رام گلفروش باشندہ دہلی

بس انکے در ان بھی گردش ہے ز بس کہ مقدر مین
بگولے کیطرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفیق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا
چمکا ہے ہمدمون مین ستارا نصیب کا

با شمار گذر رہا ہون ترے آستان سے
لکھا شمار رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفیق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد محمد علی تقلق، باشندہ موضع کدورا ضلع کالپی، صاحب دیوان ہین، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے انکی مقابلہ دل کا
کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا

ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین
بعد مرنے کے بھی اک دور رہا سر پہ سدا

وہن سے اوس گل تر کے جو آب سا ہوا
ہر ایک عطر نے کی شیشۂ گلاب ہوا

عالم عشق مین غفلت سے ہے مین ہشیار رہا
گر رہنما نہ تھا سے نزار خراب ہوا

ہاتھ ملا کر مجھے دیوانہ و مفتون کہا
ابھی گھر میں یا کہ ہیں نقش محبت ہاتھ میں

بجھلے بیٹھے ہیں قلم محمد سے ہرزہ گردی کی
کر آنے ہی ہوں میں بھرا سے جنبش ناک [illegible]

سرمگین مژگان کی ہے فوج صف آرا دیکھیے
اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

وصل دل میں تڑپتے کے ہیں کیا کیا دیکھیے
ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

چتون سے ہے سحر اوس پری کی
آنکھیں استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلوں نے خار کے لیے

یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بار گران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت میں نکلے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندہ دہلی مقیم حیدرآباد دکن

دل میں بستا ہے حسینان پری رو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون سے پری شیشے میں

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے موسم میں مرے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا نہ گیا

شب جو تھی بیٹھے تو پرچھائیں وسے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ١٨٥٧ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی میں کلکتہ کے میڈیکل کالج میں ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر میں مطلق نہیں شفقت رہی
بیوفاؤں سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دو

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندہ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی [illegible]

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر
بغیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ مل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید میں
آفت ہے کوئی طول شب انتظار کا

چلتی ہے جب تو سیر سے ہی جانب ہی التفات
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

بچیں کس سے میں بچاؤں دل ناتوان کو آہ
اوس ستمگر سے یا فلک بدنہاد سے

شفقت تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام غربت یا تیری بات آئی ہے یہین — اسقدر کافر ہون جو ساری رات آئی ہے یہین

شفیق تخلص مظہر علیخان شاگرد ثناء اللہ خان فراق

ہاتھ سے جیب مین ہے مرا گلعذار حیف — جاتی چلی بہار ہے جو شین ہزار حیف

شفیق تخلص خواجہ نورالدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعیدالدین خان

شفق شاگرد امجد علی طوق

کھلتی ہے سادگی نے لگاوہ چنچل ساحرہ — کی ہے نے اوترتے ہی یہ تاثیر گلے مین

چاہ کیا جو تو سمجھے اسے مہر طلعت ہاتھ مین — سے یہ بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مردعلی باشندہ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال — اور کہتے نہین شفق سے فریب جاب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

میرے سینے کی سوزش کا بیان کیا — فلک آہون کا میرے ایک دہوان ہے

شکر تخلص مادہاکشن کاتیہ مرادآبادی

و یکہو تو اسے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے — گھر سنبھال اپنا کہ دیوار ترہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا اسمعیل

مجکو وہ اغیار مین سمجھتا ہو ن — کیا غلط یار مین سمجھتا ہو ن

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر دل کو — عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

نہ تو ہوسکی ہی نیک و بد کی گر وہ تمیز رکھے — کہ کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آقا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا اسمعیل سیر فارسی گو صاحب تذکرہ حدائق الشعراء باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اپنے تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

داغ نمود صفات اور ہے گر آپ بتا ہی سکین — ناز قرآن تو نہین ہے کہ اد[illegible] ہی سکین

باعث کچہ راز نہین ہے تو جتانے کیون جائین — نئی خدا تقیر نہین ہے کہ دکھا ہی سکین

دیکہنا جب وہ ہدایت کی نظر کر نہ سکے — ہم بھی سر سے کہ [illegible] آنکھ [illegible]

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن بادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب تم ہوائی آنکھون مین
کبھی جو ہو سکے نہ خون تم رواہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرا نسے یاسے بخت معین الدین اکبر شاہ
بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گرچہ پڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہے اعتبار دوست قاتل ہوگیا

ہمین قتل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین ہے موج طوفان
اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چلچلا ہون مین طبیب اب امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلاتی مجھکو
شمع نے آگ نے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو
اور تری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم ہے

پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت مشکل ہے
مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ
مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برآرہ
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد مجبور ے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر تو خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چھوٹا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی
جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا
تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھا ادب کرتے ہین
گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم ہجر کا اسے دل اگر شب فرقت کی تاریکی
پاس ہے رنج اوسکا یہی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا جین

پہلے سے کلی مری آواز کستا ہے وہ شوخ — یہ وہی عالم نکہت شاید بیابان میں ادھر پھیلا دیوا ہے

شمس تخلص شمس الدین حبشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان میں گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا — کہ ہاتھوں میں صراحی ہے لیے ہر گل تبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین

اگر نہائے وہ مہ بنے حباب دریا مین — تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

ہشدرسے صفائی ہو ن نازک جانان — سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین بھی آ کر
راقم سے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آیئے گا — تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو — نہیں الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشوں مین — سحر تک ولعت بگڑا کی بنا کی
بستلع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی — بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت — خانہ بر دوش ہمیشہ ہوں ہیسر کی صورت

شمس تخلص میر کما شاگرد ثاقب باشندہ لکھنؤ

پہنس کے وہ بولے جو گھر ونیٹ پر جوتی کا — دیکھ کر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جنی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ شکر ان قیامت کو اے صنم — قائل اگر کیا تو تمہاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اعرج

وہ خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گلے قریب — آئین عندلیب کی جسکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراؤ مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جاؤں نہیں	جلاتی آنکھوں کو ہے خار ہر چمن کی بہار
ہر وقت ہجر یار میں ہے یہ صدائے دل	بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگاؤ دل

شمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسین

رہبر اہل جنون ہوتے ہیں اسباب جنون	پیچھے پیچھے ہم ہیں آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہیں مجھکو بھی عیاری کے دستور بہت	آپ گر دور تو بندہ بھی ہے بھرپور بہت
کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو خنجر براں	ہمارے قتل کا ساماں عجب وہاں ہیہات بنتے ہیں
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہوں تو ہیں	اگر وہ بھیس کر سوتے ہیں تو ہم خود منتی ہیں
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو	وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہیں حیرت	بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دینا تمام راز خدا اوسے غیروں سے چھپا کر	آنی ہی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد میں فوت کی

ان طبیبوں سے کچھ ہوا نہ علاج	عشق کا درد لا دوا دیکھا
دیکھ گریاں مجھے وہ ہنستا ہے	غنچۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا	ہوا ہے چاک گریباں کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن اصلی ایران مولد دہلی

سپاہی پیشہ تھے لڑائی میں مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہیں	سیان گلو پہ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
غضب ہے آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی	خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی

شور تخلص منول جان ولد ساہ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ منیغم و فرزند علی مسلم

جوانی میں فوت کی

لڑکے کشتی و بومضمون کو پچھاڑا جا بیٹھے	جھنڈا امیدان سخن میں آج گاڑا جا بیٹھے

شور تخلص ابو محمد حسن علی بن حسین ابی الال ضمیر تیج کرم

کچھ چاہ تو کسی سے مطلب جیسے نہ میرا کیا ہے ۔۔۔ برات دن غم میں پھرا کرتے ہیں ہو دو آنکھ

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کو سے کے تا مجکو میرا دیدہ تر ایک دن ۔۔۔ شمع ساں گل ہو جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب میں بھی جلوہ فروز اے منگے نہ تو ۔۔۔ ہم کو بھیجا خیار میں فریاد کرینگے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

شامت درد ہجران کی جبکی اوسنے تو فرمایا ۔۔۔ بس بس ہو قوت سے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین
متوفا گیارہ سو ستانوے ہجری مین وفات پائی ایسے ایک دیوان اور ایک

تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش ۔۔۔ ہوا کرے ہمین سہے یار اپنے کام سے کام
ابر ہوتا ہے تو بھی رو اے چشم ۔۔۔ اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز وادا اور دلربائی قہر ہے ۔۔۔ ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت
جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گذرے ۱۲۴۲ بارہ سو

بیالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھیے جو رنگ اس مژہ اشکبار کا ۔۔۔ دل جلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے ۔۔۔ جون نقش پا جہان کہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نثر و نظم مین اچھا دخل رکھتے تھے

آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن علق ہے بستر غم پر تمام رات ۔۔۔ تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ ... متوطن ... ضلع سنبھل مرادآباد ...
بڑے فاضل تھے ایک دیوان ... شعرا یادگار ہیں

دل کو کہتا ہے تو کہ یار مرا پیار سمجھے — اور سے ڈرا کے تب تپہ الفت ہمارے
اے خدا ہون بھی کبھی تمہی جدائی ہوگی — کہ مجھے اسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھاتا نہ گل اندام کہین — ورنہ تو شیشے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجائے گھر میں ... — مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ ...

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین
کے متوسلوں مین سے صاحب دیوان گذرے

دکھا دیدار لے پیارے کہ مین نزع میں تھا — مجھے فردائے حشر آج ہے مین کل ہو رہا
مجبور ہو دنیا مین سنگباری سے کرتا ہون — حباب آسا شاید مرے بے کشتی گذرتا ہون
دشت سے یہ کشت درمیان ہے — پر علم نہین کہ کہان ہے

رباعی

اس دور مین یہ تماشا اکثر دیکھے — تھے وہ جو غلام تاج برسر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون — اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندہ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

[illegible] — [illegible]

شوق تخلص حافظ ... دہلوی شاگرد ... [illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

شوق تخلص ... دہلوی شاگرد ... [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] | شوق سے نکلے ہو تماشا بن بات پر قرآن ہم
اے شوق ادھا نے ہی پہ تیشے [illegible] | خضر کیسی کی تو اوسے دلکشی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ [illegible] کلام

آوارہ ہے اپنا ہی کوئی نہ گریبان کی صدا | ہے ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص صاحبزادہ عنایت اللہ شوق علی خورد سالہ شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب میں رہتے تھے

کروں میں شکوۂ اغیار کسطرح جب شوق | ملا ہو یار ہے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پہ دل | نہیں معلوم غم و درد کا خواہاں کیوں ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویاں نظر سے گزریں

دکھلا کے لیتے ہیں جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ پانو | بے خودی سے بھول جاتے ہیں ہماری ہاتھ پانو
شوخیاں کرتے ہیں چل نکلے ہو تم حد سے سوا | باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہاری ہاتھ پانو
دیکھا نہ کرو میری طرف آنکھ دبا کر | ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی شکل آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے | رہ رہ گئی پھر دن وہیں جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے میں نہیں ہیں وہ ہمارے کئی دن سے | پھرتے ہیں او نہیں خبر ادھر ہمارے کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے | آتے نہیں اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی بہت ہی ہے لگا بھی جو لب | کچھ رنگ میں ہے رنگ تمہارے کئی دن سے
دستہ سے لگا کے نہیں چلتے ہیں رستے | دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے
آخر مری آہوں نے اثر اپنا دکھلایا | گھبرائے ہوئے پھرتے ہو بیمار کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اور [illegible] سے بگڑی | ہوتے نہیں باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی رضا ساکن قلعہ شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع ناتمام [illegible] صاحب دیوان ہیں

[illegible] کبھی [illegible] میں | کس سے [illegible] بیان [illegible]

...نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر ‌‌ ‌‌ ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات آسکے زلف

شوق تخلص رائے دولت رائے ولد شبو سنگہ لکھنوی شاگرد منشی مہندو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ ‌‌ ‌‌ خواب کیا چیز ہے کب جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص فیض علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور فیض مسیح اپنا نام رکھا میر نمہ مین قسیسون کی ڈاکو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج ‌‌ ‌‌ شرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ ‌‌ ‌‌ عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دور چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب ‌‌ ‌‌ ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا ‌‌ ‌‌ جسکا تم وا دیکھ کے بہر خدا نہ دیکھون حور کا

وعدۂ امروز کو فردا پہ ٹالا ہمنفس ‌‌ ‌‌ یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہوگیا

جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو صیاد دیکھیا ‌‌ ‌‌ موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو سرور سیا م ‌‌ ‌‌ معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر ‌‌ ‌‌ وہ مر گئے مرے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل ‌‌ ‌‌ اوس ستمگر کی بلا بیچ ہے خنجا تھمہ مین

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ کسی ‌‌ ‌‌ دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدائے الامان آتی ہے کوہ سے ‌‌ ‌‌ نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے اقبال کو نہ شاعر ..

... نے مکلا ہے جھنڈا سا ہوا ہمیں ‌‌ ‌‌ الہیان کہتے ہی گزرا یہ جیسا ...

شوکت تخلص میرزا ... دہلی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ...

... سے ... بیر ‌‌ ‌‌ ... کا کیا ہے جو ... در کا

شوکت تخلص مولوی اسمٰعیل لکھنوی شاگرد [illegible]

شوکت [illegible] سینہ [illegible] | تیری [illegible] میں [illegible]

شماتت تخلص [illegible] شماتت علی [illegible]

[illegible] | [illegible] ہوجاتا ہے [illegible]

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسیٰ خان شاگرد نثار اللہ خان فراق دکھن میں جاکر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون میں داخل ہوئے تھے نوجوانی میں انتقال کیا

ہزار افسوس سب ہون خاک مین [illegible] | بالفعل رشک [illegible] ہے اپنی [illegible] تھا
پھنکے ہر اک پہ مبتلا ستا ہے جفا اور جفا | امین ہے اسکو کیا [illegible] ہمین بتا ہو دل
دم آ جاتے ہین سب ترے ای جان ہم | دل ہو دے [illegible] اپنے [illegible]
وہ [illegible] ہم اور وہ [illegible] دیکھین تو | چل تو اسے [illegible] دیکھین تو
کتنے ہین [illegible] نسبت ہے ترے عارض سے | [illegible] کو برق کو [illegible] دیکھین تو
حیرت [illegible] ہے شمع مزار سے | آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب [illegible] علی خان

[illegible] خوش ہوا [illegible] بیزار [illegible] | یا [illegible] خوش [illegible]
[illegible] | [illegible]
دل [illegible] انکار کرنے کیا ہے یار سے | سینے [illegible] انکار کرنے کیا ہے یار سے

شہرت تخلص مولوی [illegible]

[illegible] | [illegible]

شہرت تخلص [illegible] شاگرد [illegible]

[illegible] | [illegible]

شہرت تخلص [illegible]

[illegible] | [illegible]

شہرت تخلص حیدر بیگ حیدرآبادی

بجلی خرابات میں ہارے جو ہوئے نا ہمرنگ — دیا شیشون نے انھیں آتش تر سے گلہ

شہرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبدالوہاب متوطن کشمیر باشندہ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف و صدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابرو ہمت بے پیر کی — دیکھنا تیزی ہماری پرسش شمشیر کی
آگئی اوس عنبرین کی یاد جو ہنگام غسل — موج دریا میں روانی ہوگئی زنجیر کی

شہرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدرالدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پہ مینا تجھے میں — نکلا اک جام کی صحبت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھا نہ ترے سمند دل سے در پہ آ کے ظالم — ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا
تیرے نالے رسا اب ہوتے نہیں سینے کی راہ — سبب کہیں نام گیا تمام شہرت کہاں ہوا
کہ نشان مجھ بے نشان کا بعد مرون جب گیا — حسرتین جو ہو کے آرزو بہ عدم میں گیا
گزرے دن میں خانہ کرنہ مقدہ بجز بند نقاب — اوسکے کھلتے ہی ہمارا مشکل آسان ہوگیا
اسے بھی ہجر کے وہ دیوار شہر شہرہ ہوا — حشر کا دن شب غم سے بھی برا جو ہوا
یون مرے بیٹھے ہو جیسے کسی سے کیفیت گرمیہ — مطلب نہین مراد نہیں ہے ما نہین
بہرون پاسے نہ پایا تھا اپنے حرف امید — کرانتی دیر میں وہ ہوسکے نہ تھا ہم سے

شہرت تخلص محمد عظیم آبادی

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

عکس پڑ جائے جو تیغ ابروئے دلدار کا	خاک پر تڑپے بہ رنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا ضیاء الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مغفور نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا	سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور مقیم [illegible] منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا	جب تلک بال کبوتر سے نہ اوس کو وا کیا
زبس روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا	رہا کنج لحد میں بھی ہے عالم چراغاں کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود	میں چمن زار میں سمجھا کہ گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرربار زمین پر	سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر
اے آبلہ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے	پامال رہے دیکھ کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندۂ بہار ابتدا سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو [illegible] ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

ہے تماشا گلفشان اپنا چراغ خانہ ہے	دیدے کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی ضیاء الدین مرحوم سابق ذکری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کریم نراین رند باشندۂ ضلع فرید پور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی ایسے نہایت نمکین و شیرین ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھا مرنے کی خوشی میں شب وصل میں [illegible]	آیا نہ شب ہجر بھی ارمان [illegible]

شہید تخلص ایک شخص [illegible] دستور [illegible] حال معلوم نہ ہوا

[illegible] باد [illegible]	بہار آخر ہوئی [illegible]

شوخ

شہید اخر غضب تھا بے سبب حسرت میں جی بنا	ہمارے سر پہ الزام کیا جلا دیا بے خطا

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش قوم قریش باشندہ قصبہ [illegible] تابع محمد ... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے صاحب دیوان گزرے

کہاں ہے محفل رندان میں دور پیام بے	اگر پہیر رہی ہے یہ ترے شمشیر خونخوار چمن [illegible]
بیدل وہ ہوا اس کا یہ نہیں کہ یہ سوا ای دل	ہر دم پکارتا ہوں یہی کھینچے ہاتھ سے دل
آ جائے گی مجھے فرقت میں [illegible] نہ عید	کہ بیتی ہے رنگ گل جس طرح خار پہلو میں
بوسے لیے وصال میں جو تجھے یاد آتے ہو	بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہاے ہو
کس درجہ ہو کاوش اوس تب کافر کی آنکھ ہے	ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے
دست نگین جب کہ دکھائی [illegible]	تیغ مصقل نگاہ [illegible]

شہید تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عرف [illegible] باشندہ لکھنؤ تو شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و [illegible] و دہلی میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں مشاق تو فرائض سے زیادہ دخل رکھتے تھے۔ بڑے ہی خلیق اور عاشق مزاج تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ادائے حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ ہو کر اثنائے راہ میں بیمار ہو گئے۔ لیکن [illegible] مکہ معظمہ سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری میں جس وقت مدینہ منورہ میں پہنچے اوسی وقت روضہ مبارک کو دیکھ کر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت کو دیکھ کہ ٹوٹی [illegible]	[illegible]

[illegible] ایک بزرگ [illegible] تھے جن کے دیوان انتخاب سے لکھے گئے

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] قیامت ہے وہ آنکھ [illegible] دیکھ کے

[illegible] اوسکے تو الفاظ شہید [illegible]

[illegible] مرتبہ کیا ستم ہوا ہی کا

تماشے یا غ سے مجھے گوشۂ قفس ہو شعر

مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہوں [illegible]

شہید ہی حشر کے دن بھی ہوا ساہو [illegible]

خلوت میں کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو

نثار ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یوں ہر دم

نئی باتیں نئی گھاتیں نئی چاہت نیا رسیلا

تیغ [illegible] کنارہ وشمن پر باعث ہوا سوناز کا

قسم آتی ہے دگرنہ ان جو کے ضد سے میں

جسکو سینے سے لگاؤ تو نے بیان جاکر

ہو جدا خنجر جدا دل کا بسمل [illegible] ا

هتو ہی رہ جائے کا غلق خدا [illegible] حساب

ایسا ہی لطف نہ فرماؤ شب وصل میں تم

دوست نے خاطر دشمن سے کیا [illegible]

رت [illegible] ہوتے سب ہیں [illegible]

[illegible] کہتے ہیں وہ دن [illegible]

بیا محبت کو اب اللہ خدا دے

[illegible] کے [illegible] ہوا

[illegible] تیرے شہید [illegible]

[illegible]

[illegible]

فوراً [illegible] جاتا تو [illegible]

تجھے کیا خدشی اگر تو کسی قابل ہوا

ہنوز حوصلہ اتی ہے آشنائی کا

گرا ہے دل میں ہو وہ خدا ہی کا

وہ بت بہشت میں دو ہوا جسے خدائی کا

یہی عالم رہا جو فنا کرنا تو ہی کا

جیسے پر [illegible] آپ شہید ہی خجل ہوا

گرو ہے عمر سے جان سے غافل ہوتا

کیا قیامت ہے تے شخص پتا دل کا

ایک پری سے اوس پری کو [illegible]

بیٹھے ہی اللہ سے تب خدمت [illegible]

دل ہے اسے قاتل یہ تیرے عاشق [illegible]

سے ہوا جو کلیجہ ترا قاتل [illegible] ا

گر مرے اعمال پر کا حشر کو [illegible]

سوز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا

موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نادان ہوگا

ایک شب درد دل زار [illegible]

حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لطف ہو دیکھے جو کہ دست کبھی غیر سے
گو نہیں ہم سب یہاں پر اظہار کا سر قلم کر لی
یار لے بے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ ایسے مصروف
سا نور میرے داغ کا بالخاصیت ہو شک
بے قراری دل کی میں کیونکر جتاؤں یار کو
دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے لکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے رفیقو راست اور اب ایسا ہو تجھے زمین
شہیدی میں تو کیا ہوں لیکے بوسہ سنگ در
کو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
ذبح کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سوگند و قسم دو ہی دو رہتے و لے اکو ہر تجھے دم
کیوں ہو بس بس ابھی سے دیکھو جو دس دو
آپ نے جو چار سو سو کی قسم کھائی ہر کل
ایام صحبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے
وہ وقت تو آنے دے بتاوینگے شہیدی
تمہارا ہو دوست حق کا کلال کے [illegible]
اے [illegible] کہ شب [illegible]
پس [illegible] ہے ہر دن [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible]

وصل کی رات جو کہا آئے [illegible]
خود بخود میری بزم میں رہے جب وہ گل [illegible]
کسکی بانہہ جب وہ تیلی سی کمر [illegible]
اسے مقبول ہوئی میری دعا [illegible]
منہ ہو میرے نغمے کے تاثیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہرا ہے دل
صحرا کے سیر کو گئے [illegible] میں ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے گر ہم
دیکھتے ہیں شام میں کچھ صبح کے آثار ہم
ہے تجھ سے بڑی میری شب تا کسی دن
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک ہو میں
رونے میں کچھ میں حضرت آدم سے کم نہیں
کیا ہی حسرت سے کہا کہ مجھے مرنے میں
ہے شل مشہور ہیں مطلب کے سو مطلب
تو سہی اب روح میں بارہ دس تو وہ [illegible]
آج او [illegible] میں مقرر و کے وعدہ [illegible]
دن [illegible] کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں
بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہیں
کھڑے تھے آج شہیدی [illegible]
نہ [illegible] میرے [illegible] قائل [illegible]
عاشق اوس [illegible]
[illegible]
[illegible]

صورت دلکش جہان آنکھ نظر مین مرگیا — اور وہ نکلا انجام صبر سے عشق کا آزار ہے
قیامت تک نہ ہوگا یہ احسان کبھی جاناں کا — مرے زانو پر زانو ہے لگا ات دن بریں
عالمیان مین مقبرے پر دیکھ کر یہ بکار نفس — کسقدر رہ ہٰذا ہے اپنے عاشق مغموم سے
ناکامی جاوید کی ہم اسنے تے منت — افسوس شہید کی تری تربت نہ بنی تھی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندہ اتاولی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی صلاح الدین علیخان بشعر فارسی کہنے مین راقم کے ملاقاتی ہین

مر گیا ہون جنون کی فرقت مین — ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا جسکل ہو تابان ہے شہید — کیا ہوا اگر نہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی متعلقات سیر خورشاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین — اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسہ حکیم نصراللہ خان وصال باشندہ دہلی

میری امید وحسرت و ارمان کیطرح — پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سر بست غنچہ مشہور نے فلک سے کھینچا — پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
میرا اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی — نہ جائے آبرو مژہ اشکبار کی

شیدا تخلص میر چھوجان باشندہ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

کر عدو سے سچ وعدہ کہ خوشبو نہ خشنیا — کچھ اضطراب مین ہین دل سکے اضطراب ہم
اٹھکر ہم نہین ہین ادھر کو نگاہ سے — پردہ اٹھا جس سے عنایت قیامت مکین
دارا بہین کمین یا کمین خرمان ہی ترنہ ہو — مر جائے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کٹنے جی ادنکے کوچے مین مارگیا کوئی — مجھکو یہ خوف ہے کہ قیامت بپا ہو

شیدا تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور حال معلوم نہوا

اس دل کو جو رنج سے ایک عمر دھوکے رہا دلگیر — گیا میر حسرت جنکے پہلے نہ دیکھا یار کو

شیدا تخلص حامد علی خان عرف حجو بیگ عرف اصل خان شاگرد نذر تقی درد

روٹھنے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل عذار
تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے

اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر
بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر یکتا شاگرد میر محمدی بیدار وطن اونکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیجے دل اسے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم
ہم نظر بازون کے ہاتھون کہان جاتے ہو تم

جا لگا ان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا پہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرۂ نواب غازی الدین خان مخلص به نظام مقیم کالپی

اتنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا
گر خفا تیا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکو پرچم
اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑ جائینگی پھولون کی چادر سے
اوٹھانے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے

ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو فصل وحشت میں
کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہوا اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو
کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر

ہنگام صبح وصل بت سیمبر ہوا
نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا نصیر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر
خبر نہین وہ کہان جا کے تا حشر ٹھہرا

کہتے تھے ہم اسے دل مت نام لے وفا کا
فرمائے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھو

مارا گیا مگر شیدا کر اوس گلی مین
لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا

ایک مدت سے سب تھی پہلو
نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شیفتہ تخلص مرزا لال جان بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف مرزا حیدر ... ابن مرزا محمد سعید مشہور بہ مرزا منجھلے فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا سرفراز علی تا درایکو لکھنؤ دیکھا ہے صاحب دیوان ہیں

ہو گئی عشق نہ ہونا تھا مرے دل کا ... ہو جائے کہیں فاش نہ پہ دا مرے دل کا
... قتل پہ دعا نہ کر ... تو ہم کبھی جان دیجیے پہ باندھیں ادھر کمر
... سکیں ... ہمیں ... پھر کہیں در دسکے ... دامن بال
لپٹ کے پھر کیا زندہ جسے مار ا لگا ہو تیرے ... نئی ہے بات ہو خوش نیا انداز ہو کہیں
... کرم مجھ پہ جا ہو نکالو مکان میں ... ہے دوزخ و بہشت تمہاری زبان میں
... جان کے عشق میں سر ... طاقت نہیں ہے اسے فلک پیر ... میں
... کعبہ و کنشت میں ہوتا ہے تو خراب ... جنکو تجھے تماشے سے غافل نہیں رہو

شیفتہ تخلص حافظ عبدالصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کل شکست میں یہ شاکیا ... تحفہ چھپا تھا اگر تو یہ بہانا کیا عجب

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادرزادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرأت

ہر شب کرو دو تو پاس لیجئے تا صبح ... تو ہو طرح کا ہی شو ... یار بار رہا
... یاد الفت نے اسقدر مجھکو ... کر چکا مسیح قیامت تلک خمار رہا
وقت خلوت نہیں کر سکتے ہو کچھ پاس ہم ... بیٹھے منہ تکتے ہیں حیرت زدہ و یا عدم
... زیر کو گری آنکھ ادھکی بیمار مرگ ... کر جبکی موت وا وقت انتظار کرے
... دیر سے ... پھر ... بلا اس گلی میں ... آیا دوسرے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے ... حال معلوم نہ ہوا

[illegible] ... [illegible]

شیفتہ تخلص ... خان بہادر ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... [illegible]

پھرتا ہے جو ذرا لاگر سے نہ نکلا تھا ہن — سو دمین جو الا نہین ہو جو فنا سبا کا
جیسے دل مین کسکے ابر کا تصور پہ بنا — جو لتی سے مشرش پہ نگو انکی ہوا کا

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفی خان بہادر دہلوی خلف الرشید سرفراز الملک نواب مرتضی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اونکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار اونکے نہایت خیالی و رنگین ہوتے ہین دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو اونکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جفا سو رپہ آنا دل کا — سبکے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون و فا — آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ صبر کرو ایسی بھی کیا بیتابی — جو کوئی ہو تمہین احوال سنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت — کیونکر گذارہ ہو مجھے طبع سلیم کا
غفلت اوسکی شکوے کو باور فراق کیا — کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو — رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کے وفات کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے — دیکھا اثر یہ نالہ بے اختیار کا
خوبان بے بخت کہ پیمان عہد و — اونکو ہنگام قسم یاد آیا
کیسی بے لطفی کی باتین ہین پھر — کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا — کیا کرون تھا مرے دل مین کچھ زبان پہ آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی ہین آنکھی — شیفتہ منہ پہ جو اسکے وہ ستمگر آیا
[illegible] — کر بیٹھ بس سے ستمگر نے بٹھا کر دیکھا
[illegible] نظر — بعد دیکھا تھا مرے شب ہجران کا
[illegible] کب — ہم پہ ہے مہربانی کیا و فا کب
[illegible] کب — مرگ مفاجات مجھے کیا کب

[illegible] ہیں گے اب شیفتہ
[illegible] نے دیا خواب نہیں گئے
یہاں سے کبھی بھی توقع سے کھلی
شب ہجران نے کیا فتنۂ گیسوئے دراز
جبکہ تمام محبت میں ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اونکو
تاب بوسے کی کہو شیفتہ وہ دہن بھی اگر
تھا دماغ غم رشک سے جل جاسے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتیں اونھیں کی ہیں سچ بولیو قاصد
کیا حال تمھارا ہے ہمیں بھی تو بتا دو
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیوں آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش میں تھے
تھا فکر کا جو رنج جدائی تمام شب
بیدار رہ کے سوتے نہ پائیں کہیں مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گذری سو گذری یہ بھی اچھا ہوا
ہیں تو وعدے تو سخت لیکن کونسا ہے سخت تر
التماس وصل پہ بگڑی تھی بیٹھے بات کو
مجھکو ستا کے کہتے ہیں ہم سے بات کو
کہتے ہیں ہوتا ہے جانے جو یہ کہا
التماس لطف سے ذکر اسے دشمنی تمام

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
کرچکی کام بیان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاسے تو اچھا
محفل میں کوئی شمع بدل جاسے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہیں کرتا
ہو جو کوئی شیفتہ اُف اُف نہیں کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت میں گو ملے تھے مگر میں نیا نہ تھا
آنکھوں میں نشہ اور لبوں پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تھا دیکھ کر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھ کر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھ کر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دور
مرتے رہیں گے آپ پہ جیتے ہیں جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہیں ہم جو رنج [illegible]

خواہش کا اوسکے حال اتنی نکر اے شوق کہ وہ
کہہ ہم سے خفا ہو ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہم
ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شیفتہ
آنکھون تیری یون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گرمجوشی ہے مگر فرق حرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے او نہین یان آنے مین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن ملے شب ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیئے
ہمدم نہ سہی محبت او سکو
کرم ہے معاملت فلک کہ شادی مرگ ہو جاؤن
فلک سے نالۂ موزون نکل آئے تو کہتے ہین
اے معشوق ملاقات عدو مین جا کے
ہم بھی دکھائے غیر سے اخلاص کا مزا
ہو سکے جتنی تو کثرتی بھی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے جو ہو بیاں تو دشمن سے صاف ہو

ڈھونڈھتے ہین پہلے جانکو جانا شب وصل
مدت سے اسیطرح نبھی جاتی ہے ما ہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو گمانیون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیئے مرے غمخانے مین
مر گئے ہم تو کعبۂ منا د مین
بیگانۂ آشنا نما ہون
دیوانہ مین جا نکر بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی سے
تمہین کیا غم گزرتی ہے تمہاری شوخ چالی پر
جنکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

گذرے ہے حرف شکایت سے جاتے ہو [illegible]
سیکھے ہیں [illegible] مروت سے [illegible]
شیفتہ تم کو دشمن سے بس لگے [illegible]
اٹھے یہ شفقت کی جیب [illegible]
رنجیدہ آدھی رات کو گھر کو [illegible] اور کرتے
دشمن کے افترا سے [illegible] ملال ہے
پھر دل وہی ہیں گرم ہے [illegible] شیفتہ
کیا ملے ہو جہاں بہت لوگ دیکھے
اور مقالہ اور بھی کر کہے جیترا
اجل سے کی ہے کہ ہم مہربانی
سو اونکو ارادہ ہے سفر کا
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
دن سے یہاں آنے کی عمر بھر سے
[illegible] باتیں بنا کے ہو غیر سے تم
یہ ہے فضیحت پیران کار افتادہ
میں بیٹھ کے غیر سے لیں [illegible] شیفتہ
[illegible] سمجھ پیغام
[illegible] سے [illegible] موقوف
[illegible] میں غیر [illegible] کیا
[illegible]
[illegible] غیر کو بھی
[illegible] شیفتہ کا حال [illegible] جیسا
[illegible] سے کہ ہم [illegible]

کس لیے [illegible] نہیں [illegible] ہو
ہم نہیں جانتے تم کسکو دعا دیتے ہو
دیکھو وہ دوست ہے تم جسکو برا کہتے ہو
عالم ہوا وہ تیری محفل کو
اسے جذب اشتیاق وہ جہاں محفل ہو
گھر اسکا جو گھر کے [illegible] سے منفعل نہ ہو
ڈرتا ہوں میں کہ پھر کہیں خواہاں دل نہ ہو
وہ بات ہے کہنے کہ قابل شنیدہ نہ ہو
وہاں کچھ نہ ہو تو جوشش بیان [illegible]
کہ جب پہلو میں وہ نامہربان ہے
قیامت آنے میں شب درمیان ہے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر پیدا کی
کیا اثر نالہ شبگیر [illegible] ہے
نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ ملا ہے جوانی [illegible] جوانی سے
کم بخت کا [illegible] بھی نہیں تیرے [illegible]
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
مجھکو الفت نہیں حیرت ہی سہی
مجھے ڈر ہوں کہ تو [illegible]
شب کو [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کیوں [illegible] ہے
[illegible] حالت ہے [illegible] ہے
شیفتہ تیرے [illegible] ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
بند تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
گر نہین یہ کہ برتتا ہے وہ ظاہرداری
دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
ایک دن شام ہماری بھی سحر کردے گا
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین
ملنے کا میرے اور ترے چرچا کرینگے
بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
وعدہ وعدہ کا آپ کی تکرار سے کھلا
وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین
مجمل ہوئے ہون آپ مین ہو وقت اونکے آنے سے
جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون
بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا کرے

پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم حجاب سے
کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے
سخن درد ستا ہے کہ اثر کرتا ہے
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے
دل مین راز نہانی کی خبر کرتا ہے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے
یہ اہل مروت ہین تقاضا نہ کرینگے
سچ اگر پوچھو تو ہم بھی کم نہین اکسیر سے
مین ملے یون ہین کہا تھا کہ کبھی آنے کیا چلے
مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے
پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہم سے
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی
اونکے جب آپ کوئے یار سے
کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
کچھ استتار نہین ہو کچھ اشتہار مجھے
اگر اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورد بہادر نبیرۂ

مرزا ظہور الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرۂ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان سکے دولتاب تم خجلت سے بعد مرگ
اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہو گیا

محفل میں میں تو اوس لب میگون کے سامنے
نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھای رنج
خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا

قتل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہی زرد
حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

قاتلونکے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے
خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے
نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سے کہ ہاے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو

مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیدوار سبھی

ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ
مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر کے
سب ہے فقط چشم ستمگر کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آ بیٹھے ہین
بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف سمرو فرانسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب تجھ سے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس
یا گھیرا ہے فوج سکندر نے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چھوڑا ہے اب نہین دامان ملا
اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان دہلوی مغفور

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اپنا
ہر گز کبھی شیشہ کا سراہ پر نہین ہوتا
کب کس کا ہین جاون کہ بار غم فراق
دل پر نہین جگر پہ نہین جان پر نہین
ذرا آنکھون مین رکھتا اسکو صاحب
کہین یہ طفل اشک ابتر نہووے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑھ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر وطن کا
قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم ہوا

زور کیفیت مے ہے کہ ابھی جھکتے ہین
جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص مسٹر جوانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑ کے وحشت مین نکل جاؤن کا
مجھکو پہنانے ہو زنجیر یہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت وانشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی مٹھی کو پکڑا مین نہ ملا بیٹھ گیا
چیخی اسطرح وہ چیخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل موم کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین
گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیم سے
تھی مقرر کسی چھنال کی خاک
جیون غضب ہے ہنسی کی ہے بے مثال آگ
چھوٹے سے سن مین اسکی بھری ہر جھانگ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ رامپوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا
دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیموریہ کی اولاد مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون
اگر کوئی دیوے نہ تیرے سر کی قسم پھر سے بتا

صادق تخلص سید محمد صادق خلف میر سید محمد باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خدا نے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ — ہمراہ کسی دوست کو منزل میں نہ دیکھا
بلا دل کو یہ گیسو میں سرگرداں ہو کیونکر — یہ وہ راہیں ہیں کہ جن میں خضر بھی اکثر بھٹکتے ہیں
ادہر بزم میں جام چلتے رہے — ادہر اشک آنکھوں سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیوں نہ برسات میں ہو سبز دوپٹے کی بہار — رنگ بہتر نہیں دنیا میں کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کوکب کھلی ہے کیوں یا رب — آسمان کس کی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایوں باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی — بنا تا سنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
ہم تو مرجائیں تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لیں — کاٹ کے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو
لگ گئی دل اک نگہ میں اوسکی چشم نیم خواب — مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص منور بیگ متوطن شمس آباد باشندۂ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد — یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندۂ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کام او رنہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ — ساماں نہ سوز کا ہمیں حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خاں دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یوں بیٹھیں بغیر شراب اور مثال نرگس — ہم سر پہ دیکھتے ہی ہاتھ میں پیمانہ لیتے
شرم سے نام وہ نہیں لیتا — پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان خلیل خان مرزا اسلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان خلیل خان شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سروکار نہین اوس سے مگر — ایک بوسے کی رکھی ہے دلِ غمناک نے ہوس
جسنے دکھایا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ — اوسکو سمجھاتا ہے کب اسے یاد پری کا نقشہ
تھی ایک تو کرلی ہے اسی کی غضب تسخیر — ہے آفتِ جان کافر انگیا کی یہ سکہ داری
کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون کہ کہتا ہون — دانتون مین دبا انگلی ہو وہ اسے یہ ذوق کی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہِ ذقن مین آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار — سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہر زادۂ راجہ تاج الدین حسین خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگِ حنا ہے باعذابِ نار ہے — خاک کیکمان دری کرتی ہے تیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان بہادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے — پھوٹ جائین تری او نرگس شہلا آنکھین
کثرتِ آب ہم اشک سے مانند حباب — دیکھو لوٹ رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی جان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی — اُٹھتی نہ پانی ہے رہ نہ طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا صالح الدین نواسۂ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار شوکت

مانا یہی ہے آپ نے سمجھے جو کچھ کہا — لیکن زبانِ خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو قبول کی مین اونھین ہین ملا و جبین — سو دل جدا جو دو سے تو سودا لگا رہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی کا شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشدآباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا۔

منعم کی اوس محبت پروردہ تھا جان و دل جانا	نہ تھا معلوم یون ہوجائگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ ملقب آخر ایام مین فقیر ہوکر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور خود حیدر شکار پور مین اپنے مرشد کے مزار پر جاروب کی صفائی کر کے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا	سرو چلا ہو گیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کاہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو	خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جب دم تکلم مین گل افشان ہو	ہنسی ہو سے چمن مین باغبان گلہائے خندان کو
کہان حیدر وائے جو اوس نے تو غش آیا مجھکو	بارے پن ہی سے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروز آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین	لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز تجھ نہ دیکھا جذب الفت مین	غلط یہ بات کہتی ہو کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو	ق	آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص		اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص منوا راجہ شنکر ناتھ بہادر پیشکار نظامت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا	سر خوش کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہو نہین صدمے ترے سہے جانے کے	زور ہو شب یاد مین نہ آنے کے

صہبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہر زادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا شعر عاشقانہ بہ طرز اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا ۔

دیکھوں کیفیت اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
بنگیا خال جبین کوکب بخت خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہوں مین فقیر مست
کوزہ مین گردش نگہ یار سے پیا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ہستی کا گمان ہوتا ہے
ہوگیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا جیمین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس پادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار
دل ہے فدائے رنج جگر ہے فدائے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کبھی ملینگے وعدے کا رو رو کے دھیان آیا ہے
کھا بیٹھے زہر اونکے خط سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل سکے آپ جو سوتے ہین وصل مین
مسافر ہون مسراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

بھڑکی غم اپنے میخانے مین سینہ سے فلاطون کا
حصیر فقر ہمارا بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تن تیل ہو کے بیٹھگیا چشم غزال کا
یکنوان کوٹا تو اندھا ہوگیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل وہ ہوا کے ہر گھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہوگیا
رہگئے دیکھکے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج
وہ ابتدائے رنج تھی یہ انتہائے رنج
اٹھ اٹھ کے نکلتی ہے انتظار مین صبح
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم تک سکے ہین کہ مکتا رہے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو رہے ہین خیال ...

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے

پادشاہوں کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے

تجربہ دونوں کی جانبازیوں کا کر دم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ و الد و برادرزادہ خواجہ علیم مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے سنہ ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح سیر مژگان ہین جو باندہ دون
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

وہ دیدہ ہون کہ مغز کھانیں ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم نامہ ہے

دل ہے مدار لغزش مستانہ آئے میان
اور میان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ کب ہے

دیکھ کر کثرت دلونکی تار زلف مین
آئینہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق نہ ہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع او پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

عمر بھر صنم مین رات دن کی بیقراری سے
نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق ایضا کشمیر مولد و مسکن دہلی

سنکے ضعیف عمر کا سر پہ سبک رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی شربت رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

کھانے دل کو نہ دنیا مین جو کر ہو ہشیار
کہ پائیدار نہین اوس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شہود

کام آتی ہے بیٹھتے اور اٹھتے / ضعف مین آہ عجب دستی ہے
خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج / زلف کیون بکھری ہے کیون بگڑی ہین ابرو بولیے
خط اگر پہنچا تو پہنچا قتل کیون اوسکو کیا / جرم کیا قاصد کا تھا مجسے عوض لو لیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آسکے ہمارے قابو مین / اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا
دل لگانے کو بتاتے ہے تو مشکل ہے صبح / ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا
زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے / طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا
بدنامیان ہین باعث نام آوری بیان / ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عز وشان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ مقیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین اپنے سنہ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

ابرنا ہے یار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب / مشک چین نے مین مانگی ہے یہ دو گیسوئے دوست
گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو / پیس کے مین سرمہ ہون جو تجھے منظور ہو
گر بہار نکہت پیراہن یوسف نہ آے / کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے / طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے
کسنا ہے اوسکی چھاتی پہ سینہ بند زرتار کے / گویا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہی شگفتہ مثل گل داغ جنون / کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سبز مشکور جو ہے میرے تربت کی اوگین / لو سمجھتے ہین دل بیتاب تمہارا ٹھہرا
فرقت یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح / کس نے دکھایا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

ہو گیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر

اون کشیلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ

جیسے آنکھین لڑاتی تھین جھپک انہین سے جا کر کر — ہم سے اوبید ید اب ہرگز نہ اونچی [illegible] آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیسہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد [illegible]

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیسۂ خواجۂ باسط باشندۂ لکھنؤ
شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آئے ہین آہو نسے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شاوری و سکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جو ادھر شنہ تو زلف سے — کیا جانئے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ
باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان کرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا

سیانکلے شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے — کہ گل ہو وے چراغ دشمع گر آدمی مرے گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

بدقت اشک اب نکلے ہے ستا یہ — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند

کمان نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صفیر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد نصرت

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤن مین — نہ دکھلائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صفیر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صغیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہے — آئینہ اوس بت خود بین کے مقابل کرکے

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیے اک بوسہ گوارا دل کرکے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — ہم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم — جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی تکلیب ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے گز کر گئے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ محمد مومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا — پھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھون کا [illegible]
مسیحائی ملی ہونٹون کو لیا سحر باتون نے — کرشمہ ہے بھوؤن مین اور ہے اعجاز [illegible]

صفا تخلص بیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے منہ لگانے مین
جب رہیے خدا کے لیے ای حضرت ناصح — اسوقت خدا جانے مرا دھیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مے کیسی بھری شیشے مین — سرخی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص بالمنولال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد مبتلا صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہی

خوبصورت جو بہت حد کو سمجھا ہی صفا — تو نے دیکھا نہین وس شوخ پری کا مکھڑا
چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آیا — مزا کیا ہے کیا اوس بوسہ جاودان [illegible]
مرے رونے سے دل دکھا تو کچھ مائل بہ حسرت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

فرشتے کیونکر چونک اوٹھا گر اثر نہ تھا — واعظا یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا منجھے برادر و شاگرد مرزا اعظم الدین جیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے — کون ٹکراے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین
شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

نجر سوختہ شمع سے جب گل نکلے
جاہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو
ہو جائے صاف ابلق ایام جاریہ راست

وہان رنگ پان سے درہ دندان ہین لالہ
سیان خون لب سے شرح ہین صفدر کی یاد نیت

ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال
تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن

تنہ دیکھنے کی ایجان صحبت نہین اچھی
رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی

دیوانے بنے ملکے ہم اوس رشک پری سے
سچ کہتے ہین نا جنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر ہوس
اب تمک تو مری عادت سی خبر دار سخن

آرام تھا گڑی ہین ترے نقش پا کی طرح
ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی

اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سمجھانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم کیا ہے نگارین کس کا
چھپا ہے ہٹ سے خاکی سی گل قالین پر

نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا
کہ ہردم ہاتھ سینے پر دھرے ہے تابانہ سینے مین

صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو
سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

چیچک کا سنگر ترے ابرو پہ ہے داغ
یا قبضۂ شمشیر مین چقی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ
گر نالۂ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہو وے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

ترے چالوں سے فتنۂ عالم
اپنا خنجر ذرا بچا سے گا
سرگشتہ روز و شب نرے کس طرح مدام
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں

روز رہتا ہے روز محشر کا
دھیان سودائی کو نہیں سر کا
اپنا ہی دھتا وہے یہ آسمان نہیں
کم شور کے فغان سے صدائے اذان نہیں

صفیر تخلص میاں نتھا خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین سے کے جو بوسے سے تھوک لب بند
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
کہتے ہو جان جاسے تری اور تمہیں مری جان
ہوا جو سنو تو پھر خوب یاد کر لیجے

مجھے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ اختیار تمھارا نہ اختیار اپنا
سبب ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
کہ رہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہوں یہ برا لچھن
ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا

رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
قائل ہیں سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغۂ ابکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو میں محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی میں مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ میں مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان و ارو و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم میں شعر اچھا کہتے ہیں راقم کے احباب میں ہیں راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب میں اونھوں نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہے ناگوار
اک شور ہے جہان میں تیرے چلنے کا
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا
ہر چند تیرا جوش ہے صد موسم ہجر کے

اک ایک قطرے سے ترے پیدا ہو گنجا
نکلا ہے باطنے سے ترا پانو ایکبار
موقوف رہ گیا ہے زمانے کا کاروبار
مجھ پر ہی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا بھی چاہنا نہ تھا او لشک مہربان
تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بیچ چھپرہ کی جانب ہے بیتاب
جسوقت سیر آب کو آئے وہ نامجو
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
پٹنہ مین اتفاق سے بھیجا ہون آج کل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہر حال ہے مگر
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
نامہ دعا یہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جا کر وہ زیر قصر علی کرے قرار
میری زبان سے بوسے لب موج ایکبار
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشاف سر شعر دقیق و نکو شعار
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن وہ نور آپ نے روکا سنبھال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار
دو چار روز ا . مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون انکھین دید کے قابل ہو انتظار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
در اصل ہے یہ قصبۂ آرہ مین ہے قرار
باغ کو ساتھ اک سوتیا کا ہار
جانی ہے اک غزل بھی کہ وہان پا اعتبار
جب تک نہ سنیئن ورد زبان بیان ہو بار

یارب مقیم پٹنہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین انکی ہو یہ سفیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
جو دیکھتا سنگ یار پہاڑ کھاتے کا
مزرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا
پاس اسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
بس کرو کثرت زفشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اسکو جاتے نہین ہم
مجھسے بھی کم نصیب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
کیا کیا لب شیرین یہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس یہ نصیب
جرم نظارہ یہ دربان نے ہمین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
دے وہ اک بوسہ خوشی سے اپنی
اسے پری جان وہ پری شیشے مین اوترا ہو تو کیا
مین کہ کہتا ہون ہین وفا ہون مین دیتا ہون جو کہ [illegible]
یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
قفل تیرے ہونٹون کا جو سمجھین طلسمات بھی
بس اپنے [illegible] چکے ہین دلبرون کو
مژگان عشق کے سلے ہین لخت دل گرم
منہ مین اونکے وصل مین دیکر زبان

وہ آپ منا لیتے مین جب کہ خفا ہوتا
ہما پھیا تو مرے استخوان بہت اچھا
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو سونا کیا تھا
چھپتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
بگولا جنگلون مین بت تن بے سر لیے پھرتا
اک یہی خال تو اے جان ہے جانان رخ
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم
اے موت گر مرنے کے قابل کوئی نہین ہم
دیکھو تو زبان دے سکے تلوار کے منہ مین
جی چاہتا ہے دے دون زبان اوسکے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین
فقیر ہے وہ آپ دیکھین روزن دیوار سے ہمین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین
اچھا تم میری خوشی جانئے ورنہ
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو
کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل لیتا ہے وہ محفل مین ادہر دیکھین تو
اشارہ تیری آنکھون کا اگر اسنے [illegible]
اب دل یہ نگاہ ہے ہماری
آتش نہ نگاہ سے ہماری
ان بتون کو سب دے درم کیا [illegible]

گھر کیا دل مین جو اونکے شرر نے — وہ لگے میرا کلیجا چیرنے
کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا — دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دابنے
باتون نے ترے کیا ہے بیمار — کیا ہونٹھ مری دوا کرین گے
وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے — مضمون کیا ملیح کا لڑا ہے
ویسے گرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی — بوتل تراشتی ہے سر وہی نگاہ کی
ساقی دعا مین مانگ تو زلفون کو کھولکر — رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
کل جو اوٹھے تھے بٹھانے کے لیے — آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص تلسی داس دہلوی طبع ہندی و ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھالی تری صورت سے تری دھج کو نہ — تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مرادآبادی بیشتر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن — ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار — پوست ڈھیلا ہوکے آخر جامۂ تن ہو گیا
جو دیکھی فال مین نے بہر دیدار — تو قرآن مین بھی نکلا لن ترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حیران نبیرۂ قائم خان نظاری باشندۂ بہار

تربت مین آنکھین بعد فنا بھی کھلی رہین — تھا زیست مین مژہ کو جسے انتظار کا
ملتے ہو رقیبون سے مرے گھر نہین آتے — اللہ تمہین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس تھے ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین عین شباب مین وطن یعنی فریدپور مین جاکر انتقال کیا راقم نے اونکے ارتحال کی یہ تاریخ کہی ہے

برہان [illegible] عبد الباری کی — ورد یہ تھا [illegible] جان خدا ۱۲
[illegible] وصال ہوا وے — صد حیف [illegible] باز و ہے [illegible]

ولہ — [illegible]

ہے [illegible] سرلوحی عبد الباری — تنک [illegible] ہوئین چرخ کے [illegible]
اسی حالت میں ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر — دل یہ بولا کہ [illegible] ہے یہ بھائی نے
سوجا مصرع بنا ہے خنجر شمر لعین — [illegible] گلشن ہے خزان مین کربلا [illegible]

حرف ضاد معجمہ

ضابطہ تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام بھی توش[illegible] کر ضابطہ خدا کے واسطے — یہ تیرا گریہ تجھے آخر [illegible] ہے ۱۲

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندۂ دہلی

جا کے جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار — ضاحک یہ رشتہ بھی کہیں جان [illegible] ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر عزیز اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو
خوب کہی ہے اور نسبت میر کو تھے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین
لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیتے اصلاح خدائی کو و [illegible] — کافی تھا تیرا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
جب سے اوس گل پیرہن کے [illegible] — بس مرا [illegible] نہ جلا رو کے [illegible]

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابوتراب شاگرد [illegible]

[illegible] دیکھی لحد سے اوجھا لکر — میرے گنہ کا بوجھ اوسکے [illegible]
شاید [illegible] گھر سے [illegible] اسید — کوچے مین اونکے [illegible] رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبرآباد مقیم حیدرآباد شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خاطر [illegible] — جب [illegible] کا غزل بھی [illegible]
[illegible] مین — میر [illegible] یقین

[illegible] تخلص [illegible] شاگرد [illegible]

[illegible] سے فرزند [illegible]	تا کہیں روئے [illegible]

ضبط تخلص کنہیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال [illegible]

دیکھے پر جو ہے جو چشم بد دور	ادا ساز اپاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نواب حشمت علی خان خلف منصور علی خان عرف بچے باز باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

شرمندہ لعل لب سے ہوا یاقوت و برگ گل	صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت السعید کا اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل میں انسے یادگار ہیں

نقد دل وحشت میں جا کر کوئی مجنون پیدا کیا	ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤں تلک آ رہے کہیں	آئی فلک کے زلف گرہ گیر دوش پر
طفلی میں بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط	رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی مجروح

تو سراپا چمن حسن ہے اے رشک بہار	رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا چشم

ضیا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبہ مانوان پرگنہ [illegible] شاگرد نواب عاشور علی خان

[illegible] شوخی دو ابرویان	مانند رند مست نہ کیوں لڑکھڑا رہے دل
[illegible] شمع حیات ہو	ان ہی دنوں [illegible] ہے شتاب [illegible] دل
[illegible] الفت کمال	کیونکر لحد میں ٹھہرینگے مجھ خستہ تن کے پاؤں
[illegible]	[illegible]

ضیا تخلص مرزا امداد بیگ دہلوی

[illegible]	ہم سے شوخ مزاجوں کو [illegible]

[illegible] گر سون مین کتا ہے بیٹا — ہم [illegible] سے کیا اے [illegible]

حسرت تخلص [illegible] باشندہ دلی بہت علی مین نقل کر گئے

[illegible] معلوم ہے جو کچھ سبب ہے — کیا ہوگے اے مغرور ستمگر [illegible]

ضعیف تخلص نازحسین باشندہ دلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے کم ہو دل — اے شوخ خونفشان ہین وزد حنا سے ہم
افتادہ رہگذار مین ہین اچھلے کہ گا — آخر کو رہروون کا نازنین نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد [illegible]

کیون نہ تسکین دل عاشق مین ستمگر ہلکین — ہین رگ جان سے کے لیے صورت نقش نگین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندہ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ زیست کرتے تھے

ہم بھی گو یا نقش پا ہین ضعیف — جس جگہ بیٹھے بیٹھے رہ گئے ہین جو بیٹھے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندہ دہلی

مجلا دیا ہے ضعف نے کو جسم زار کو — بر عیرتی ہے سبب مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک — مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردی خان مہابت جنگ حسین آباد مین محبت کی

نہین صہبائی یہ ہے جلوہ گری شیشے مین — کی ہے ساقی کے فسون نے پری [illegible]

ضمیر تخلص گنگا داس سال شاگرد شاہ نصیر باشندہ دہلی

رو دلش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے — خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بنا ہون حباب کہ تجھے کچھ ہے خیال — چشم خواب آلود اوسکی فتنہ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مدار بخش اکبر آبادی شاگرد نظیر اکبر آبادی

[illegible] ہے دل آئینہ رو ہو کر تازہ بہار — [illegible] آئینہ ہے [illegible]

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر [illegible] علی باشندہ لکھنؤ شاگرد [illegible] صاحب دیوان گزرے

[illegible] ہے [illegible] حسن [illegible] — [illegible] کمان ہے دل

[illegible] عشق کی اور [illegible] دل — ایک بوسے پر بھی گران ہے دل

[illegible] تخلص [illegible] باشندہ [illegible] میر [illegible]

[illegible] کسی کو گمان [illegible] — جلتے ہیں مثل شمع زبان پر فغان نہیں

صغیری تخلص مرزا عظیم [illegible] باشندہ بنارس [illegible] وارستہ مزاج تھے
[illegible] کی صحبت کی تھی دلی میں انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

[illegible] صغیری کیا کیا نہ جانتے تھے — لیکن مجھے سگ اپنا نہ جانتے تھے

صفو تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھا ہے [illegible] جلوہ [illegible] کو — آگے کیا جانے کہ کیا ہو جائے

عشاق [illegible] جان [illegible] اک نگاہ ہے — اے برق منتظر ہے [illegible] گیا وہ بھی

[illegible] نہیں ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ — [illegible] کے ساتھ شرط ہے [illegible] اک نگاہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد میں سکونت اختیار کی تھی سنہ گیارہ سو
چورانوے ہجری میں فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ سنہ گیارہ سو
چھیانوے ہجری میں عظیم آباد میں بقید حیات تھے

صاف [illegible] جواب صاف تھا — اب جو خیال آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

[illegible] مجھے [illegible] تنگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا [illegible] پھر جانے لگا

[illegible] ہم کو تشنہ جانتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی [illegible]

[illegible] سینہ تفتہ ہوں — ہیں داغ یاس حسرت [illegible]

[illegible] کی [illegible] گزری شب جدائی کی — کہ ضیا اوس سے میرے وصل کا [illegible]

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا [illegible] بخت خاندان تیموریہ سے ہیں

[illegible] کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا [illegible] رہتا ہے

[illegible] سے شاد ہیں — [illegible] ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین نام [illegible] شراب میں سرمست رہتے تھے

ہوں جدا سا یہ سے جو مثل جنون ہے ہم — جب سے راوی کو سنتے ہیں [illegible]

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبرآباد

فرا قند مکرر کا ہے لب ہیں * — نہ ہو بوسوں میں پھر مکرا ہے کچھ مکرر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندۂ دہلی شاگرد امراؤ مرزا انور

ہوا ان تا زدہ کر در تلک آیا نہ جائے گا — بیاں ضعف یہ کہ جان سے جایا نہ جائیگا
مر جائینگے پر انکو بلایا نہ جائے گا — احسان دوستوں کا اٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمود میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد منشی مرتضیٰ کو

بڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا — بگڑ رہا ہے جا کے کہاں دل ہے [illegible]

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبرآبادی

رہیگی یوں ہی اگر دل کو بیقراری رات — خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہیں امید کہ تا صبح اپنی جان بچے — یوں ہی سا ہو رگ دل میں [illegible]

ضیا تخلص حسن جان شاگرد و خلف سید علی جان درخشان باشندۂ لکھنؤ مقیم [illegible]
متعلق گلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو — خدا پر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا — گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا گل ہوا
صنم بے دہن سمجھے ہم کو — یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی حارث علی باشندۂ ڈھاکہ کہ نوکری کرتے ہیں تحریری کا شغل ہے
ایک مثنوی کے بعض بعض داستان ہر اگر چہ کہا نے نفسیت اکی علم شعر سے
نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب دیوان ہیں

رات سیری کی نہیں سنا ہے صحبت کا — دل ہوا عشق بتان میں [illegible]
[illegible] کا کرتا ہے اشارہ کرا دا — ہر دل رفتہ اکی ہم [illegible]
[illegible] ابرو [illegible] — جا سکے پھر [illegible]

ضیا تخلص [illegible] مولوی عالم فارسی میں اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے ایک
اب وہ راز دل ہمارا آشکارا ہو گیا

پاس اسکے کیا دھرا تھا ای فلک جز نقد دل
وہ بھی اس ظالم نیاز ناز خوبان ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور داماد و شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے۔ عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانہ قابل عمل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرماتے کہا گر مشہور ہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشور سخن دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دیتا ہے قلب کاغ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا

یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا

ہو آئینہ تابان مین منعکس جلوہ خدائی کا
نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہی ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم ایکو رہائی کا

مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا

کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

رووف کا وصل ہوی سے مجھے دیتا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا

تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا
کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہان لاتے ہی بندہ نواز
دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم
پر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے
آنا جانا عبد کب ہے جسے ہوا جاسوس کا

جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اوسکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور بیان ہر پیچ مین ہی کے توڑا سانپ کا

زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمند طبع کے فاقہ ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یا دنرگس نے تمام
تکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آپس مین سدا ہو جاتے ہین پیچ بروبر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
توڑ کر گرد لے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے ڈر مین اولجھے دونون گیسو کے سر
ایک من پہ لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اوسکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
فیل گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یاجی کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

وہان رہتا ہے جو ابروئے بت بے پیر کا
اور سے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین ہے گرمی غضب ۔ ہے قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہے شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب نظارہ ہے
دم سے آنکھون پر نکلنا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا

تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھ پر زبون
غم سے قائل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد الم احوال دل کس سے کہون
خلق دربان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

اٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہے یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا	دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا	دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا	غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خلق در بان بہی نہین رکھتا بت بے پیر کا	حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل دو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رنج مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین	حسن ہے جلوہ نما خط ابہی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم	رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بہی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے	زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جینا ہی اب مجھپر زبون	احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بہی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رنج مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے	حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جینا ہے اب مجھپر زبون	رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا	خط ابہی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون	تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھپر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے	رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بہی کئی شعر نکلتے ہین اسکا بسط باعث طول ہوگا

جلوہ ہر صحبت کا ہوتا ہے اسے تعظیم اثر	آج کل رتبہ بڑا ابر حسین سے ہے فقیر کا
رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست	آتی ہے گلہائی نخل آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بہر کے بہرتے ہین یہان ٹھنڈا ہوا	گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلوی دوست
چشم بہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی	مین نے کیونکر وصل دشمن عاجن کو دکہایا روی دوست

لوٹتا ہے کون اِن روزون بہار رنگ دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ دوست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شمع کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دل سے پوچھیے
آنکھون مین کیا تنگ کی چربی ہے چھا گئی
گالیان غیر دنکو اے غیرت شیرین نہ سنا
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہرومہ خدمتِ عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹگیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ملتا ہے کیا کوچے مین دنگی تو جا
رو دیکھے گا ہمے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب او ستمگر دل
وہان کہتا تو خوش میری جان تم میرے لب پر ہے بیان

کسکے ناخن ہین کلید قفل عقدِ موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون ہو گیسوے دوست
گر پڑے چڑھ چڑھ کے مثلِ شانہ گیسوے دوست
کھیل مین معروف ہین جب سے لب ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب ابن طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان سونگھے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی گلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل مین بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا پی لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرونسے ملتا ہے تو کوئی بت ای میری جان	لا نگیگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہو میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبونکے ضیغم کوئی سمجہا ہے جی	سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چہ ساٹھ بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور سے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین سے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فَعِلن فاعلاتن فَعِلن

تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فَعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فَعِلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

تقطیع غیرون سے کر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فَعِلن مستفعلن فَعِلن

تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن اب تو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن

تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے اگر فاعلن تیشے سے ہم مفتعلن توڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن ز و شب اے مرے دل متفاعلاتن

بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن

بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان سے تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن یہ ہے بیان فعولن

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن

بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی سے ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی مفتعلن ئی ہے فصل فاعلاث

بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو فعلن ہو فع

بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیرون سے مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت ا ہو مری فاعلاتن ری جان فعل

بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن

بحر وافر مثمن اعصب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا مفتعلن مہ سے شو مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن سے میرا مفعولن

بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے کو بھی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن

بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین خو مستفعلن بو نکے حنی مفعولن غم کوئی بچ مستفعلن تا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر ریہ مفعولن جو کہون سنے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلان

اس غزل کے شعر سواے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتے ہین عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب ہونچا کر ہاتہ اوس لف کی لٹ چہوڑ دی — ہان جو دیکھی آگ ہے کالی ناگنی جہٹ چہوڑ دی

تو جو مژگان کو جہپک لیتا ہے عیاری سے — جیتا دل کو سمجہا ہے جان کوی آرہی سے

اسقدر بوسے لیئے ہم نے ہجوم شوق مین — تنگ مٹتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

ہو نہ خاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے — کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے

تیغ نکلے جوانی گہٹا جہوم پڑی اور بھی — بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی

ساقی شفق کو دیکہ کے کہتا ہے ناز سے — صہباے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے

بیٹھا ہٹے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن — اے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس جا ان کی بہی الفت کو نہ مین چہوڑونگا — مجہ پہ کرتا ہے ستم ای فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے — آئینہ کو کمال حیرت ہے

جسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ — جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

دشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین	ناقۂ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کب مین شب اوٹھا ہی ماہ رو نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی و ثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے ہے تمتھا ئے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبدالغنی قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندۂ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
علاے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رو نے نے مری مجھکو کیا عشق مین بدنام	اوٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش پہ انگشت

طالب تخلص حافظ شیرازی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معاین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے۔ صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

جیسے نکلنے کوشش کیجے دل دلگیر کو
مین بھی رو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
میری آنکھون سے تو کچھ لعل وگہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک انڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جاکر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا

پھر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھہ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم یار دل صیاد دام مین
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

سنی سے سوم بھلا ہے کہ دی جواب شتاب
اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین

بیگناہون کو قتل کرتا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا اسعد الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان
دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہے زہے قسمت
اگرچہ ہم ہین زندان مین یہ رہتے ہین گلستان مین

رسا وسے نکلتے مین اب آنسو کیا سبب اسکا
مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہین طالب وعدہ رہتا ہے میان تجکو
ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق و حرمان مین
ورسے اوسکے اوٹھو اوٹھائے ہوئے
ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہولی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جاسے گا
تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نجا ئیگا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان آپنے جاے
پر ہاے کوے یار سے جایا نہ جاے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا
یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب
ہے اور مزاج اوس بت عیار کا اب تو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ او اعشوہ و خرام
یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
بس معمور ہے سینہ مرا الفت سے کیونکہ اونکی
شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال سے ہے بادیہ پیما طاہر
ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رو یا مثال ابر بہار
کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید طاہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین مینا
اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہے بنا ہم پہ جو صبا آتی ہے
کوچۂ زلف سے اس شوخ کی کیا آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح باتے ہین پیارے ترے ابرو مین بل
جیسے رہتا ہے عیان کاکل لیلا مین خم

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد شیخ خان فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم — اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل
روز تیرہ دن کا نشانہ کیون نہ بنے — اسقدر رحیاتی لبسان سے لاؤ دل
فتنہ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہی — تم تو وہ ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندہ دہلی مقیم تھانہ محنا۔ صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تغمش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا [illegible] اٹھارہ سو [illegible] عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طا حطی سے لکھتے تھے

رات کو حرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا — آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا
کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اے یار کبھی — میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا
پابند نہین اپنے دو رتبۂ عالی کا — پڑ جائے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا
طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو — امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا
پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ — پھول جڑ جڑ کے سکئے ہم نے سپر مین سوراخ
وہ بولے دیکھکے اس دل کے داغ تازہ و خشک — کہ اس فضا میں نہین کوئی باغ تازہ و خشک
کبھو دل شوریدہ کو ہرگز نہ مرے ساتھہ دفن — کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے — پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقہ در سے
دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب — پنہان ہین مری آہ شرربار کے ڈر سے
تغیر وعدۂ جانان مین سوسو بار ہوتا ہے — کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے — مرغ دل سینے مین طاوس نظر آتا ہے
جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی — کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا احمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی دہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طا رہملہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تا ے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید — آخر دنیا ہے جاے امید
ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری — دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین
جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے — دل بھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین
نہین ممکن ہائی قید سے اوس زلف مشکین کے — قلندر ہوکے مین بھی اوسکی پیچھے سر منڈاتا ہون
کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن — یہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے ق
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے
طپش اب بیچا ہے دل کو اپنے — بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ٹھہرے ق
ہوے ہین خبرو کتنے خریدار — تماشائی ہین جن جن کو نظر سے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — ملے اوسکا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ طرہ ہے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے
کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے
ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے — چھپکے چپکے لیئے کروٹ ہم ادھر رونے لگے
نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے — ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
ہم خوش ہوے سوراخ نکے طرز سے جگر مین — اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے
کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے — اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے
سرخ اسپنے لہو سے ترے دستار کرینگے — آخر کو ہم اک دن ترے سر خون کو مر جائینگے
دیکھینگے جنازے کو روکے گا کوئی کیونکر — اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر پہ کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور

آبرو والے ہون نہ تیز امن ۔ دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہائے بن پنڈت سبع لال باشندۂ مین پوری مقیم محلہ ڈہ

سو کے نصیب کو نہ جگایا حضور نے ۔ آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندھی ہی چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی ۔ نہ مشکلین باندھلی ہین اوسنے ذرہ دین ایمان کی

طرب تخلص دہومی لال برادر زادۂ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا ۔ جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا
ابر و مینائے و جام و ساقی و مطرب ہی طرب ۔ کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا
تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز ۔ آن کر اٹکا تو پائی طوق گردن ہو گیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجون کا نتیجہ ہے مفلسی ۔ خالی رہے ہے پنجہ ہمیشہ چنار کا
قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت ۔ خوف یہ ہے منہ نہ پھر جائے تری تلوار کا
بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت ۔ ہوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
ہوا ہے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے ۔ نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بھی زلف سی تیری ۔ نپٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا
آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز ۔ ازبکہ رو رو تھکا بیٹھ رہا حال دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا تھا ہم نے ورنہ ۔ نے گریہ بے اثر تھا نے نالہ نارسا تھا
اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ بعد وصل ۔ جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجائے وہ تو کام ہمین	اگلی پچھلی حکایتوں سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا۔ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے چشمک زنی نہ کر سے غضب	یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو گئی فرقت جدائی ہو چکی	آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر	مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد الغنی بہادر عرف مرزا اطفل خلف مرزا بابر مرحوم ذو خویش شاہ عالم بادشاہ زہد و ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن دل مین جان وحشت تمنائی ہے	دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

طوطی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلا شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکا نہ کہاتا تھا	چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون یہ گران باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکن

چہرۂ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف	دستۂ سنبل گلشن سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا عطف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرگئے

جب تلک ہشیار تھا وہ پاس مین بیخود رہا	طور گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ آجائین اگر پہلے	یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کے ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے
مرکے جنت مین کبھی نہ جائین گے	رہنے والے ہین کوئے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح بآواز بلند	رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق یمنی کی ہے بہار	تمنے ہاتھون پہ دکھائے ہین چمن پتھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے	خیال عارض روشن سے ہے روشنی دل کا

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندہ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہوگا — ایسی روتی ہین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق تھا دیوان ہے

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے — شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجان صاحب باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر — رہتے ہین ہم گلے سے سر بازار دار

طپش تخلص حسن بابی خلف منشی سبحان علی باشندہ ہاکیشا شاگرد احمد جان حسن آٹھ نو برس ہوئے کلکتے مین کرم حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوئے تھے راقم سے ملاقات نہین ہین

آنکھین غماز ہو گئین ہین طپش — راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظاء معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگھ برہمن باشندہ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلّمی کرتے تھے

دن ہزار و بیٹھ کے گئے لیکن — ہجر کی شب پہاڑ آئی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندہ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان — یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بچے دل وس بت بیداد گر سے کیا ظاہر — کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان — ہین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو سنے خوگر ہم کو — چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گر بے اثر نہ ہوتی — ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ مینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد مینی لال حریف باشندہ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

تیرے عشق مین عزت بالا تھی مفت مین میری گئی ۔ دل سو دردو الم سے [illegible] ہوئی تباہ کبھی طبیعت

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے صد افسوس ۔ مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتا ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زائچۂ حال سیاہ ۔ اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا ۔ بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مے ناب نے ساقی ۔ اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت

ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین ۔ اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوا اے زلف

کشتہ ہون ابروؤن کا جو یاد نہ ہو تمہین ۔ کہہ دون مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ محمد حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ مسند آرائے فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن تحتہ کا پھیلنا ۔ چھوڑو نہ پایچے دم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ بارہ سو اناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان انکے نظر سے گزرے

پھر تلک دست ستم رو ہی ترا قاتل بڑھا ۔ خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

تین گل خوردہ عاشق کو جو کھنا سیے گا ۔ تھان اچھا کوئی گلکاری کا منگوا لیگا

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے ۔ بولا وہ بہ رشک آہ کیا خوب

کھا گئے بجھ مین نہ کیون غصہ دو گز جگر ۔ چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در بعکس

ہم ہنسے شب کو یہ نالان ہیں چلا یا کیسی ۔ کھوکر خرد کے کھتے وہ نا چار کہ بس

تھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار او نکا
ہمیشہ بادہ سے ہین شاعر شراب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ و دلفگار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک
یون تو مت سی ہی الطاف و عنایات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ ای قاصد
کبھی تو آوے ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
لیتے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجلا کے یہ بولے
ہم بتون کے دل کو جذب دل سے کھینچے جاینگے
نہین ستاروں نے یہ چرخ پیر کے جوڑے
وہ بیٹھا کوئی اپنے پاس بیٹھا جبکہ وقت ایسا
مرقن یہ بال ہین یون اس طول کو کاٹے
تم ذکر کرو حضرت دل نالہ و فریاد
کیا کان بھر دیے ہین خدا جانے غیر نے
ظالم ترے جیب رسنے کا عقدہ نہین کھلتا
کیسا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام
وہ دوستی کیونکر اپنا اوسکے جی مین فی الدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین جو
کسیکے دل سے کے پر زرسے کرتے ہو تم بھی پردہ ہین

اسقدر سیر سے نکلے کے وہ ہونی بار کریں
بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ
ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ
لیکن ایسا نہ ہوا جاے ملاقات مین فرق
تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہ مین ہزار زبان
بوسے تو وہ دیتے نہین پر کالی تل چھوڑی ہین
نہ بیہودہ بکو تم ہیا سے بس چلو ہوا کھاؤ
یہ بڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جاینگے
بھری ہو کوڑیون سے اس غنچہ کی جھولی
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی
کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
جا ہو کہ جو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
غصہ مین جو بھرے ہے وہ کافر ہے سراسر
کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
کیا سخت ہے مشکل کہ نہ بیان ضبط نہ دلان
جو عداوت دشمنون کی دوستی مین تھا لدن
ظفر ملاتے ہین جو ان سے ان مین سے نہین
۱۹ نہین بر چالبیا طبیعت کی تم اندر کرتے ہو

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
مجکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
نیست جنس کو دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تمھے تو ہم صوفیونکے بارے اب مین مشہور
اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
وہ کہا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو تیر سے ترچھے دکھلا او کو دنیا یا ہمین
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
سب اونکے نا پسند معنا مین و بستی
نیکی یکر ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
دل رہا ان بوسہ بغیر ابھی بہت میا کند دلن
بل بہلے نفرت کہ ہین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
زبان شمع کو کاٹا ہجو تونے خوب کیا
گالیان دے چکے اب نالہ و زاری تو سنو
لے دو گھا اپنی جان تلک بیچکے تمھین
ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب مئی گلرنگ ہے ساقی
نہ چوکو آج گر سچ کہا ارادہ ہاتھا یا لبی کا
تکیہ دل اب مین چہیک گئے جادو شتہ بنایا ہے
کعبہ کی سمت ہمنے کیا منہ سپلے نماز

ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
جائیو اسکے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
پوچھ کیا دیتے ہین بازار محبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے ۱۷
جوش گریہ نے مرے آنکھونکو سنگھٹ کردیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین تم تے ہم جھوٹ
ہم مین سید سبے سادے ہمسے بات کر سیدی آنکھ
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون
جلد جلد اور بھی تجھے کو سوا بانٹتے ہین
ہوا رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ان
کر دریہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
پیشکو غم مین گلگیر بل گئی تھی کیون
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سنو ہماری تو مسنو
اے نالو ہمت آئے تبعیت اثر تو ہو
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو
دختر رز کے ہے یہ محرم کا نمونہ
کہ اوسنے دست دعا مین آخر بلندی گائی ہے
معلوم کیا ہنے کہ دال مین کالا ہے
برگشتہ بخت اپنی سعی وہیر ہو گئی

خدا بچائے طرز دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو چلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا بیچ
تیر آ کر بغل سے بج گیا تین دن کے بعد
چپ چپ آپس مین کیون ہو نامہ بر دونو لعنت
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکونکے اڑکونکے
مرے مژگان ہی آنسو اسطرح برسون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
جنون پیدا ہو مگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
مین کر دون توبہ کے سے جھوٹ نہ بول
نہ چھیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
نمودار ہوتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ چپکے
سوئین تجھ بن مین سے کیا زیر سر ہم تکیہ ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوسکا فدا اوسکا جور ہے
معشوق کے ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے
کبھی اسنے گے وہ جو یہان سینچے پھر کے
اونکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کہ نہ کیے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین ہو کسی سب مجھے
دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے
ہاے دشمن قریب آ پہنچا
لگ گیا تمکو تو وان تیر لگانا سیکھ مجھ
اچھا اگر دوانے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کر دونو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیے تو مجھکا لکھ دون
ہوئے یہ جو اسلیئے اکھڑ کا جل چراتے ہین
کہ جون برسات کی موسم مین مینہا جون برستے ہین
اسے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو نجومی سا ہمین کوئی کہو
کیسنگے سب بے مروت ہم بھلا لو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونیدو
توبہ کر زاہد اسا ز اللہ
آپ کہتے رہیے یون ہی ہین کیا کیا منہ سے
مین آگے سمجھا کے سیماب مرا آپ سے
کہین ایسا نہ ہو یان بھی وہی کافر صنم نکلے
الہی جان پہ جھولون کے قہر ٹوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
کمر اک زلف ہی کے کھینچنے مین لگ کے دل کھینچا
قد سے کر ہونے لگا لیان چلتے پھرتے
کر سے جاوے سے جواب و سوال دشمن سے

بوسہ لیا جو منہ سے بجز اشتیاق سے
تھے حبیب حیا سے بول اوٹھے وہ پیار سے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے
ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

میں جو کہتا ہوں بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہیں پنجتن و چار یار پاک
قربان ہیں ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کر

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندۂ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد میں محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بسمل دم نکل گیا
نکلی نہ ہائے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ
آوارہ میں گھر میں ہوں مسافر ہوں وطن میں

سامنے اوسکے نکلنے کی نہیں بات ظہور
گھر میں تم بیٹھ کے باتیں ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص حمد جان باشندۂ مرشدآباد دہلی میں تحصیل علم میں مصروف تھے

ہم خاک ہوگئے اوسکی گلی میں رہے تو کیا
باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو
سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان حسن سے معمور ہے
چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتوں پہ تیری سولی ہوئے تھے پر اب یہ لوگ
حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

جبہ سا غیر ہوں ترے در پر
سب ہے یہ کہا مرے مقدر کا

گر آرزو نہ تنگ دہانوں سے بات کی
سب جانتے ہیں غنچہ کے منہ میں زبان نہیں

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی منسا ابن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

ملا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ٭	رہا مین مرنے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ای دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے	کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
بیان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون	وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار	کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جایئے اوس بزم مین ظہیر	حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوچے دشمن سے گزرنا کیا غلط	اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحییٰ ناظم باشندۂ دہلی

بیان حرف موفاؤن کا تمھارے سبیل کر	ہم نے خدا انکو بستہ تم کو کہا نہین ٭
اک دلربا کے کہنے پہ اتنا خفا ہوئے	کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر	اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسطرہ کربلا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کرنین نہین	رکھتے ہین یار لوگ تری این نہین ہے کیا

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عبادالله بلگرامی

بوسہ لیا ہے دزدِ گیسو لگا سے	ہون جرم کا مقر نہین حاجت گلو کی

ظہیر تخلص حافظ معلی بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا	سخت واژون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کیدان وطن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین +

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل — ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل
مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا — کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا — تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ و الم نے چھوڑا — مرکے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تک ہو کر رہگیا — نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا — اگر دیکھتے ہین تو ہم دیکھتے ہین
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو — دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادربخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم — کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر — کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مژہ پر — ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی — پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کیپر — کہ دشمن فوج جون بھاگے ہے میدان سے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا — بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی سیرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترے اک جا نہین آرام کہین | دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
غضب عتاب سے کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے | کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی ابو بی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت قلب مشتاقانہ کہ ہے | کمان کو تیر کو سوفار کو پیکان کو
اگر شکرانہ تو ہوئی تاثیر آہون مین | کلیجہ تھام لیتے ہین وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے | بنادے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر مین بے ساقی و مے جی پہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے سے ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل پہ خیال نگار گزرے ہے | اسی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی تجھکو جستجو ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی بہ عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مراد آباد مین سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کر کے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ | تیر خاکی ہے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ مجھو پہ نہین
نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی ہی اب
کہان سے آگئی ہمین تری رفتار کی تیزی
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین باقی
جھلک کس نگہ مین تم نے مڑ وڑا دیر تک
سخت شرمائی مین آنا نہ سمجھتا تھا انہین
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گا لیان
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
اسے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
نشے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
اسے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پایا
ہم تو دیوانے ہین مجنون کے کہے جاتینگے
نہ تہد وزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ شکل ہے کل اور ہے صورت اپنی
جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم تکتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامانکا
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشنوا رہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بجا کرنا
اب نانا ہے کون بڑا میری بات کا
کہانینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
کیا لطف ہے نے شب کو اوٹھا کے رکھا ہین
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے
پہوین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آجاسے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون — سبزہ گور حیراگاہ غزالان ہوگا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اوسکے روے روشن سے — ہوا دشنے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ پیدا کی — ہوا کو کس قدر رہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جلال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین — چلو صحرا کو دیوانو دم اکتا تا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہی زلفین ہین — دہان زلفین سنورتی ہین جنبش ہوتا ہے یہان دل مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعراے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین — کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ — آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے — مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بچو خلف نوازش علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش — آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ — جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
نازمعشوقانہ سے ہنستا ہے گر اے شوخ تو — غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے — جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو
جا بنے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ

غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم
اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص ام سلمہ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو ہر گھڑی
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم اسنے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا
ساقیا مت شراب ناب چھپا

گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست
پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سر دست

دن تو جون تون کے گذارات پیر آئی سیر پر
آفت تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچتایا بہت
استخوان آیا نظر جب بال اور پر کے تلے

اپنا دیکئے سے چھپتے ہین سو خار ندامت سینے مین
اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگا نا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگا ٥
ہین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجۂ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز و شب یار سے ملا ستکیجے
چین اسیر نہ ہو تو کیا ستکیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

اکھ کیون تونے بھلا ہمسے لڑائی یار سے
بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی یار سے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو سکے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے
دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر سکے ڈھونڈون یہ تیرے مین کہون سپتی تجکا
خوشتر یہ وہین ہے یہ اسے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین
بے نور ہوئین نور نظر تجھسے رِل آنکھین

عاشق تخلص سید اسکم

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میراہ
مجکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندہ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد
کسکو اولجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین
آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت ژو گمبد متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا
بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا
کہان تلک اوسے ہر روز ہم منا ینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر
مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین
پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

روز فراق و جور بتان نالۂ شب
کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گر باغ مین آنے کی خبر ہے / ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیو می پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت / ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

یہ نگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے / نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مرکے پردہ رکھیا عاشق کا یہ اچھا ہوا / دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کہون اندنون / دیتی ہے دم بہار کی آب وہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے نا قبول / تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچا یا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین / نگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حیدر نیشا پوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے / چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے / اگر یہین یہ لکھو لیو اے نامہ بر کمر
بلا جاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین / صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم / عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم / بنگیا ہر دانۂ زنجیر اخگر پاون مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار رہے

جس سے کہ مین پوچھون ہون مزا عشق کا لیکن
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سواے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتبر شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردوان سے غزلین بنا دیتے تھے

کعبهٔ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل
عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل

خضر طریق وفا عیسیِ معجز نما
برقِ تجلی طور طالبِ دیدارِ دل

خاکی و قدسی سرشت نوگلِ باغِ بہشت
آئینهٔ حق نما شمعِ شبِ تارِ دل

نالهٔ قلبِ سقیم گوہرِ اشکِ یتیم
کشتهٔ گلگون قبا بزمِ عزا دارِ دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجہ عاصم خلف خواجہ قاسم ساکن اکبرآباد امراے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اکاسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہووے گزر چمن مین
تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من مین

عاصمی تخلص خواجہ برہان الدین دہلوی خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

ق
چمن کی تخت پر جسدم شہِ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلون کا شور تھا فریادِ غلغل تھا

خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

صاف دل ہونا بہت دشوار ہے
آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے
دیوان مین انتخاب نکلا

مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن
رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمہلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلبدن
اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم
قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندۂ برہان پور دکن

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے بھی دل دیا
سمجھے نہیں ہو بات کہیں اور نظر کہیں

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

میں ترک عشق کروں دے کے جان کو کیونکر
نہ بس میں دل ہے مرا اور نہ اختیار میں ہے

جہان میں یہ ملی کیمیا ہمیں عاصی
کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار میں روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبوں سے اور میں شب بھر
بسان شمع رہا اشکبار صحبت میں

عاصی تخلص منشی جمعیت راے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف
لالہ کیسری داس باشندۂ اوگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا
کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام راے کایتھ مقیم دہلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزرے

آپ ہی تک اپنے ابروے پرخم کو دیکھیے
تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے تنگ
ملو بھرے ہی پانی میں گر پھر اچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن میں ہے نشان عندلیب
شہپر عنقا ہے چوب آشیان عندلیب

ہے گلستان جہان میں عاقل شیرین سخن
مصفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی بیان کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتی نہیں
واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادۂ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندۂ
ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ میں دندان ہیں یہ
غنچۂ گل میں مسلسل دانۂ شبنم نہیں

کیا عجب گلزیر آتش بار شاخ گل کی طرح
ہاتھ میں تیرے ہوا رشک بہاران سر

عالی تخلص خواجۂ عبد اللہ عرف بھوجی خلف عبد الشکور شاگرد خواجۂ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے یاس ادب کوسون پھرا ہون دور کا / تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا
نہ فقط اپنا آسیا سا سر گردش مین ہے / ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عزالدین ثابت و عبدالرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ / سو دم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا
آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر / پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابوالمعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہیں موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے / آکے ہمارے نور نظر نے پردے مین کھولا ہین آنکھین
خانہ خراب ہوا اس چاہت کا دن کو دیکھین خواب مین جسکو / آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تم نے لگائین آنکھین

عالی جاہ خلف ارشد نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے / شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرا وہ حنائی دکھا کے ہاتھ / ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ
مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف / پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پہ چلا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او نا رہے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن / خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح
محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے / پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ
تصویر نے جو میری کا خاک پیرہن / بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبید تخلص عبداللہ دکھنی مصنف مثنوی درد المجالس معاصر میر درد و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا / دوا پذیر نہیں درد آشنائی کا

عبد تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کے ملاقاتی ہین

شوخیِ رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین — خون عاشق سے وہ پنجۂ رنگین ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی — کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندۂ دہلی مقیم رام پور شاگرد نواب محبت خان پسر حافظ رحمت خان کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گذرے

بیتاب کوئی تھے نہین سیاب کے مانند — پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو — آ جائے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

سمجھیے مین فن مین ہون وہ ہے کوئی یار نہ تھا — میرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہا سے — ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف رائے ہیرا لال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

رو سیاہی گوا و رسوائی عشق مین ہم نے بہت — لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوی زلف یار — لڑتے ہین بات بات مین الجھ ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک سے شیشہ جگر چشم ہے پیمانہ بنے — دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انہون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے — بند منی مین دستار کی جا پٹیان بالا سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دوش پر — تلوار سے کھینچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف قمر و کرتے ہین تاثیر گلے مین
اڑجاتے ہین کانٹے دم تقریر گلے مین

گلگیر نے کاٹ کر سر شمع
پروانے سے شب چلی کٹی کی

دنیا مین نگران ہے عدم مین عذاب ہے
ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا
شرم آتی ہے انھین شرمائین کیا

زخم خندان کا تو روتا ہی تھا
چارہ گر ہم کو ہم ہنسوائین کیا

ایک عکس روے رنگین سو بہار
پھول تیرے ہاتھ مین کھلائین کیا

قبر عاشق محفل دشمن نہین
بیجا نا لحد پر آئین کیا

شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی
دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا کی

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچھ دھوم سنتے روز جزا کی

مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط
عدو کھولین گرہ بند قبا کی

نگاہ ناز و دشمن دوا سے قسمت
غضب اوٹھی تیغ ہم پر چلا کی

تبسم سے تمھارے بلبلون مین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

فراست طبعی ہے سوداؤن کی
مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا
نہال شوق سینچا ہمنے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابرو کمان بالای سر
ہو سپر داغ جنون شاید بیابان بالای سر

یہ خال نہین ابرو خدار کے نیچے
زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے

لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے
دہان تنگ اوسکا غنچۂ تصویر گویا ہے

صفائے تن سے یہ عالم ہے شبخوابی دوپٹہ کا
کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے / کیا پھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا
کیون توڑتے ہو تم خلش داغ محبت / اتنا بھی تو چھوڑا نہین کانٹا مرے دل کا
لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون / اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا کیا آنکھین / لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندۂ دکھن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہو عبث اے گلرو / ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آئی ہے

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدر آباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا / سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیرون کا / جدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیرون کا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو / جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس لٹ مین پھرتے پیچ کھاتا تھا / بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے / کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون / زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ / یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے / عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے / کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر خیالی سے

جو دیکھا و لٹتا ہے دہ ہے تیر ہوائی ۔ جو سانس کہ چلتے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے ۔ عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیخ عاشق صاحب دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین ۔ کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا ۔ مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا
فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی ۔ یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا
نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا ۔ بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہو گی
آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار ۔ نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی
کرین سوال نکیرین کسی سے بعد فنا ۔ بدن مزار مین ہے روح کوی یار مین ہے
عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز ۔ پیالہ ہاتھ مین مینا سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ کشن لال باشندۂ شاہجہانپور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہی شام جدائی مین اپنے کام ۔ ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہزادہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا ۔ ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

تکمیل مضمون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل و جگر رگ سنگ

جو الٰہی سخت دلونکے منہ سے خالی ہنسی
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ

ترکانون پر بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی ہم

باغ مین فصل بہار کی خوشی ہے تو یہ سب ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی بستی
آرزو لائے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے

مرتے ہین ہنگ وہان پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے

کاندھا دینا ہے پڑا لاشہ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے

حشر ہو جائے لپٹ جائے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز رائٹر بلہتہ آفس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جس مولد و مسکن و جائے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے بنایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوئے وہ کب محتاج نہیں آب حیوان کا

نہین ہے خانہ آرا نشین شمشیر رویون کی
سمندر آب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا

گمان شمع میرے خون کے فوارے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر عریان کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور چین ماہ و شمس
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوس شوخ پر جفا کسی کا جو آئے دل
صدمے ہزار اگر جہاں مین اوٹھائے دل

جاہ غم مین دل ڈالو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم

یارب کھلی سحر کی ساعتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چھٹکے ہین سحر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خواہ وہ اٹھے جیسے تھا آج
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہوا در قیامت ہو

رہون مین سایۂ داما ن پاک لطف احد مین
سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑیے
شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے مین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے مین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

شمع پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو ہے سخت جگا دیا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے
یہ خواب مین ہے یا کہ اون زلفون مین شانا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر خنجر بران سے جدا ہوتا ہے
مجھ پہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیرہ ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ گیا اوس سے ہمکو تھا انکار
عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکہ تمنا کو مٹا دون ظالم
اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج فہمیون سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی باری
خاک ہوکر جو رہی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

توجو تیغہ کو ادھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فریدآباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

یا سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
یا گزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک کا ر خون سے کرون ربط او عشق — وہ دل نہین وہ داغ نہین وہ جگر نہین
سنئے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام — کوئی علاج زخم دل اسے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کایتھہ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی — غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے — بس یہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا
لیتے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے — اے عزیز اوس مفت بر سے کسطرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین اُنسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہوگا مآل کار — بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جاے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سے کیا کرین — سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین — تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جاے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولاد مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کردیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عس تخلص بدر الدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون سبے اوٹھے چلا تھا کیا جھگڑا رات کو — کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ کل رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

رونے رونے نہ رہا نام کو نم چشمون مین — آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے — زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا ہمین ضرر نہین — نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دبیر کی راہ ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

آمدِ گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرسبز خط سے اور ہوا حسن یار کا آخر خزاں نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندہ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رنگی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوٹ ڈالوان چشم تر ہو خون نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت کچھ بس نہ چلا دیدہ سے آنسو نکل آئے

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

سختِ دل کو ملکے تلوون سے کہ قاتل ہے یوان لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا ورنہ دامن تک پہونچنا ترے مشکل دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہِ قہر نے ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی او تر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرہ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پہ تڑپتا ہے اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدہ و دل جو گھر کے دانہ کیے حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم خاک مین آپ کو ملا دیکھا

دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانماں کر چکا ہوں میں برباد	تو بھی وہ سیر سے گھر نہیں آیا
مہربانی کرو تو عیب نہیں	کام تو اب پیام سے گزرا
ہنسنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے میں	عمر کیوں کھوتے ہو اے دیدۂ تر رونے میں
کیا کیا جفائیں ظالم ہم نے تری سہی ہیں	لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاہ ولی خان متوطن مئو مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق میں غوطے کھائے	کہیں ڈوبے کہیں اوچھلے کہیں جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بساں مردمک چشم جو ہیں اہل نظر	قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے باہر
جو صاف طبع ہیں وہ ہرزہ گرد کب ہوویں	کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ میں اے مردم	ہر ایک اشک کا منکا ہے ہم کو سومن کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا	کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا
لیا جو ایک میں بوسہ تو کہا اے یار ہوا	خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
زنجیر بپا دست بسر داغ بدل ہائے	اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت
کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند	فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پر خون میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز	ایک جا جمع ہیں یہاں آتش و سیماب ہنوز
دل بیشمار تو نے چرائے ہیں زلف یار	لیوینگے بال بال کا تجھ سے حساب ہم
سبزۂ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں	جو خدا نے لکھ دیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کرو گے	ہم کون ہیں صاحب کہ ہمیں یاد کرو گے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر جائیں ہمیں اپنی تو آئینہ وار چشم	قسمت میں کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
واں بر سر فنا ہیں رندان بادہ نوش	اے محتسب نہ جا تو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا — ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے
دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن — یہان بہار ایک ہی جھونکے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندۂ لکھنو
صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین — داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین — کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا احمد علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے یون لگا ہوں اوس گلبدن کے پاؤن — جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوچہ کی یہ ہے گلبہ کوئی سر دروان ہے — دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بکھرے نہین اے جان تمہارے سر پر — آتش حسن جبین سے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جا کے لگے صحرا کو اگر — ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشقی کی عمر کن مانئے ہمین برا لگ گیا — اچھا نہین دماغ یہ اچھا نہین دماغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہو گیا — اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنو شاگرد محمد علیخان

للہ الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا — دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہیدی کا ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن تشبیہ مین — منہ مین اوسکے زبان سرہا کی سے ہے
ہنس رہے ہین کہ سے جو ترت پہ — اونہین پر ہنسنے جان فدا کی سے ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا
وغلام حیدر مجیب راقم سے ملاقاتی ہین

نہ سمجھے اوج کی گردش سے آسمان پستی دکھاتی ہے — رہا زیر فلک جو کوئی بالا سے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ بے تابیر ہے
اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا سنہ ۱۲۲۱
بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس کا گذر
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو بارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو گور سواد وطن ہے ہونہ ربط
کیا آئنہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین درد منصیر
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئنہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ شل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ کیمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے واہ

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے / بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

ہیچ نگہ مین نہین اسکے بجز جلوۂ یار / جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

غضنفر تخلص مرزا ... عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا / اک چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی محمد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صغیر بلبل و صحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم / گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم
کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح / غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون / لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا اعلیٰ قلی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ صاحب دیوان گذرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین / بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مرادآباد

دہیان مین لاتے ہین جب اوسکی نیلی گات ہم / مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہات ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان ملیان دہلوی انکا مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کے دوستون مین سے ہین ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری مین مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا / پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو / پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت یار ہم نہین / اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

بیت گر نہیں اللہ کو عاشق کی پسند
جاری دیوانوں پہ کیوں شرع کے احکام نہیں

تجھے غنیمت علی آدمی موجود کو
دل سے کرے دریغ نہ رفت کو اور بود کو

تو مجھ سے صاف ہے تو مراد اپنے آئینہ
لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ

کیونکر نہ اکتساب ستم ہو قلب ماہیت
دیکھو جلا سے ہوتی ہے سیل سے آئینہ

خاک پائے بتان سیمین تن
کم نہیں ہے الوپ انجن سے

تلاطم میں ہمیشہ کشتی عمر رواں دیکھی
حباب سے ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل

زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہیں
نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اب وہ طاقت علی

اے علی کیوں نہ ہو امید قوی بخشش کی
کرنی اپنا کریم اور خدا عادل سے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم مرے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ موضوعات سماعی سکے ہند میں یادگار ہے

دم توڑتے ہیں اپنا شب ہجر میں ہمدم
نہ رہ سکے جو دھیان آتا ہو اوسے تسکین کا

کر لیتے ہیں تکلیف بھی غربت کی گوارا
یاد آتا ہے جو ظلم ہمیں اہل وطن کا

کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس میں تسکین
شیرین ہے حسن تو بھی لعاب اوسکی دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی
عاشقوں پہ اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتوں سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا دلے
ہم ترے عشق میں نہ بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے ہوا دشمن طوفان
اسکا انجام نہیں دیدۂ پر نم اچھا

کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا
کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا

دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری
اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد برات راہ مدینہ منورہ میں راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازون نے ۔ شوق مین دید کے باہر نکل آئین آنکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد میر ... نیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رخ بحساب مین روح ۔ بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سے رخ کے ہو کو ۔ عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی ۔ رو لاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر قبیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پہرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا ۔ دہیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو تجکو علی احمد آج ۔ یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق ۔ دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ابکی اچھے نہین ہونے کے علیل ۔ صحت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم ملیابرج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا ۔ موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا ۔ مجھسے تقریر بلا ہیش خدا کیا ہوگی
بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر ۔ اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین ۔ اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم ۔ عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ صیار رام کشمیری برادر راجہ دیا رام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی — کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچیگا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر — برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو — کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو — جمع کر کیا اجاڑ ڈالوگے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہین

ہو رنگین دلان سے ہون مین شہید — میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ کے جو بیٹھا — تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالا گوبند سنگہ دہلوی مصنف نقرۂ نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل انِدنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک — جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین — وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر — وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو — صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ مے زیر بغل — نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

اٹڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے — ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں دم فراق میں تیری مرو لیئے — ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد جلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا — شعلۂ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا — ہنسے کہد و جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر — [illegible] ان جھڑین نہ رخ آتشین سی کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع [illegible] پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش — کہوں کیونکر اثر نالۂ شبگیر نہیں

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب [illegible] مرزا عرف مرزا سنجیا بوری مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل میں — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل میں
کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو — اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل میں

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص انسے لکھنؤ میں ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ — کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ — ستمے ظلم جوری کرتے ہیں مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا — مری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش اداؤں کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے — جب وہ روٹھیں پاؤں پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہرا مین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ تیرے وصل میں ہونگے — نہیں وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھنگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرۂ پر نور کو — اکر تک شب تا سحر سمجھا ہوں چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین — مین بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی — ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائو — دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ و ناز سے کیجے مجھے شہید — کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ — جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق — اس دل پہ گمان لوگو کا کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون آفتین — پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک
افشاے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو — سو بیجا بیان ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگھ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ جیتے تھا زمین پر شور محشر کا — بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم — کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکت الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین — کہہ دیا ہمنے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا — بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ اقرابت دار قاضی امین اللہ جلجوی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل
کیا فائدہ جو دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین

ڈہالے ہین سانچے مین صانع نے تمہاری ہاتھ پاؤن
ہین خوش اسلوب او نازک واہ وا رے ہاتھ دان

عمیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین بلہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا
عشق ہے اوسکو کسکے غنچہ کا

شب فرقت شب مصیبت ہے
روز ہجران ہے روز محشر کا

عمیش تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندۂ گڑہی میر نعیم خان متعلق لکہنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکہا ہے شعر اچہا کہتے ہین

شمع سان رکہتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم
سر بہی کٹجا سے تو ہٹتے نہین زنہار قدم

وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے
باغ مین رکہتے ہین ہم ہونک کی ہر بار قدم

یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بہرتا
رکہتے ہین جیسے عصا ٹیککے بیمار قدم

کشاکش یاد گیسو مین عیان تہی ہر رگ تن سے
بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجہن سے

نظر آتے ہین صحرا ے جنون کے رنگ گلشن سے
عجب وحشت نمایان ہے گلون کی چاک دامن سے

اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچہے
چراغ آسا مری تصویر جل اوٹہتی ہے روغن سے

دکہا دو تم جو جنس کعبۂ رخ دیر مین جا کر
صدا آتکبیر کی پیدا ہو نا قوس برہمن سے

عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا
صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عمیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچہ دور نہین غیر سے چہیکر جو وہ آئین
بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا

کسکی قسمت کا خدا جانے ستارہ الجہا
ہاہر و آپ کہان رات کو مہمان رہے

سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چہٹا
ہتکڑی ہاتہ مین ہے پاؤن مین زنجیر ہی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکہنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بہی لکہا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچہے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرو نکا ہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی رگڑ
برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈوبین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تیری
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین

تن تنہا سبادا اسنزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پرخون کا حال
اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلا ئی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نہین مژدہ سے دیوانو مقرر سیر بہارائی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمۂ لیلاوتی مدرسۂ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جبتلک جیتے رہے جاری رہے انجھو نپٹ
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیرو وال ضلع امرت سر

مضطر تو کوئی شئے نہین بسمل کے برابر
پر اوسمین تڑپ کب ہے مرے دل کی برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ سے جینا ہے یہان جی دہی در ماتم
عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب	غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مرجائے یا جئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنؤ ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل	نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نواسنج چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو	برنگ شعلہ گروہ جانتے آتش زبان مجھکو
یادگیسو مین اولجھتا ہے سرشام سے دل	رات کیا آتی ہے اک سر یہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے	بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا	دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل	جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب	ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مرنجاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پانو کا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہوا جب غم سے یون بےحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا

دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا

مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

تا کرے نہ غمازی کرلیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے
بےسبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا ‌ ‌ ‌ کہتے ہین ہم تجھکو منہ دکھلائین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ ‌ ‌ ‌ جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے ‌ ‌ ‌ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین ‌ ‌ ‌ اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی ‌ ‌ ‌ کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے ‌ ‌ ‌ فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات ‌ ‌ ‌ دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جاے ‌ ‌ ‌ جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہان اور
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے ‌ ‌ ‌ کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملین گے ‌ ‌ ‌ کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے ‌ ‌ ‌ ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے ‌ ‌ ‌ بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ‌ ‌ ‌ خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک
لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے ‌ ‌ ‌ غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین ‌ ‌ ‌ ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو ‌ ‌ ‌ جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مہربان ہوکے بلالو مجھے چاہو جسوقت ‌ ‌ ‌ مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نسکون
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے ‌ ‌ ‌ بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نسکون
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ ‌ ‌ ‌ کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکون
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین ‌ ‌ ‌ ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز ‌ ‌ ‌ نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
مست مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین ‌ ‌ ‌ ہین جمع سویدائے دل چشم مین آہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاے ‌ ‌ ‌ ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین

۲۰

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ❊
مجہ تک کب اونکے بزم مین آتا تہا دور جام
لاکہون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
غالب چہٹی شراب پر اب بہی کبہی کبہی
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
ہے کیا جو کسکے باندہیے میری بلا ڈرے
ذکر میرا بہ بدی بہی اوسے منظور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
کیون گردش مدام سے گہبرا نہ جای دل
یارب زمانہ مجہ کو مٹاتا ہے کس لیے
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹجاتا ہے رنج
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش
اس سادگی پہ کون نہ مرجاے ای خدا
دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون
حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین
وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار
جانا کہ کیجیے تغافل کہ کچہ امید بہی ہو

ہمکو جینے کی بہی امید نہین
ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین
لاکہون بناو ایک بگڑنا عتاب مین
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین
ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین
مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین
صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بہی نہین
لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیون
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جائے کیون
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا کہ یون
دکہتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہمکو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید | مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو
کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی | بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو
غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے | نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو | یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے
مرے دل مین ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران | خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی
غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو | وہ سنکر بلا لین یہ اجارا نہین کرتے
کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا | بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے
لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر | ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے | کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے | بے نیازی تری عادت ہی سہی
صحبت مین غیر کے نہ پڑی ہو کہین یہ خو | دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین | بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدے وفا کیے
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے | گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائی ہے
نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے | کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جاتا ہے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با اینہمہ | ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
مارا زمانے نے اسد اللہ خان تمھین | وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی
ہو چکین غالب بلائین سب تمام | ایک مرگ ناگہانی اور ہے
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب | شرم تم کو مگر نہین آتی
ہمکو اونسے وفا کی ہے امید | جو نہین جانتے وفا کیا ہے
مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب | مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین | اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے
کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر | اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے
اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب | ہم بھی گئے وان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
عشق نے غالب نکما کر دیا
کب وہ سنتا ہے کہانی میری
قدر سنگ سرہ رکھتا ہون
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کر دیا ضعف نے عاجز غالب
اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاون پھول گئے
در پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی

کہ مرے عدد کو یارب ملے میری زندگانی
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے
اور پھر وہ بھی زبانی میری
سخت ارزان ہے گرانی میری
کھل گئی ہیچمدانی میری
تنگ بیری سے ہے جوانی میری
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
شوق فضول و جرات رندانہ چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاون داب تو دے
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ اوے اور آے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہوگئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہوگئے

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خون چکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمھارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کیلیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آے
اوٹھا اور اوٹھ کے قدم مین نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے	نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے	دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے	کرو تا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی جھجر

کام تو سو طرح نکل آئے	کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے سنہ ۱۲۱ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آئینہ سے ہمیشہ دو چار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر	دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر	عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	یہان تلک روئے کہ اونکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی تبریز ورا کھو

جان بلب ہین تری اس تبسم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپیوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چیند رنگر عرف فرانسڈ انکا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گذرا

آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین	پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و سنگے — دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارون کے
خنجر مژگان کی دکھلا آج برّانی مجھے — آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب میسر ہو اگر — آستان سرورِ عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مرادآباد شاگرد محمد عسکری کے

وہ گھر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے — کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے — رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گذرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا — سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا
عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ — توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ
عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اسے آئینہ رو — بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق — ہم تو غربت کے اسی بات سے دیوانے ہوئے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب — وہ درد نہین جسکے طبیبو کسے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش دردِ انتظار آوے — ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل نہ جو یہ داغ ہے غریب — حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو — دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسے و جام آب حیات — لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی علی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آیا | میرے دل کو بھی سرور اے بت خودکام آیا

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرات شعر اونکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا | کر دے معاف کوئی کسی کا کہا سنا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند | تو دم مردن کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا

تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا | آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر | ششدر سا رہ گیا مین کلیجا سنبھال کر

تصویر مین ہو اوس سے دو بدو ہم | کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون | تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

دن کو فرصت نہین تو آئے پیاری شب کو | ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ | لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ

واے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے | ہاے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے

جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین | جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے

غفلت تخلص نام آخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرازی طالب وخواہرزادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے اونکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

کرتا تھا یہی تیشہ فرہاد کئی دن سے | لو سو رہو جاگے ہو فرہاد کئی دن سے

ق

سکندر آئے زمین ناپنے جو تا لب گور | صدا یہ کان مین آئی وہان تربت سے

بس اب نہ کیجیے کام درس سے پیمائش | بیان کی ہوگی مساحت جریب قامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجائے غفور کچھ نہ آفت | تم گھر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس صبح بصورت کے ۔ نہ لین و اللہ تا روز قیامت ودسحر کروٹ
خط دے کہ نہ دے گوش بر آوازہین قاصد ۔ مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے ۔ پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کیور تھلہ راجہ نہال سنگہ طوطی تخلص

گورا غلامی کھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج ۔ سُن لیجیے گا گور مین تیرے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراھیم ذوق

جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر ۔ سر پہ رورو کے گھر اوٹھاتے ہین
آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر جو امید ۔ اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکہا

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے ۔ سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے
غم ترے اتنے تغافل سے سوا جاتا ہے ۔ تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ ۔ سنگدل کا فرپے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے مخمور ہین آنکھین ۔ اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگہ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرہ مے مین ہم سے مسافی ہو درگذر ۔ ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے
صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے ۔ ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس کجکلاہ کا — لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی جاہ کا

وصل کی شب گزر گئی پل مین — رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ

تمکین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا — آخر اوس شوخ نے جلا مارا

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین — حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے — نگین مٹا ہے کندا حرف بھی نگینے سے

گو سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون — جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

تمکین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رام پور صدر الصدور مراداباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے — کہا یہ رندون سے تبھی سلام شیشے کا

بندے کو طلب ہووے تو سرکار مین آوے — خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

تمکین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رام پور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مرگیا — ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

آتے ذرا اور تو مرہی چلے تھے ہم — تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین

کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب — کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا — برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر جس پہ دم خشم بریدہ لنگ — سیان بیٹھنے پہ گاہ بھی بیکار نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تیور
الله نے بنائے ہین ترے نور کے تیور
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر
یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تیور

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگیا تیغ بڑا عاشق شیدا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل
لٹ گیا مین محل بادشہ تھا دل مین
کشتی مے سے مرا پار لگا دے بیڑا
آسکے یارب دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جا جموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد تعیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا
موزون کیے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان
چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین
ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے
تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے
اگر گل تجھ تلک ہو پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھینگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام
کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر
دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجیے پہ کیا کہین
سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا
آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل
جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر
رہ گیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے — یہان شرم سے آنکے نہیں اور نئے گھر آئے
کیا چین سے جا قبر مین آرام کرونگا — دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھو — پاؤن مرکر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم موزمہ صاحب کمال تھے

ممکن نہیں کہ حرف قضا ہو جبین سے دور — جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات — بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہے — تا کہ کچھ کہہ نسکون لب پہ رکھائی تیزی

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نوروز علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محبوب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم منکوحۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہائے بوستان ہے — دو دن کے بعد ہونگے نالے ترے باثر
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے — کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
اکبین سے ہے مجھکو عشق ای بت خوبرو تو — مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا — بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکۂ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل — یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فایز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اترولی ضلع علیگڈھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لاثانی تھر تھرا بے اوسکے جا ر دن رہی ڈر کے ہاتھ پاؤن

فایز تخلص منشی سنجا در سنگہ خلف ...... واس متوطن دہلی سر رشتہ دار خوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فایز ہو قسمت کا ستارا اوج پر وصل کا اوس مہ لقانے رات کو وعدہ کیا

ہزار قامت رعنا کی پائمال اوسنے نہ یہ خیال کہان سرو جویبار مین ہے

فایز تخلص محمد عابد خان باشندہ قلعہ نو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی خیال دے نہ دینا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

فایز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن شبروار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے مجھے آہ سوزان کا دھوان اک سائبان ہوجائیگا

خیر ہے فایز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے کوبکو کسواسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فایز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون سے یہ آیا جو دھیان بس ہلال عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فایق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

مینا سے جو محفل زندان مین تو پیجے ہم ہین اگر پیجے تو ہمارا لہو پیجے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخبر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا سچ ہے اون کے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا ... گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنو مین تھے

گذرینگے دن جو یون ہی دو چار رکے رکے ‌ ‌ اگر گر پڑینگے سقف و دیوار رونے رونے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئیے ‌ ‌ ٹک خدا سے ڈرتے اِن وضعونکی بلادت چھوڑئیے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے ‌ ‌ کوئی شفیق اگر گھر سے کان ہونٹھون پر
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا ‌ ‌ پڑے ہین چھالے جو اسے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زین ‌ ‌ جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا ‌ ‌ اپنے جامے مین وہ پھولون کہ سماهی نہ سکون

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا پیارے رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے ‌ ‌ پہونچیگی خاک میری دعا اسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو ‌ ‌ اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا ‌ ‌ کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے ہین اور مجھسے وہ باہم رہا ‌ ‌ ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین عملی کرتے تھے صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ ‌ ‌ تو اشک بیان تک اوڈے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون دہلوی باشندۂ لکھنؤ

غیر کی اٹھنے لی خوشی اور ہمین خفا کیا ‌ ‌ خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین ‌ ‌ ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل
نہین کہاتا وہ قسم عنبر کے گر جانے کی

وہان ہمکنار غیر سلے وہ رشک ماہ ہے
ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم ہر شب رہے

نہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ سے
ترے فراق مین اے یار ہم رہے ترسے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشدآباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا
رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا

گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا
خنجر نگہ چشم سے لب آب لما

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضیٰ قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تہی

آپ جائین کہان تری گلی سے
جون نقش قدم تمکین رہے ہم

تو بات بات مین ہوتا ہے تجھسے آزردہ
یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری بابین

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے
تو نہ بولا کر اسے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین پیاسے
اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین پیاسے

فدا تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوسسے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا
تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا
پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفیٰ خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالا کو سر
تو نہ رکھنا پھول اور غنچہ دہان بالا سے سر

کیون نہ ہو عضو تیرا ابروئے بحر حسن
ہین اگر تلوے صدف تو مین گھر کی ایڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر
جب سے دیکھین اہو فدا او س فتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص سیر فدا حسین باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل
آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

فدوی تخلص ٹکنہ لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے توکرے وار فلک پر
چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز
ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے
موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوئے
پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پر آب ہے اور بس یہ جگر جلتا ہے
کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے
نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے ✤

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا
اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا

یار ہم سے جو سدا مین یہ جبین رہتا ہے
نہین معلوم کہ کیسی ہمیش ابی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا مجھو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ کھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہو سکے ہین وردمند جدا	گو کرے کوئی بند بند جدا
ہر طرح ہم اوسکے ہین دل وجان سے فدوی	وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش
عاشق کی کچھ نہین ہے دل وجان سوا بساط	اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط
گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم	نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم
غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم	مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم
چشم بد دور عجب آنکھین ہین	قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین
وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان	وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان
کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے	زندگانی عذاب ہے تجھ بن
حیران سحر سامری ہے اوسکے دوبرو	جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی
یارب ہو غیرونکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو	تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ واہ
اپنے فدوی کو ستانا بسبب کچھ خوب ہے	کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ واہ
ٹک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے	عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
زر دیدہ نگہ سے تری بندہ کیا مجھ کو	اس آن کے اس غضب کو اس انداز کے صدقے
دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران	تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام پاوے دل	پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی	ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روتے ہیا تنک جام کو	تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز منتسب بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق	باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تکلم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل ‏— ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
رونا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے ‏— دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منّا جان

محو نظارہ ہے اسے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ ‏— چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد ‏— یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال ‏— پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے ‏— ہو بو قلمون تیر پر رنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا ‏— عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو دور سراے ناصح ہے گردش پیمانہ ‏— پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیرونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین ‏— کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر اچھا خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی ‏— کہ میر امانت کو کچھ خود بخود یاد دیر کرتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین اے سبک — نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا مینا کہ چشم یہ کرتا تری نگاہ — ساغر کو دیکھا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا — کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا

بیابان تلک ہون سبک روِ رہ عدم مین فراق — قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

ترسین ہم اور رہا سے آئینہ تری لو لی بہار — سعی بخت افسوس قسمت برے طالع یا نصیب

نوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم — سر کو کبھو قدمون سے اوٹھا نہ سکی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین — بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیو نکے خاطر تو اب اے رحمت جان — یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پہ — ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ تک سونے دیگر — نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دیگر

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکے دست ہم — اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین چپکی بھی کیا نہ لون — پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

آنکھون مین پھر رہا ہے اوی سرو ناز تک — دامن اوٹھاکے چلنا ترا انگلیون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب ونیز بیان — مرنے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین — رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم — تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور بادفروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے — گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا — دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص امید علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے — قیامت ہے ترے قامت سی پیاری
رلا جسکو تلوؤن سے نرگس سمجھکر — سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

ہوا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ سے — افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماورا النہر مولد فرخ آباد ۱۱۹۱ھ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا — نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو سبب ہے گلشن مین وہ خدا جانے — دہان یار کے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر — بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام — آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کس طرح سے بولی ہے — ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن — دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہان کا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے — دیکھینگے غیر مجھکو اور ہائے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدارناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت۔

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے — پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کر ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو نامہ بر کو کیا قتل ور مجھے — ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کہ اب شام ہی سے آج — ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین غریزو — پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار جب تک جواب خط آوے — اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا ناز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار — سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سبے بدری داس خلف جو سبے گنج لال شاگرد اندر من فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا — باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم — اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل
قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر بہر زر — ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر تجھ سے ہو کیون ای مہوشان ناآشنا — مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر — ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے — عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا ہیان تک مجھے — نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسفزئی باشندہ ... ضلع مظفر پور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی — عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پہ تیرے اسے مت نوخیز کیا — ادبھرا ادبھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا — دین و مذہب کہو ن کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار نے کیا

وہان چھاتی سے ہے گدرائی نہ ہو کیونکر بیان کھٹکا
درخت بار ور مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ نیا ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون سا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دلمین اور لب پہ نہین ہے

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو
تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
بہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون تیر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
مفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین
کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین

اک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی ہی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین ہائے دل

سنکی ہے جب سے یار نے انکھیلیکی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا کیا ہو فروغ روشن | گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس | سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین | لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا | نہین ہے تن مین ہمارے یہ ہی حباب ہین وہ
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو | تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھ پہ پڑتی ہے یارب سب کی آنکھ | چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین | ملنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے | دل صاف ہوگیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا | بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدہ وصل | پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا | یہ سوچیے تو کہ مجھکو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو | باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے | دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر ہے ہمراہ جا بجا | تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شبِ وصال بھی انکار ہے اوسے ۔۔۔ کہتا ہے میرے پاؤن سے تو کچھ کنارہ باہم

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن وعشق دل حسن دوست کو ۔۔۔ لطفی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص بیر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے جا بجے سے وہ بت رام کیا ہو ۔۔۔ خدا کا گر نہو فرہاد جب ؟

فریاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے واے جذب عشق مرے دل ہی مین رہا ۔۔۔ نالہ او لجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا
قفس کو نالہ بلبل سے اسیر درد کرتے ہین ۔۔۔ صبا کے پاؤن مین زنجیر بوئے گل سے ہم کرتے ہین

فریاد تخلص مرزا مغل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے الہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا ۔۔۔ بچۂ زاغ سے یہ حافظ قرآن دیکھا
میکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے ۔۔۔ خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالا سے

فریاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

مین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے ۔۔۔ گوشہ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا ۔۔۔ کوئی نہین غمگسار دل کا

فریاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی علیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مراد ون یہ یار کا جوبن ۔۔۔ قدم قدم یہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا کریم بخش نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رو لاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا ۔۔۔ اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمھارا

کیون دوست اوٹھالاے تجھے کوچہ سے اوسکی کوجان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے نبچے ہونا جو تھا یہین وہم رفتار ہوگیا

فصاد تخلص بوچجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہمین پینے سے کیا کام ہے ساقی سے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امراؤ حسین ظفر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال بے کمالی مین بہی افسوس کہ کامل ہوا
[…] دیکھے گا جس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل پچتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین تم مین دو وصف ہین بدخو بہی ہو مغرور بہی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشدآباد مین نشو و نما پائی تہی وہین انتقال کیا

تحفۂ نسخۂ تپ ہجران کے لیے رو و دہن قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دیجیے ہاتھ چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاون

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف تھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھرا آنکھین

فضل تخلص فضل علی خان لکھنوی نواب مرشدآباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑہتے تھے دہلی کو بہی گئے تھے کلکتے مین بہی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس مرا معمور ہے صبح محشر بہی مجھے شام شب دیجور ہے

او دی مستی وہ او سکے کہ سینے پہ حرف ہی
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندۂ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کو لیو
گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کے لیو

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دہلوی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو
پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل
روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکۂ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے
گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا

سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا
پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا

ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا
کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا

گیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان
یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا

بے سبب شمع کب جلے ہے فغان
لطف سوز و گداز مین پایا

ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین
تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پہ

پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف
ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف

کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین
زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین

خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین
لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین

مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ
بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے — اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے — انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان — تیر خالی پڑا انشا نے سے
دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میرے پاس آگر آتا ہے خوب — دیکھ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن مین جبین سے ابروے خمدار مین — آگیا بل انڈون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر وہ ہان کہے نہ سوالِ وصال پر — مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب
نقش قدم کی شکل ہمین پایمال مین — یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہون مین دیوانہ کسی رشکِ قمر کا دہر — طوق گردن چاہیے بن جای ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے — خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ امین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب عظیم الدولہ
دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا — اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے — رد نہ کیجیے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر — سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین سے تھے کبت دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف — ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صحیح تشعیل

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب — عینک سے ہے دو چند ضیاء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر — نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز تیرے کوچے کی باشندونکی — ناد کرنے سے گرا ونکے گلے بیٹھ گئے
ہے غرض دید سے یہان کام تکلف ہی نہین — خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتارپور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کشاکش یہ کون اٹھائے — فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس بھا ئین وہ جان جہان نہ تھا — چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین — وہ خود نما جہان مین کہیئے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم سے ملاقاتون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد — مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہ ہین نہ شنید — منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا ممتن نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری — ہم خانہ بدوش اور ہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند — کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا — مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے	یعنی مجھے کسو واسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری	شاید بیچارہ بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورت برگ خزان خشک ہوا جاتا ہوں	دیکھنا جا کے زمین کا سُن بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین *

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار	وہ دُرِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے	اشرفی خانم کو منگی جا کے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بیکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو خجل شام اودھ اور بنارس کی سحر	کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سنتا نہین ہزار کی فصل بہار مین	پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت سے	دیکھ لیتا ہون رخ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹکتے ہین	خیال اسے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار سیکڑے مین نہ بستر لگا سکے	ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگا سکے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دل مضطر نہین ہے قابو مین	ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شور محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم	کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آنکے کرتا ہون ناحق تیکا ہیز — میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا — یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے — آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈھ تخلص یہ آہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر — چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دوری مین اوس مسیح کی اولٹی ہوئی ہر سانس — مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل — خسخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑی نیجۂ قتل نے غضب کیا — شانے سے اوس پری کے ہوئی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی — ہے برق جان حزین طور نسکر اسکے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین — پہروں حیران رہا کیجیے گا
تا بکے نالۂ و افغان سے فہمی — کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
شہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا — دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
دل سے بگڑ گئی ورنہ — دل مین کیون کچہ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک حیا نے پردہ دری — راز میرا ترا چھپا نہ رہا

تبون سے کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ | چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
اودہر ہو جل کے جگر خاک ادہر نہ ہو تا تیسر | ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم
کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب | گر تم نہین مسیح تو بیمار بھی نہین
چشمان نیم وا تری اے مست خواب ناز | گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بھی نہین
تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی | کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین
کسی کے غم مین مرگیا ہون مین | اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر | فہمی اب نام کو رہا ہون مین
بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے کبھی تو حاصل | اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ | اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ
جو اوس نے پوچھے غیرون سے کیون ہے لطف و کرم | تو ہنس کے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی اپنے دوا کیجے کچھ خبر بھی ہے | آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو
حورون ہی سے لگائینگے دل کو کسیطرح | کوچہ تمہارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے | گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے
وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت | جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر | لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف | رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی
اللہ ری اپنی بیکسی ہے | رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
چہرے کی بلائین لے رہی ہے | کاکل تری میری مدعی ہے
سر پہ ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی | جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے دراز کاکلون پر | فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج سمتھر
بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ وہ چونک اوٹھینگے یار | ساتھ فتنہ گرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر / سیر ارقیب یار کا ہمراہ ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منور ی نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط / تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
نجد تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے / اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون واعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن / دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے / دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیرون سے اونھین رہتی ہی صحبت / کہدو کوئی جا کر کہ یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا / ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع رزین کو اوٹھا دو / ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض حزین کے / سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانئے کیا تھا / کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین / برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم / داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹے مینے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر — دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم — دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے تجربن — موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون — کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پہ اشک کو لیجائیگی تحریک آہ — یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نکیاشی سے — تیرے زخمون نے عبث اوس پہ تشکر خندکیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس — ذکر ہو موقوف تیرا اگر یہ دم بھر ٹوٹ جاے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی — وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جاے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن — آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفریاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہین — درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے — ستم اس سے زیادہ کیا ہوگا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا — کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے — ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر — نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا — بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان
ہو ویگا آخر کو یہ دریا روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش بحیثیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان شنا راقم کے ملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین دیکھی عیان بالاے سر
نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا اسد علی ولد مرزا اہنجگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل ہمین لوٹ کے لے جائیں یون نہ دین
وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند و بست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح
دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو
تو تو پیاسا ہی ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین
ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی
ہم نے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

جبین ابرو نے خوب روک دیا
تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے
کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے
ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے
جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگار فتہ ہو کر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کر کے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوے

تھی بات ہنسی کی یہ نہین جان یہ قاسم — لب اونکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عمدہ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کین خوبون سے زیست کر کے اوٹھ گیا قاسم — ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بشر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردے مین نہان — دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہو کر
ایک بوسے کے عوض دین و دنیا کھونگا کن — بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین
رخ دکھا دیجیے کوئی بات سنا دیجیے کہ ہین — کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری — پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی کے — اسیر دلکا تمھارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم — علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو ہان ہوئی تو جینگے نہین تو جان گئی — ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق — ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی سنہ ۱۸۶۳ء اٹھارہ سو ترسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان یہ تم پر — اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار ہے تشریف لائیے — آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی زلفین تری اس چاند سے منہ پر — قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش قسمت سے ہون سخت حیران اے فلک — رزق بے منت سے قابل سا نہین خوب

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانے گا کہ تقدیر خدا انھی مین نہ تھا

شنکھ و دستک کی صدا سے نکلے نہ تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین وفا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین
پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرۂ شعرای ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا
زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئیگا

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہون میسر تو کیا کرین ہم
پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے قاسم
سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لگتا تھا

یہ کہئیے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف
اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا قسمت
ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم
کہ شب نہ تھی کاکل جانان سے موبمو گستاخ

سراسر قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک
ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ

ہین رو سیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم
اے وائے کہ تسخیر بھی نہین خانۂ نگین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ
لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم درد رنج محنت آفت ستم جفا مت
فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز کیا تون

کہان تک قاسم نہ روک آنسوؤن کو
یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلمانو اوسے پروا ہو کیا اچھے عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاسم تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

سخن شیریں

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا ۔ سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابروسے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز ۔ نیم نظارہ پہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا ۔ یوسف کے مقابل تری تصویر کرو نہیں
صبا چمن میں شہید لب یار دفن میں کیا ۔ ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
برم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے ۔ موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

فاطر تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرا ۔ یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہیں صنم ۔ پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو میں ہون مجبور گرانجانی سے ۔ روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا میں تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا ۔ دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی ۔ مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بدھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین گو رہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہیں دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے ۔ مکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے ۔ کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کا حرف
نام گل مشق یہان تک کیئے ماشاء اللہ ۔ خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کا حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک در اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو ۔ کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قائم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

رو رہے نصیب ہوتے ہیں گو حرم میں تیرے دلدار ہم ۔ ہو کہیں قسمت کہ دیکھیں اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
سو بارے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا

کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

تا بفلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچہ اللہ کا ڈر کر گیا

غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
کچہ قصر دل نہین کہ بنایا نہ جاے گا

لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا

نہ وعدہ اوسکے ساتہ نہ پیغام کیا کہون
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا

کچہ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر

گر زیست ہے تجھہ تلک تو پھر کیا
صدقے ترے مرہی جائینگے ہم

دو جہان جو ملے تو بس ہے ہمین
یہان کچہ اتنی تو احتیاج نہین

جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
ہنسکے کہنے لگے کہ یاد نہین

مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین

کہتا ہے آینہ کہ سب تجھسا ہی ایک اور
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرون

قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہے ربط
کیا شکوہ تم سے رو دیے اپنے نصیب کو

مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اتنی رہے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
نجھے کچہ اور ارادہ نہین خدا کرے

نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد
معلوم ہو کسطرح سے تجھے چاہ کسی کی

گو بغل میں تو کہے گا نہیں میرے تو کیا — ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکہنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنو خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتے مین آ گئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو چھیاسی ہجری مین لکھنو مین جا کر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف — دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرعۂ تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا — وائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول
(۱۲۸۶ ہجری)
کرتے ہین سرسبز چوب خشک کو جانباز عشق — کسقدر منصور سے فہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند — دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری مین ہے ثابت قدم اپنا بعد مردن بھی — بنے گا اسکے پر دو تیرے کوچے مین غبار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان — میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان سے زبس کو سوا تلک — شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوی دوست
برق کیونکر نہ ہو خاموش گلوں کی آگے — نہین زیبا ہے تہی دست کو زردار سے بحث
یہ سرخ پوشی مرے قتل کی خوشی کی ہے — نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون مثال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن — تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو بجائے شب معراج کی رات — لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب الہ آبادی مین بھر گر کوئی شعر انکا دہلویون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ — ایسے جلین گے ہم کہ نہوگا دھوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا — یون روز سیاہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی — حالت بہت بری ہے دلِ بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین — فیضِ دمِ مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا — کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال ابن شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گذرا کوئی غزل نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کیا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ — جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مرکے سامنے
جب وہین مین مرگیا اوسنے کہا سچا ہے یہ — انکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی تذکرہ کرنیوالے سے تھے شعرگوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے سنہ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ بہار و صدائے سحاب ہے — اے بادہ کش مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرسنہ ہے درد خمار قدرت — منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو نہ ہوگا
ہوا ہے اوسکے سگ مین گرد دم اٹھا — ترسے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے سے لے کاغذ — سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی — کیا ہمت آسمان زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہے
افسردہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ ہیجان سینے سے
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے

سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے
تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے

لب جان بخش کی یاد وسکے جو پڑی ہے اک دھوم
لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے

کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا دار دنسے کاوش ہے مدام
ہر طپش بیان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ
گر صدائے چنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ ہیان سے کر گئے
ق
اب وداع تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سر زمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل ادھر صدای کوس ہے

صبح سے تا شام چلیا ہوئے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
ق
چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے

لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان
باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے حجت مسیح اگر طایر حنا
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ اجمل
الہ آبادی سیر الکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین
کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین

تری بلائین نہ لین یا ؤن بھی نہین داب
یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفر باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکہ یہین نہ شل حنا عاشقون کے دل	زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار دل	جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
پیچ مین آ نو چکے اور بلا کیا ہو گی	اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہو گی
سکینہ اس سے بنے گا کہ سنے کی مسجد	دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے	کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی	اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام مولوی

حد مین سے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا	ہو سر دیوان یہ مصرع تد بسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ	چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر سخ

کب سے آنکھین تمنین تکین ذوق جراحت مین اور دیگر	ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار	سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل	بر آئے ایک عمر کی سب آرزوے دل
ہم پر تو کرا نکھو نسے جی غصہ کی نظر سے	پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھین

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادرزادہ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتارا سبکدوش کر دیا	سر پر ہمارے قبر مین وزر کفن کے پاؤن

قربان تخلص میر مہدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد حکیم ثنا اللہ خان فراق

سنتے ہم کو نہین یون سمجھے ہو سر پہ نہ تھا لو
مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور

کیون نہ اک شکر سے یہان اٹھا صد جان ادہم
دست بستہ عجز جیسے جہان استادہ ہو

کسکی برگشتہ تمکا ہون مین بیمار کہ آہ
ہیان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر الٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے
کیا پھونک دیا تو نے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالو نہ دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کے پیکان کو
اگر آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے ہو وفا یا بے وفا ہو
غرض ہو تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا احمد اندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسۂ لب ہی کھڑا کوئی
دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے
میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے

الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے
نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندۂ لکھنو شاگرد و ہمشیرزادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین بعض شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

اداسے دیکھو جاتا ہے گلا دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بد ڈھب ہے
تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

نہ ورند ہون کہ مجھے بیکلی ہی وحشت ہے
ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا

بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا اے قلق انصاف
بتوں سے حشر میں ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرفِ خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمیں آزاد کیا

حسرتِ قتل ہے نے جان سے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن میں ہوں آنکھیں نہ بند کر صیاد
عذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو سے جان ہے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیر دنکو لگا لیتی ہیں
خوب سیکھی ہیں لگاوٹ کے اشارے آنکھیں

ہو سکتا ہی نہیں ہے تیر نگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھوں میں دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبا کے ہونٹھ

دونوں کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہے گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چلبلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتیں بناۓ لاکھ وہ شیخی بگھارے

کہاں تک ایڑیاں رگڑیں گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھا تے لیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہیں کہ سے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہیں گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہاۓ
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان نہ مجھ سے ہو کہ جو مہربان نہیں

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر شمو میاں صاحب دیوان ہیں

ہجوم آپ کے در پر ہے دادخواہوں کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگیں نگاہوں کا

گناہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ سیم ٹکڑے داماں و گریباں کے ہوئے
کوستے ہیں میری جان کو بخیہ گر اکتا گیا

بیہوشی میں کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو کرو ہوش میں منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہیں رہی — مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی — اگ نیا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے — کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھتے ہی تھمے گا اشک ناصح — رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کا اے غیرت چمن — پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب [illegible] امجد علیشاہ بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی استاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے مین اپنی آنکھون سے — لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا — عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب — دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب — صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین — زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو ترے بار محبت — کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے — دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا بمقصد نکلنے کا مین نے زندان سے — قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت — ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین فقیر کے — خلوت مین لیکن اوس سے نکلنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے — کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض
دھیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبرآبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر
یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا

کسکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم
ہزاروں آفتین ہین ایک ہم ہین کہ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون
ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ وزاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑہا خط مین تو یون کہنے لگے
چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان جہان

نالان ہے قمر وار غم عشق سے وہ بھی
کب ہرزہ دراؤن یہ کھلا راز جرس کا

نہ آئی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے
قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

بعد مدت خط لکھا ہے یار نوخط نے مجھے
تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا
آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا

تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی
پردۂ رو سے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا
پھیلاے کب تلک رہون اے قمر انتظار ہم

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا
نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھادے
موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہون غم ہجران سے جسکے خار پہلو مین   کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے   خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین
حال کھلتا نہین کچھ چین بہ جبین ہونیکا   کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کچھ لگتی ہے بری   فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیرالدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

کھو دیا غم فراق نے دل سے جہان کا غم   غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان بتونکا رہا مجھے   مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہتے کے مین بیحد تھے کہ گھبرا گیا   سانس الٹی ہاے یہ کیون نوجوان لینے لگا
جلا سے آئنہ ہوتی ہے خاک سے فولاد   صفا بھی چاہیئے ہو دل مین جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو   نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم   آ نہین سکتے تمہارے دھیان مین
اے بتو جو چاہو اب کر لو ستم   ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
بر پڑ کے پاؤن مجھکو اٹھاتے ہین ناشناس   پھر ایسے قدردان ملین گے کہان مجھے
کھنچے تھے تم کمان آئے کہان سے   کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم   مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھیڑا اونکو کیونکہ لگا اب تو میلا دل   اوس شوخ بے نظیر سے ہر فن شریر ہے

پہنا کر وہ نیجو ڑے بال اپنے طشت مین — آتے نے اسنے طشت ٹک گوہر بنوا دیکھو تو ہے جاے

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا نہور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کہیو اوس شمع رو کے بزم مین — غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہوگیا

جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے — دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہوگیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس — بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے ای ظالم — ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج بھر راحت ضرور ای دل — وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر — رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مضطر — پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن پہ ابروئے خمدار پر — جم گیا ہے خون کا قطرۂ تیغ جوہر دار پر

قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین — اور دونی ہوگئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا — مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین — بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا — ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون دیکھا ای قوس — لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح — ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین

ہوویا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو — مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمہارے حسن نے سب کو تو گمراہ کر ڈالا — یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو

زانوئے دلدار اور تصویر پشت آئینہ — واہ واری واہ واہ تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ — پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آئینہ

زانوئے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ — بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا معتبر آینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہوکر آینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسسے تو منہکر کہا
منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھاکر آینہ

جو بات سچ ہے کہدون مین منہ پر ہزار کے
گو رنگ فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوسکی شعلہ رو کی ہے ولیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آے تو مرقد پہ آچکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑہا چکے

ہوئے پامال لاکھون اسکی ادا سے
سبھلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

ٹہرے چتون مین ہے گر موئے میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دہوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا بہار کی

چلتا ہے رک رک کے کن اٹکھیلیونکی چال
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین سناتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنؤ شاگرد ناسخ

پیالی ٹرے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہاے عشق
ہو آخرش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندۂ کاکوری

ہمرا ہی کیون نہ ہو ہمارے اوسکی قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندۂ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیلیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

ہو کرتے تھے تیر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا — اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امراؤ علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہوئے ہو سیارے جاتے بلا تمھاری — کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہو نہین
رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری ہین — بھلا دین وہ ہمین یہ پھر بڑی لب السی یاری ہین
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے — آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے
پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

وچیان کرتا ہون مین جو باتون کو اوسکی اے قیس — فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا محمد نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے — آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندۂ قصبہ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

یہ ڈھنگ ہین برے بخدا چھوڑو میری جان — نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کی نام سے — کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھرتا رہا مرتے مرتے — جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین
غیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو — اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام مین طلسم جہان کھل گیا تمام — حاصل تھا ہمکو مرتبہ جم تمام شب
یا رب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل — محرم سے اوسکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد نجم بخت بہادر ابن مرزا احبا نذار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی شمشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے روکا سر پر
تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو اوٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس قیصر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا
کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین

تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش
اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہوا تم پر مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا
سفید ہو گئے مثل کفن فرار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر مو شگافی کا
مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی ہیچ از الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہدا اپنی
لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رکھی گل پر نہین کاظم یہ سحر کو
پھوٹا ہے کوئی آبلۂ دل کا پھپھولا

اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین رکھین
اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترنے پایا
بیڑی پڑے پاؤن مین شہری ہوا سودا مجکو

کافر تخلص سید علی نقی سامر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتوں کے دلین کدورتین ہین
مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین

کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی
کافر ان انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ اکر اسکو چلے جا بیٹھے اک دن کافی
قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش بریں ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

آپ کے فضل کا امت آپ شفیع روز قیامت
ہین ہمہ احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

مظہر رحمت مصدر رافت مخزن شفقت معدن رافت
ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب
ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

بہر شفاے درد معصیت اور بہر رنج و ذلت
کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر شہزادہ مرزا رحیم الدین حیا

بوچ کر بر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین
تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی بہار آئی ہے خدا خیر کرے
دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کاکل

فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل
ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبیر باشندہ ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دل کی شہادت کی خبر
خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبدالرؤف شعور اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض
اوسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین ۔ ہمنے درگاہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین ۔ دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمسے کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز ۔ کہ پیر مغان آشنا ہو گیا
یاد آتا کسی کے کاکل کا ۔ تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

میٹ پھر دیکھا سر راہ اوسنے ۔ لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

ق
مژگان سے گر کہے دل ابرو گری ہر ٹکڑے ۔ یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی ۔ تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھنگلی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین ۔ بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم و خطا ہوتے ہین قتل ۔ چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونرنگ کا
نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بے تائید غیر ۔ دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ
بے علم جو مجھی لی تری زلف دوتا کی ۔ مشکین مری بند ہوا ہے بان مین خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آ گئے وہ گیسوے عنبر فشان ۔ سورہ واللیل پڑھتا ہون پئے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا ۔ یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر مگر
گھبر ترڑپے ہین جدا اکا فرجدا اترسا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلائے گا
آخرش وزرخدا اک روز باندھا جائے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد ہی رو رو
تیشہ کو لگا سرپہ تو پچتائے گا آخر

بھرگئے زخم جگر جب ہاشب سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہوگئی اللہ رے تاثیر زلف

وہ ہی زنجیر دن مین کس پیچ جکڑی مین دلبا
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واؤنگری شاگرد ذوق اسٹایر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزار دن بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہی دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہی کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدر آباد مین رہے
آخر الامر دلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترانا خوردہ ہمارتنگ سے کیا کیا تڑپا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری سے نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وائے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا راز
رو کنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزوئے نشو و نما رکھتا ہی

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی سے ایمالی ہے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار
کلکٹری فرخ آباد

کو ہتے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو قطرہ زن برہبار ی ابر نوبہار

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہیں زیست — ہم سانپ نہیں ہین کہ جیئے چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر دیر و جانے کی کریم — زیر دیوار سے جانا لہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر دامن پکڑنے آئیگا — مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا — تجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے ترے بلبلون کو شیون تھا — بہار ہوتی تھی رخصت اداس گلشن تھا

گلشن تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے — یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروی خمدار پہ یار — کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے — بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم تر آب مین دریا — کسی نے دیکھا ہے اشک حباب مین دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق — رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین
تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہے برسات — ہے مرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے — خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

ہین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا
عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا
کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکستِ شیشۂ دل کچھ نہ کیا اور کام
مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر سمائے خیال
اکثر ہے یہ کہ سرو لبِ جو نظر پڑا
مین کودکے دیوار گیا یار کے گھر اور
بیکار رہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب
چال صاحب نے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے
سوراخ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت
یون جھانکنے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین ترے دل تیغ و شتاب کا
قالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ ہجر اسی رات
مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور جگر دتی سنگھ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے
خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے
شیدائی ہین دیوانے ہین اپنے دل و جان سے

کوثر تخلص کپتان پلٹن شاہی لکھنو مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزری

جب کہ اوس رشک قمر کے مانگ مین [illegible]
ہوگیا سب کو ستارون کا گمان بالاے سر
معروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک
ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین
کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین
دم نہ مارے جو بہے خنجر الفت سے لہو
ہے یہ ہمت بخدا عاشقِ دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری نے شکل دکھلائی ہمین … جاگ او تجھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی … اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہوا اندنون

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے … حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے

نامہ بر کوچہ دلبر مین گر ایسا ہو جائے … فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

کیا ہی کشش ہے کوچہ دلبر کی خاک مین … بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا … الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا بان صاحب زمیندار ڈھاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۸۱ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین … سورج مکھی کا پھول ہے شاخ سمن مین ہے

کیا کہون موج غم عشق مین دلکا احوال … تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین بھی

کوچہ یار جو یاد آئے گا کوثر پس مرگ … دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین بھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوئے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دلی مین حضرت سلطان المشایخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین پھپھولے ہین … کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

پروردہ کنار محبت ہے لخت دل … یون خاک پر نہ او مژہ خون چکان گرا

اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب ہائے … بلبل ادھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنو مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آ بنا پیام جان مخزون اوس سے کہہ دینا … کر اے بے رحم گر موقوف اب تجھے امتحان اپنا

جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس دم آنکھون مین … ق … جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفی تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہیں شعر انکے اچھیے ہوتے ہیں

اک آہ سے تو میری بے چین ہوئے تم	کہیئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا
یارب سبیل رکھکر پیر مغان کیا ہے	اللہ بیتے جاؤ پیا سو ثواب ہو گا
بیہوش گل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم	پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا
یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے	جو محتسب سے بھی ٹوٹے تو جام بھر لینا
کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر	بشیشۂ جام جھلک جاتا ہے مملو ہو کر
وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے	جو نگی بھی اب نہین ہے سلیمان کی گور پر
کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے	کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین
بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون	شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ	آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو پہ قاتل کو مین پہچانتا ہون	میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن
ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے	خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گذرے

لگا ئیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین	سیہ زنبور کا ہو جائیگا انداز آنکھون مین
یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین	کہ آسمان ہے بشکل حباب آنکھون مین
وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین	برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ
اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نہ پایا	حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مرے دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن نسبت وحیار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر	ارمان ظلم ہاے مرے دلمین رہ گیا

حرف گاف فارسی

گ

گرداب تخلص رام جیون

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ
گھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص شنکے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کیجیے دوا اسکے
دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص نام مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

ایڑیاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے
ہے جدائی اک بلا دکھتے ہیں سارے ہاتھ پاؤں
چاہ میں اک بت ہرجائی کے
در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا انباز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکھن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جسوقت کہ گلشن میں خراماں
کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات
جان بلب چھوڑ کے کر جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں جب یار کی طرف
لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سج بنا
تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
میں یہاں تک اشک پونچھا آستیں سے
کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے تجھے یا رب
کیوں زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہیں
سیل گریہ سے ہم تا کمر ڈوب گئے
اسقدر روئے کہ ہم آنسو میں کمر ڈوب گئے

گریاں تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرہ اکبر علی برجیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن میں لگائے گل نرگس
در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریاں تخلص میر حسام الدین عرف بچو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے
جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گریاں تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا
کنا لا طور اوسنے زور یہ صاحب سلامت کا

[illegible]

جی لگا ہوا تھا سمجھ ہوئیگی فرصت حاصل
یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان طلش

مرجان کا تحمل ڈوب گیا بحر شرم مین
مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار سرخ
عشق ہے دل کو نگاہ دیدۂ مخمور سے
ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو
جو ترے مست ہین ہستی ہین وہ ہشیار دن

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علیخان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل
اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین
وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے
غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین ہے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کلم سخن سے لیجئے تقریر بول اوٹھے
ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جانتی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر
ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر
لو لگا کس دسے جلتی صورت پروانہ شمع
دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن لکھنو شاگرد خواجۂ وزیر لکھنو کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا
دردِ سر کسکا بیان سر ہی گیا
وہ ایسا نہین جیب رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ دو کا ہی ہوا ۔ توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا ۔ نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم ۔ بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر ۔ آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا ۔ ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا ۔ حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت ۔ کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شب وصال مین کیا یار سے دوچار نہین ۔ رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر ۔ گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین ۔ ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا ۔ کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو تیشہ مین نہین

زاہدو جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب ۔ دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حال عاشق و معشوق ہے ایک ۔ سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن مظفر الدولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا ۔ ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جائے یہ از خود ۔ گر مرغ دل ان مٹھیون کے جال مین پھڑکا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا ۔ اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صدائے دل

دیکھا جو روئے یار کو تسکین ہوگئی ۔ آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روائے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی ۔ آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

رباعی

اک دن تہ خاک ہمکو جانا ہوگا	اور تہ مین کفن کے منہ چھپانا ہوگا
ایسے سو دینگے ہم وہان اے لائق	جانا ہوگا کہین نہ آنا ہوگا

لسان میر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو مجھسے مرا یار یہ خدا نکرے	خدا کسی کے تئین یار سے جدا نکرے

لطافت تخلص سید حسن ولد و شاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہوکر جو کبھی یار مین تڑپا ٹھہرا	رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق مین مانند سکندر گمراہ	کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین	زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب
جگ ہنسایا [illegible] حسینون کا [illegible] کرتا ہے	اے پری [illegible] مرے گھر کو پرستان پہنچے

لطف تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار رہے صاحب گلشن بہار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلط ڈالی ہے

نہ پہونچی تشنگی سے لب تک دعا وگرنہ	در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کیجو انصاف [illegible] مین شانہ سمجھکر شانہ	لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا
ہوگئی [illegible] اپنی وہ زلف پریشان	ورنہ دل تجھسے کو دیتا کبھی دیوانہ تھا
سالی [illegible] سے خمو [illegible] منہ سے کہا بار	احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
[illegible] دل زار نہ دیکھا نہ سنا	سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
[illegible] چھیڑ شب وصل مین سو بار	پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تئین سحر ہی جانو	گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہین معلوم
اپنا تو [illegible] فی سے بس کام ہو گیا	گر اور طرح اوسکی ہو جو لی ساتھ گئی

لطف تخلص لطف علی خان باشندۂ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبیا

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین گزرا

اچھا نہ ہو یا رب کبھی بیمار محمد	کم ہو نہ کبھی خواہش دیدار محمد
مومن ہوا جسنے کیا اقرار محمد	کافر ہوا جسنے کیا انکار محمد
ہے سر مین ازل سے مرے سودا اے محمد	ہے دل مین خیال رخ زیبا اے محمد
ہے شوق فزاے دل وجان روے محمد	رو سے دل وجان کیون نہ ہمی ہو محمد

لطیف تخلص میر شمس الدین صورتی مقیم لکھنؤ

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جو لطف تنہا	جو ہے دل ہو مرا وہی جدا تا ہے مجھے
گھر بنتا بیٹھ رہا اس بے خفا ہو تو لطیف	کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی باشندہ دہلی شاگرد میر درد وجوانی شاعری مین اچھا دخل رکھتے تھے

روتے ہین شیخ و برہمن بھی دلکو ہاتھون	کب نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا
بنتا ہے درد درد ہو دل ناتوان مین	کیونکر اثر نہ ہو دو ہماری زبان مین
دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے	تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطیف تخلص حفیظ اللہ باشندہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

وہ پڑھ کے ستہ کو نہ ... مین ...	ہر چند خط مین حرف شکایت مین نہین

لطیف تخلص ... باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی ... برس کا عرصہ ہوا کہ فوت کی

کوئی کہتا تھا قصہ مجنون کا	مین اوسے اپنا ماجرا سمجھا

لطیف تخلص لالہ شیو سہاے خلف لالہ دیبی پرشاد باشندہ فرخ آباد

دیدۂ عشق کا ... سنتا کیسی بات	ناصح کی پند خاک اوسے سود مند ہے

لطیف تخلص منشی عبد الحق خلف منشی شرافت اللہ باشندہ کمرلہ مدت تک لکھنؤ مین تھے وسط بارہ برس ہوئے وہانسے پھر آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین اشعار انکے عاشقانہ ہوتے ہین

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا
کہان سے تیری محبت مین کہان آیا

[illegible] شر ہے قیامت کا میرے نالوئ مین
زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

نگہت تخلص محمد شبیر خان برادر عم زاد و شاگرد مستقیم خان وحشت

[illegible] ہاسے ہم سے یہ تاثیر زلف کی
پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر [illegible]

نعلین تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمہارے ادھر سے ادھر گئے
تم نے نہ پوچھا آ کے کہان اور کدھر گئے

نیشت تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

[illegible] پیدا جب وہ تند خو ہو جائیگا
حشر برپا دس گھڑی پھر چار سو ہو جائیگا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگھ کہین برادر مرزا [illegible] علی مہر تخلص باشندۂ لکھنؤ مقیم اکبر آباد و شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان [illegible]

[illegible] سے جو اوٹھائے یہ اختیار مین روح
تیرے کب جسم نہ دیکھی کبھی قرار مین روح

[illegible] ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
رہیگی تا بقیامت غم فشار مین [illegible]

[illegible] مین کہتا ہون کہ اب جان مرے جاتی [illegible]
ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا [illegible]

[illegible] نیا وعدہ ہے ہر سفر نیا عذر
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن [illegible] شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

[illegible] بن کے جو ہے وہ بت بیباک [illegible]
گل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو ناک [illegible]

[illegible] سہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری
قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

[illegible] تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

[illegible] مین لا سکے مجھکو یہ [illegible] سر گیسو
اسے [illegible] دیکھ تو جیسے سے اوٹھا کر گیسو

[illegible] تخلص فخر الدین خان دہلوی [illegible] خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ انکھی بھی ملی فرصت کہ اوٹھکر ناگہتے پانی — ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا
ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل — بلا سے کربلا مین پڑگیا دل

ماہر تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا نور آور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ — قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہوگیا
ناصح کی بات سننے کا تسکو بہان دماغ — تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہوگیا
اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین — اک پارسا سنا ہے کہ میخوار ہوگیا
ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف — کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا
ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے ہاے — نہین ہے [illegible] کہ ملو مسکرانے کا
جو اشارا تھا حریفون سے سو ہے تیرے قتل کا — ترک چشم یار تھا [illegible] پر مشہیا
بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے — ان پہ کس کافر کی [illegible] نگہ کا وار تھا
خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا — کہ دلمین [illegible] آ ہی رہ رہ کے بیقراری
کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین تھا بتکدہ — اہل حق [illegible] مین زاہد [illegible]
وصل کی رات ہر اک بات پہ تنہ پھیر کے وہ — بے مزہ یون ہین کہ گویا نہین [illegible]
زرگرا سے ہے اک عالم در پر ترے جبین کو — کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو
جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے — [illegible]
ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد — گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان [illegible]
اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے راہ — کسقدر سہل ہوا [illegible]
باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام — پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان
مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین شراب — رکھتا [illegible] شیخ [illegible]
لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین — توبہ [illegible]
ایا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم — ہو [illegible]

مائل تخلص میر محمدی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم [illegible] شاہ عالم [illegible]

مرشد آباد مین سکونت کی تہی

کیا کہون مین تجہسے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان مین بہار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندۂ لکہنؤ مقیم موچی کہولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بہیجے تہے

دیکہ لینے دو اثر بہی نالۂ و فریاد کا
حوصلہ یہ بہی نکل جائے دل ناشاد کا

ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا
خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مری دل سے

پاس سیر ابہی ہے اونکو پاس سوائی بہی ہے
منہ چہپا کر آئے ہین لاشہ اوٹہانیکے لیے

مائل تخلص مرزا اقا در بیگ باشندۂ بریلی

دماغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکہن کی سیر بہی کی تہی

جب تری بندگی مین آ لے ہین
سب خدائی کو بہول جاتے ہین

آتا ہے دمبدم بہی رونا بیان مجہے
پہینکا فلک نے ہائے کہان سے کہان مجہے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکہنوی شاگرد جرات

سکے کا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو
اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا

پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا
مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا

یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے
بالا ہے نہ ہیکل ہے تنبد اہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف
لاکہ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکہنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا
جسم بہر مین ہے فقط عضو ار آنکہ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح
اپنا پتہر سے دبا ہے ہاتہ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کنبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل بھرا مجھ سے میرے دلبر کا — تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ جیندی سہاے باشندۂ پرتاب گڈھ سررشتہ دار سررشتۂ اکابری الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہ گیر نہین — پاے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یارب — یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مردانعلیخان خلف نواب محمد ملیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس سامہ رسودا نواب برہان الملک او صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے
صاحب دیوان و تذکرۂ اردو و فارسی گزری

بیطرح جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا — نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس کی تب آنکھون مین — نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے — سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغون سے اب آگ لگی ہے — جی کیونکہ نبچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت — چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مبتہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا — نکل کے آنکھون سے آنسو نے پاترا کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹیگی تمام عمر — کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو — توڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکلا صنم نے تو کعبہ گیا — مبین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین ادھر پانون دھر — غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے — کئے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کو سمجھا کے

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاعری اور تیر اندازی میں
اتحاد وخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف ہو حال پریشان میرا ۔۔۔ دل ہے سودے مین ترے بی سر سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ
فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر والطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور ۔۔۔ اے کبوتر آ بنا لے سر پہ میرے آشیان
دل وجان دین وایمان دست نگر سب لیتے مین ۔۔۔ غضب کی میبیان جان تز دیر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہین ہم ۔۔۔ بوریا ئے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و اد کرشمہ تکلف ہے بات ہے ۔۔۔ شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ قدرت علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین ۔۔۔ مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن ۔۔۔ گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین ۔۔۔ ہاتھ مین اپنے لیے ہے شب دیجور چراغ
شب غمشی سے پانون پھیلا گھر مین تم سویا کیے ۔۔۔ ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا ے سودا مقیم لکھنؤ
صاحب دیوان گزرے

مجذوب گلا خون سے گلانا نہ زینہار ۔۔۔ خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہووے تو مین جانون ۔۔۔ بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو ۔۔۔ بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبی کے نیچے بیٹھ کے رو دینگے زار زار ۔۔۔ جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو گردیا بوسہ ذقن کا
ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

محرود تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا سلام ہے
ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوکس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل
جیتے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت
کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت

کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آنے مجھکو
وہ کلائی جو نظر آنے کل آنے مجھ کو

شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو
گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون
مرا دن ہے بدتر شب تار سے

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہے مجھکو گلستان سے

نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے
تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے

کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ
شب ہجر کی جو سحر ہو گئی

تڑپتی کیون نہ بجلی کے دل مین
کھٹک سی ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رام پور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے دھبا نہین جاتا
یہ لال نشیمن سے اڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی لعل کا سودا نہین جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
یہان بوسۂ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا

حال اجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیے
کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین بتلا دونگا مین خضر کو راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور لنترانی کا

بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام
تمکو لیکا ہے بد زبانی کا

سودا اسے جعد یار کا ہے
سر پر مرے سایۂ ہما ہے

کیا فرح الم سے دعذ مہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین یاد لٹکے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
بیان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکل کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہِ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

لیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی
بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنو شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے وائے عاشقون کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نتھا ولال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح | جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید افضل حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ کلانو شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں بیقرار دل | صیاد و صید گہہ میں کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہے ہجوم | آباد اندنون ہی انھیں سے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا | رنگ لانے میں تو مہندی کا لگانا کیسا
لڑنا ہی مناسب تھا ادا کی آنکھوں سے | مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سو مقامات میں اس آئینہ رو نے دیا | جو کدورت کہ تھی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ سندر لال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا | تیری فرقت میں کہاں تک وہ پریشان رہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور ہیں دہلی کے رہنے والے تھے وہ اولاد میں راجہ کھیم ناتھ نبیرۂ راجہ نین ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گذرے ہیں

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اٹھ گیا | حسن سلوک آہ زمانے سے اٹھ گیا
جس سے جی چاہتا ہو تم نہ کسی سے پوچھو | مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار ادھر سے رو برو جانا ہے مجھے | اسمین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

محبوب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین کی اوڑا لائے بو | آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے سبت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندۂ بے درمین کچہ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالۂ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھٹ کے بھی فریاد کرینگے — جب جب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوشش قامتی یار سے گئے — سو راستی سرو پر ایزاد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جا و یہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی نہے درستی بات کہنے سے — اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خنداں لب اوسکی روسے قدح اور قدح سے ہم — بوسے کی مست بوسے قدح او. قدح سے ہم
اور تو کیا کہون اک ان جو ہم تک آؤ — نذر جی کرتے ہین تو جان جو ہم تک آؤ
بڑہ کمچہ تو ایک بوسے پہ ای یار او بھی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار او بھی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے — اودہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادۂ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادۂ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صغیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کھٹکتا ہون رات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا
اے محب کوچے مین اوسکو اوڑ کر جاتا ہون سدا — یا سے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہونا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

سخن شعرا

کیا قہر ہے یہ تیرا محبوب دلا کے ہنسنا	پھر تسپہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کابل نے سرمہ سا دل کو	سیاہ چشم پیا ہم نے طوطیا باندھا
اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہا دل کا	تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے مژہ دیدار یار کے گرد	جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد
صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے	آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو مجھ سایہ تجھے	کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ تجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا	بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد	مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین	یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا	منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگرز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن	افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمہاری تصویر	ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محجوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو	نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو وہ دم قتل تو کیسے	تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محترم تخلص خواجہ محترم ملیحان باشندۂ عظیم آباد برادر زادہ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گزرے اہل نظر کے وہ کدھر کا ۔ دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ اودھر کا
اے محترم اتنی اشکباری ۔ کھل جاوے ہے ابر بھی برس کر
گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے ۔ ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک ۔ شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین ۔ شمشیر ہی پان کی تحریر گلے مین
چار تلوار ین جلین ہو گئے جو رنگ رقیب ۔ میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوئے چار ابرو
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین باقی ہو فرد ۔ رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے ۔ دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محرور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سلسلہ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے ۔ نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما
جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا ۔ تو مرگ جوان ماتم سخت بولا
سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑھا ہوا ۔ درمان سے اور درد چارا سوا ہوا
جا نکلا ہی فراق مین بس ہو گیا وصال ۔ آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کیلیے ۔ آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا ۔ گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جاوے جسم زار عندلیب ۔ گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے
دیدہ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق

محرور کو پہونچتے نہین قیس و کوہکن
پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدائے عشق

شب وصلت مین جیسی تھی زبان و دہن تنگ شیرین
بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان تنگ

سخت آہن سے ہے تمہارا دل
موم سے نرم ہے ہمارا دل

اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل

کب تلک آئے گا میرا مصحف رو
حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن
بدر مہ نو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن

بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدۂ وصل
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگد رای فرخ آبادی

سمجھ محروم لحظہ دل مین ہوا عہد شباب گذر
کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

مخزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سنج ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوکر

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف
بات کرنے مین جو تم ربط سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد
حیف مخزون مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چھیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا
کیا دل دیوانہ محو طلعت جانانہ تھا

صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
مخزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا

ہمیشہ غش یہ غش آیا ہے تمنا مین
کہ اب جو عطر کئے تو ہم پر کوئی گلاب آیا

اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش
اقرار تو کیسو پر سب انکار ہی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو مخزون ہوا خیال ہلا ۔۔ آب رواں پہ کشتی عمر رواں ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان ۔۔ رخ نگار کہان روے آفتاب کہان
ملاپ کو کرتی ہے جنت او جفت کو کرتی ہے طاق ۔۔ کمسنی ہے کیا تمہاری موشگی کنگری

مخزون تخلص مرزا انگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الغفار خان

اوسکے منہ کون چڑہ سکے مخزون ۔۔ ہان مگر منہ یہ اوسکے آیا خط

مخزون تخلص آغا علی دہلوی

اب سہے دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم ۔۔ پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

مخزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندۂ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کے ہم ۔۔ بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

مخزون تخلص مولوی سید محمد حسین متوطن الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت مہاجر سوا

صنم اگرچہ مین تجہت سیاہ رکہتا ہون ۔۔ بہر طرح تری زلفون سے راہ رکہتا ہون

مخزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تہوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹہا لے بیان سے ورنہ عندلیب ۔۔ خندۂ گل ایک دن برق چمن ہوجائے گا
ہم جو چاہین بہی کچہ اوسسے تو ادنہین کچہ چاہ ہے ۔۔ ماسوا سے نہین کچہ کام طلبگارون کو
گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکہ چکے ۔۔ ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکہ چکے

مخزون تخلص عالم شاہ شیخزادہ گڑہ مکتیسر

بےمحابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب ۔۔ کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہوگیا
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو ۔۔ اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان وتذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورشک متوطن سورت باشندۂ لکہنو تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہم ۔۔ ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین گر
نہ کہلا نافۂ مشکین ہے دیا چشم غزال ۔۔ بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پہ

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان ۔ سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین تیر چھاتیان
تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار ۔ گل کھلاتے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان
یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار ۔ یہ تمھین ہو جب مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان
وہی ہے دماغ وہی جوش جنون کا عالم ہے ۔ شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انیغ باشندۂ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے ۔ چرچا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا
دل کی دیتا ہے خبر آٹھ پہر فرقت مین ۔ کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ ۔ زندہ کرتا ہے نام عیسے کا
بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ کا سے ۔ یہ سب کیا پہ شیخ نے دل مین نہ گھر کیا
ٹک آکے دیکھ نہین کچھ یہی حال آنکھون مین ۔ پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت ہے تمھین جرا ۔ ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہوکر ۔ ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہوکر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگان سے تیری منہ نہ موڑو جائیگا ۔ صورت غربال گر چھلنی کریہ تن ہو جائیگا
بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکی ۔ پاس اغیار ہی ہے تو ادھر دیکھیے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین جی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا مین کہ سر کو پیٹتا | ایک دل پر ہاتھ تھا میرا مگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداون

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے | فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر کنفس زبان میری | بہی بہے پہوٹ کی چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی ہیکلت کو قتل کرکے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہنچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا | قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین | کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے | جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا | اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود | نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا | قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج | وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا | نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا | مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت | اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرانا جہنم سے عبث اے واعظ ہے بجز ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل
جو یاسے دہر مین یہ گران جانیون مین ہم اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم
اوس مہ نے فراموش نے آنے کو کہا تھا دروازے ہی پر بیٹھنے لگے آٹھ پہر ہم
بیان کیا کیجیے ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
خانہ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ لیک فرصت بھی ہو اوس در کی جبین سائی سے
مرتکب ہم سو گنہ کے ہو چکے پر ہی خموش کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہے
ایسا ہی تنگ زیست نے بحران بنا کیا ہے گر جائے ہے تو اف سے کوئی بیمار اوڑادیکے

محنت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد فصل گل کی نسیم سحر سنا مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا
اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو بار مجھ سے نہ کہو بہر خدا مین نہین سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا
رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دل مین جب تک کہ اودلسے اٹھے درد نہ دھواں کے دلمین
وہ خنجر ابرون ہون مین کہ لیتے ہوے جسکے سو سوچ گزرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد سعد اللہ ایز ذوکیس شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب کھلتے ہی زلف روز شب دیجور ہو گیا
گویا ہوا مرغ رنگ حنا فیض نطق سے مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبرآبادی سرکار انگریزی مین متعلق سے تھے

شناسا کیسے ہے مرے قبر پہ گل کے بدلے گالیان دی ہین پس مرگ بھی فل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

ستائے دل کو اتنا یہ ہے اپنے پاس دل ہو ہم یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب سید فدا حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم و مسرور تخلص شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نخت جان صحبت سے تیرے اے ستمگر ہو گیا
بت پرستی کرتے کرتے میں بھی تیغ ہو گیا

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین
آج وہ نم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب ہم یہ وہی
اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے

انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

گل کھانے کو دیتے ہین تجھے غیر کا چھلا
ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتی

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح
پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اٹھ سکے ضعف سے دامان یار تک نہ قدم
ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا

عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل آہ
زاہد بھی وہین تھا پہ بکنج گوشہ نشین تھا

محتاز تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی جان کے صدقے
ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دی دغا جاتا رہا دل ہای دل افسوس دل
مجھکو تڑپا تا رہا دل ہای دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الخلافہ جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کی کہتی ہے وہ زلف
اسکے لے ہمسے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نندرام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اودھر تیری برابری کو
کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی | عاشق کی جا وہ جسکو ہو مد نظر کہین
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بہی کرتا ہی | قفس مین مرگئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

مخلص تخلص میر باقر اکبر آبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کی عہد مین تہے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن | سخت دہڑکا ہے مجہے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تہے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے | پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو | کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بجانگیر شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق با پایان کو نہ پہونچا مرے | لکہتے لکہتے یار کو خط ایک دفتر ہوگیا
صبر کا حکم ہے مصیبت مین | ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص | پکڑے حشر مین دامن تمہارا
درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر | کٹتی ہے اونکی قہقہ و چنگ رباب مین
قتل پر عاشق کے اندازسے کرتا ہے وہ | ایک خنجر اوسکا دکہلاتا ہے جوہر سیکڑون
ہے کہان میکش کی ساقی آمد آج محفل مین | کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے | مرجائینگے پر خاطر صیاد کہ کہینگے
آتش دہشت سے مین جل جل کے ٹہنڈا ہوگیا | سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جو ستم ہے اس دنیا مین وہ منور پیراہن مین ہے | جسکو دیکہو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے
بادہ ساغر مین ہے یا او تری ہی شیشے مین پری | جسم مین ہے جان یا وہ نور پیراہن مین ہے
سن کے پیغام بوسہ اسے مخلص | دیکہیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا
کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا

وہ لگا دھونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانون
موج سان کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پانون

بنگڑی ہی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی
اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پانون

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد دفترابدار مولوی ابو الحسن شیدائی

گلزار کھلائی ہے یہ داغ جگری کا
رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا

کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا
عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین پیارے
روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج نسّاخ مولوی مخمور
گلشن عدن کے مقیم ہوئے

مصرع سال نقل یہ لکھا
داخل جنت نعیم ہوئے

۱۲۷۹ہجری

اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا
دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا

تشریف لائے گھر مین مری صاف ہوگئی
حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا

چومی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار
واللہ بال بال گنہگار ہوگیا

ناوک نالہ جو گزرا تیر سے
جا کے میزان مین ترازو ہوگیا

خواب مین پہونچا جو وان دست خیال
نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا

جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار
کاہش جان درد پہلو ہوگیا

ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے
چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا	کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
یاد چشم مست سے زندان مین آج	چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شغل اختر نہ جسکی اپنی آنکھہ	آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ و زاری ہے	راتون کو بیداری ہے
عشاق کا جو خون مین ہوا غرق کہی ہے	خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پھبتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جل جائے گر شعلہ کہون رخسار تابان کو	قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروی جانان کو

متحیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دلی مقیم کیمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو	ہمین حیرت ہے ہمنے کیا کیا تھا سکندر کا
ہو عطا جسدن کی ہے توبہ پی جاتا ہون مین	میرے لب تک گر کبھی آتی ہے پیمانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو متحیر جا چکا	رہگیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ نہوگا کہ مرے قتل سے درگزرینگے	جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کسلیے پہلو مین مچائی ہے دھوم	حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل پہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی	دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اکثر سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہی دل آئے	ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
ایسا نہو کہ ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھائے یار	کیون کیجئے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آگیا	جون کتان ٹکڑے گریبان شکیبائی ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال نہوا

لیگیا ہجر ترا گور مین یار آخرکار	روز فرقت نے دکھائی شب تار آخرکار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرۂ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل
خدا جانے ہے اوسکو یا ترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا مرثیہ گو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گذرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل
ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق وعقل سے ہر دم مجادلہ دل کا
کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جب میری چھپائین آنکھین
روتے روتے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین
تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندۂ ٹانڈہ اقیم لکھنؤ
شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب
غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہے دل
خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندۂ دلی

کیا ہی دل چور رو رو کے کہے ہے مرحوم
ملک الموت سے کے اب ہاتھ سے دربان میرے

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندۂ پانی پت شعر بہی اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر
کون سے سنگ مین شرار نہین
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا
زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن انکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ مہر گیا شب سے کھلی آنکھ
بخت نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے
اے وائے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی خسر شاگرد صاحب سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان
نائب کہا کرتے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھگئے سب پیش وبگاہ — نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے جی کی نہین بر آتی ہے — سنت باتون مین مری جھڑ چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے — ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے — نکل نکل کے پھر آئی تن نزار مین روح

مرزا تخلص نواب محمد حسنخان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤن مین کسطرح ان آنکھون مین کب آتی ہے نیند — دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہون ہون گہ زخم جھیلتا ہون — مرزا ستارہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی کے تھے مرثیہ خوانی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش — آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے — ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ — چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمراہ — آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگر نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرزا — دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہین

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو بار کل پائے گا — یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات مین نادان غافل — بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون ۔۔۔ دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھوجی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام وفا باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ ۔۔۔ مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد ۔۔۔ توڑے ہین جسنے لات کو گھر مین خدا کے ہاتھ
بچیانہ ان بتون سے مروت لگا کے دل ۔۔۔ عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص مغیر علی خلف حلیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا ۔۔۔ چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین ۔۔۔ پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آپہونچا ۔۔۔ ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو سے دل کو حرمان نے خون کیا ہے ۔۔۔ گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کی ملاحت کا ۔۔۔ یہان ہر زخم سامان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل اوسنے ۔۔۔ کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین ۔۔۔ قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مرتح تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے ۔۔۔ اوپریزاد نرالی ہین فسون کاریان

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم ۔۔۔ دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے — آئینہ روسے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ سر شام کا پھر اب سے سحر کا — ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو وے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دو — تقدا ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ ورسالہ تصویر غم ورسالہ ہیضہ و طاعون ورسالہ چیچک ورسالہ دافع السموم ورسالہ کشتی خلف الصدق احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا — فاقتلوا جوہر ہے القاتل تری شمشیر کا
عجز نے میرے اوڑایا آپ سے دکھا غبار — خاکساری مین اثر ہے سرمہ تسخیر کا
جا در رہتا ہے مگر بیٹھ گیا آ کے تمکا قدم — پھر دماغ ماہ نابان عرش پیر ہو جائے گا
رات دن یون تڑپتا ہے مثال بسمل — کہنے مارا تجھے اے مست کمان ابرو کا
الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہو نہین — یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا
کیا محبت وانکو نسے ہوا قلب ماہیت — دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دہت
رکھتے ہین کمو لکر دہ کرائے ہاتھ پاؤن کے — رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال جار
کیا سچ مثل ہے داشتہ آید بکار رہی — آخر نہ کام آ گئے شبہائے تار داغ
اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین — پہناتی ہے کیا آ کے تو تقدیر گلے مین
وہان پاؤن تلک پہنچتی ہے آ تا تر امامہ — ہم جا نہین سکتے ہین کہہ زنجیر گلے مین
پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت — ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
سماتے ہین اسی سادگی پر گردنین انکی — ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین
نا مرگ نہ ہو ر فلک پیر سے چھوٹے — ہم تنے نہ تیغ ہو زنجیر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے تیرے اثر کیا — ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو — دل اوس بت بیدین کو دیا جان گئی لے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار — ٹھہرا ہے یہ جی میں سو کر جاتے ہیں کیسے
دھڑکا نہ رقیبوں کا نہ دربان کا کھٹکا — اوس کوچے میں بے خوف و خطر جاتے ہیں ایسے
یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت — یا برسوں جدائی میں گذر جاتے ہیں ویسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا — یہ تماشا حباب میں دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فریدآٹھ برس ہوئے لکھنو میں جاکر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیوں میں تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا — کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص مست خان افغان

نہ وہ بانکوں میں گنا جاے نہ ٹیڑھوں میں یہ کیوں — خانہ جنگی تمھیں رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا بچو فدوی تخلص

نزع تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز وں تک کلکتہ میں تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا — جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند — ہزار دن کروٹیں بدلیں مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہیں دل سے رواں ورتاب ہیں جی — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یار و لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت افتخار خان غافل تخلص

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر — رکھوں چھاتی سے میں اوس کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئیں آنکھیں — نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی میں کمال رکھتے تھے

او پر سپہری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے — چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا — اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی — دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ بہانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین — کبک و طاؤس سبے جاتے ہین فکار دن بھی

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا — مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن — گردن شیشہ سے جو دین ہین شال گردن

دیکھ تو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا — شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی — ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھو کنیر

گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاے — مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا سنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل ستانہ رکھتے ہین — صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل — دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ کو نسبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا — تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی — احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے   قاتل نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو   اوسکی خوشبو سے مکان سارا مُعَنبَر ہو گیا

اندنون شکلِ عروسی صنم کے ہجر مین   صورتِ عکسِ مثلث جسم لاغر ہو گیا

بزمِ مے مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی   دیدۂ جام سے گلگون بہی گریان ہو گیا

سیو ٹمکتی ہے گوشِ گل مین وزنجیہ گر آ کر وہ   کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار   کیون نہ عشقِ گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب

لبِ رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین   جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہِ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین   بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رُلواتا ہے   کونسی طرزِ ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کسلیے اوڑسنے کو طیار رہے تو عاشق سے   تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے یار کی تحریر کا خیال   شنجرف کا ہے خط ورقِ آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا صحین کو ردل   ہوتا ہے نور بھی کہین چشمِ رکاب مین

سرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے   یہ عرض ہے جنابِ رسالتمآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر   باغِ عالم کی ہوا ای گلِ رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیرآبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا مشکل ہوا اوس نحو کا   جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین سے دل ساقی سرشار کی آنکھ   آگئی دیکھ جیسے نرگسِ بیمار کی آنکھ

سر پسر آئی ہے میری جان پر لاکھون وبال   جواب مین بھی اوسکی گر زلفِ پریشان دیکھے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زایر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہو

سی پارۂ دل نہین تری زلفِ سیاہ مین   ہے رحلِ آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرت دلِ مرحوم کا جو حال	ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا
خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل	کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب
آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ	عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ
بوسہ لے مانگے عدو کو دین رہی مین رنگ شوخ	ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ
خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے	حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ
اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ	جب پاؤن تھک گئے تو پھرا سر تمام رات
لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی	دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج
دل اوبھاتا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح	ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح
دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے	دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح
دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخ گل پر	فصل گل رہ گئے صیاد جو پر ہونے تک
آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین	سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک
کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل	عبث بیدار رہتا ہے سحر تک
ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف	وہ دیکھیے کا جیئے گا جو سحر تک
شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب	آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ
جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے	جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے
کیا جانیے کیا دل مین ہے اب فکر سمایا	وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے
اوس سے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا	ہم راز شب وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالت دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ لکھی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے	ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے	مسلم سے بہ عہد احسل جنت
اشعار ۷۶ ہجری ۱۲	
عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا	کیا منہ دکھا ئینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر	مسلم کو مار ا او بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی	محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پہل پایا	خلاف عقل ہے ہو شاخ بار ور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبہی انو یہ اوی دل یار کی	اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لیٹا کے دیا بوسۂ خال	اے صنم مجکو پہونچی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے	جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان راقی ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر	بیٹھا سب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب تھا

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادۂ قصبۂ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرکر کے زندگی	بجھ بجھ کے پہر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا	اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم علی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی ہے یہ کف پا ناخن پہ	ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بہی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار	تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار	عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا	ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے	مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفیٰ خان باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے ۔ ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین ۔ ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھا کے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی ۔ ان روز و ن ہو گئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
راحت بھی اس جہان مین ایذا کے بعد ہے ۔ موسیٰ کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادۂ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر رفیع تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الخاد دہلی مولد و مسکن لکھنو

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم ۔ شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مریدِ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات ۔ تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہے پراس مین کھوٹ ۔ پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہو گئین
مین لیا جسکو حسین اسکا ان لگائی تاک جھانک ۔ سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہو گئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر سیر و مرزا

ابھی ہم بندگی پہ بھولے تھے ۔ پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبداللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سرادہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین طہو۔

میری صورت ہے یہ کیون گردش مین ۔ نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو سمجھا ہے وہان پھر اوڑگئی ہین ہوش بھی ۔ ہو دیگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
ہرجائی پن سے اوسکے ٹھکانا نہین ہے دل ۔ پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابوالقاسم مرشدآبادی

ہم ہی کرینگے جنون کا سروسامان پیدا
تجھیر تو وسعت کرے اسے خضر بیابان پیدا

دل آخر وہین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا
آئینہ دیکھین تو ہو صورت جانان پیدا

کجروی سے نہین ساقی کے عجب ہو گردون
گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مجذوب مقیم مکلذہ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے
آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے

جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ
زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے

جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق
چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ امن بھادون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اسسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا
وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جاے گا

ہوگا اخیر جو دل مین تو خود جان لینگے ہم
مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جاے گا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو
یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

بقدرے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر
رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہوگیا

رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہین
خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداون

ہمارے کام یہ ہر چند آسمان پھیرے
تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کوان پھیرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنا گئے تو
یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانہ

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف اللہ ولد متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جعفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے شعرا سے پاے تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر — سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہے — اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم — کہ مد نظر آبرو تھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہو چہرہ کا ترے اے مشتاق — کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندۂ لاڈر متعلق کانپور

صراحی لے گیا تھا اوسکی گردن سے کہین دہکا — سو کل یارون نے بزم مے مین اوسکی چوری کی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم علی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا — ہم نے دل دیکے دیا اوس سے یہی سود ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے بھی افسوس رہا — اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف — ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد یار آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جا کے وہ تو — ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبرآبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت — تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
سیر سے آنے کا اوسکے دھیان جو آجاتا ہے — اودھر کیے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون تخلص دیوان اوکا نظر سے گزرا

خستگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر — ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے — حیف آتا ہے مجھے اس دیدۂ بیدار پر

مشتاک تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا اباقر اور اک مرثیہ گو

یہی ہر جان جہان اب تو وصلہ دل کا
سکے گا تو تو جا تا ر ہے گلہ دل کا

اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین
او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح
نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح

پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے
سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے
جہان جان ہے اور جان جہان ہے

برنگ بو نہان ہون اس چمن مین
دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین
تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین

اگر یونہین رہے زور روان یہ موج چشم طوفان زا
حباب آسا بہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھاکشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب
پنایا تجھسا گلرو سرو قد نسرین بدن بانکا

کسی سے ہے عیادت کی تمنا تمہین مشہور
جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام ہے جبر سے

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور ابتلین بجائین ہم
ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد
شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا
اے جنو میری طرف میرا خدا ہوجائیگا

مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا
کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا

وہ چلے گھر سے یہان دل نہ رہا قابو مین
ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ

اوس نیزہ جاکو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر
بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور … کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے بانون کھائے … پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

راز دل صاف ہو گیا ظالم … آہ سوزان وچشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندہ قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد ہائی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز دن مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین۔ اشعار اسکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے اسکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو ٹی کی وہ آواز سے نکلا … نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا … کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ ادیکھا آج … پنجۂ خورشید محشر سے بھی ہیبت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت … کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا … تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا … تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھنپ لیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم … تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زخمین جو منہ مین لین تو کھا مار کھائیگا … جو مین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان … گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑی مین لیا ہے … زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے ازبس جہان سے جاتا ہون … جنازہ دوش بہ یار ونکے ہر گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کا … ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہو جائینگے لاکھون کے گریبان ظالم … چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھا نا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
ورد غم کو بھی ہے نصیبہ نشر ط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترسے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کر
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ ہما قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤ گے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ بہر فن شوخ
گلے مین جا ہے کیا تجھکو سیمبر تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
کچھ بجا ہو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل بھر گیا نہ تیرا آخر خدا اسے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب
کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دامن سرخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگاکر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر
اپنا وہ دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
ماتم مین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مزا ہے ہووے گر چکیے ہی چکیے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کرہم
چھیڑ مت ہر دم نہ رآئینہ دکھا
پاس خاطر ہے منظور کسی ہی اے دست جنون
لینا بزور بوسہ مرا دیکھنا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو سمجھے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کے موتی
دلا نومید مت ہو وصل سے اوسکی کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ نکلا جیب سے گریبان تب سے
مین مرگیا شلے مرے حیاتی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پیچ ہے اور بل بہ ہے بل مین پیچ مین
بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آیان ہین
کس پر ہے یہ تلوار کبھی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے تک اسطرف کو ابھی پھر کے دیکھلو
تم مصحفی کو چھوڑ کے سنبھل چلے گئے
سو مجھسے شب وصل مین تم بات چلاؤ

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کرلیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزو مند نہین اور کسی بات سے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھیرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کے خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہین
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جائے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت ہوا نئے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
پر تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جاے غلطاں یا ہوئے تجھے جو رات
مرتا ہے کوئی سحر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا جو بوسہ ترا پر یہ ہم سے نے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری اگر ہو سکے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر گئے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خوب بڑی پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بنسنت
لاف گرمی تری عارض یہ جو گلشن مارے
جاتا نہین اس ڈیسے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل اپنا پھیر
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکو جو ہے
ہے سیر کواکب مین تجھے دخل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوون کو تھی نہ رسائی
ہو دامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھکے ہم زانو یہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
حیران ہے کسکا جو سمندر

آفت روزگار رہین دونون
میرے شانے فگار رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہتا ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
کہنے ہے اسے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
دیکھا جب اچھی طرح کو اوسپر مچل گئے
ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتش گل یہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کیسکا مری گردن یہ نہووے
پھیرون مین اوس سے تو مجھے مرا خدا پھیر
کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکاتے ناتوانی ہے
مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یاد وہ ڈرے ہوئے تا بکمر جاتے ہین کیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھ لیجیے کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہو اسنگار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکھا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلا مین
کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس کبھی کا
کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہرچند اثر کچھ نہین رکھتے
لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی سے ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

معنی دل یہ شکست آئی مرے برلب جو
وہ بولے کبھی باہم جو لڑے پانی سے کے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل پڑجانا
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بولا وسکے

بوسہ تو ہے کیا جنبر بتان چاہین تو اون سے
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لیئے
ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیئے

ہر روز کا ملنا جو ہے دشوار تو پیارے
اتنا تو کرو عہد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہوویگی نہ بسمل کی تسلی
اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی سے کہ نہ چھلے ہین یون پور نمین اوسکے
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مرجائے گا کوئی
بیدرد ابھی جی سے گزر جائے گا کوئی

حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے رو دیجے
جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے مجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو میرے پروہ جانجان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان
عمو، وارثِ ٹیپر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گزرے

تا حشر اب خیال نہ میرا کرےگا دل | تو او سکو مل گیا تو مجھے کیا کرےگا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۸۷ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم | ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پُر اثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد سے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال اپنا کس سے کہون اے دل نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار ازبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پُرنم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدرآبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب ہے | یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کنہیا باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا انڈھال ہے شب فرقت میں آہ دل
اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برآ دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

کالا تونے کیسی ذلتوں سے اے مضطر کو
کوئی بھی گھر بلا کر خواریوں کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لچھمی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت
اور اے جان جہان منہہ لے دم بہر جاتا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علیگڈہ متوطن دہلی

پہلو میں نہیں یار تو کب جان ہے تن میں
کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسدعلی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ میں دیکھا ہے

فریاد میں وہ زور نہیں ضعف سے نہو
کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جائے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہیں
کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جائے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو
دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جائے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیوں اے قاتل
مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہیں

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو
مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل سے ہے حجاب نہ کر مجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے او ٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جائے کہاں
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص میرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

دیر تخجز حسرت آگین دیکھ کر میری نگاہ ۔ رو دیا جلاد کے جب چار آنکھیں ہو گئیں

مضطرب تخلص محمد راجہ ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق ۔ شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری ۔ بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمؤ متعلق اکبرآباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا ۔ صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
کرمے سے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج ۔ ہو انصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا ۔ دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ نہو ۔ کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

مجھکو ہے یوچھتا تھا کل تیرے مین مظفر ۔ آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد میر تقی صاحب دیوان گذرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا ۔ پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا قادر بخش صابر

نالا با تون ہی مین ہمین تم نے ۔ جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گذرتی ہے رفتگان پہ اسے ۔ کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہیں	عاشق کامل ہوں سودائی نہیں

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندۂ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنوں لکھنؤ میں رہے آخر ایام میں آلہ آباد میں سکونت کی تھی

جلاتا ہوں ازبس میں شب ہجر میں مظلوم	دم بند کیا ہے مرے نالوں نے عسس کا
نظر انگن ہے کسکے عارض پر نور پر بجلی	کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب موسی میان کا مضمون	اکثر شاہ نظارہ کھنچ جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جاناں خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندۂ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی اچھا کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری میں روافض متعصب کے ہاتھوں سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی میں مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا
عاش حمیداً مات شہیداً حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہیں کچھ غم کہ کیوں ملتا نہیں جاناں کسل میرا	کہ میں روتا ہوں دل کی بیکسی پر کہ دل میرا
اگرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا	لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس	کیا ہوا اسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
جینے کی ہے توبہ اور دھوم مچاتی ہے بہار	اسے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اک دم وہ چپ رہے	آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو	یہ شیشہ بچا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملیے تو خفت سے نہ ملیے گر قیامت ہے	غرض نازک مزاجوں کو محبت سخت آفت ہے
خدا اسکے واسطے اسکو نہ ڈھونڈو کسو کو	یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب اور چشم سے چشم	یوں لپٹ سینے سے جاناں کہ ہوا ایک جان

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام	تیرے نظارہ کے خاطر ہی چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا احمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کاشیہ شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ	اٹھتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب
کیون نہ شیرین کلام کہلائین	چوستے تھے کبھی تمھارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین	شاخ گلبن ہین کیا تمھارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ ۱۲۴۲ھ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا	مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے	سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت یہ وہ تو یان تھا	دیکھکر ہنستا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات	سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر	چونک پڑتا تھا کہ ابھی تو مقدر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز [illegible]	قیامت سے ہے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط کا وہ دلفریب جواب	تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد	غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ مرا نہین کرے	اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو لو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف	یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین	ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا	کہ سر کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے	رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند تباہی توبہ / پہ خجل وہ ہون مثان سے کہ الٰہی توبہ

ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ / سر خشرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ

دیکھی جو شب کی شدت وہان بھی مری کگالی / کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ڈولے / مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

کسکی چشم شرگین نے بے اجل مارا مجھے / سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد / نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لمری مجھسے / سبزہ رنگون سے جھنا کرتی ہے گہری مجھسے

شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا / صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا جھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے / ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ موئے اوسپہ خلق / مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی / بات رونی کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ / جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

مغفر تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

گھستے گھستے اوڑکے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کا / شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل / کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معزز تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم پہ غم صدمہ پہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے / سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کو آیا ہون ابھی / وہ تو ہر وقت کے جانے سی خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

پیچش اوسکی زلف عنبر کا ہے سارا / ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈرہم سگئے ہین / ہوا زخمی کوئی مرہم سگئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعر اسکے مزیدار ہوتے ہین

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا
لخت دل آنکھوں میں کھینچ آتے ہیں کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کر کے تمھارے تیر کا
نہ بچا احسن سے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا ظرف تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو
کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدہ اے دل ترے بند قبا ہوئی
تمھاری بات سے ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھیے کر بخیہ یہ کیجیے ناصح — بند و پیوند مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ میں شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تیرے اکڑ کے
اے ابر بہاری شب ہجران میں خبردار — دامن ترا اس آگ کے شعلہ سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص الہ رام جس لکھنوی

کب ہمیں زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو
زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہاں اپنا ہی گزارا ہو
جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا ساقیا اسوقت تیرے ہاتھ ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندہ دہلی

خیال چشم میگون میں قدم مستانہ رکھتے ہیں — دوانے ہیں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جا کے ساقی جہان شکن کے پاس
کل وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہیں وہ خنجر بکف — دیکھتے ہیں ہم ہوا اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن اکبراباد مولد لکھنؤ

اپس درد سے آگاہ ہوں بے رحمت بلبل — لیکن نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی اوسکے دیوان موجود و مثنوی گنجینۂ محبت

یادگار ہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوانِ سبز رنگ
فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو

ماہر و مین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا
میرے ہی کہنے سے صاحب عشق کے تار ہو

ناصح نہ سُنینگے لبِ نوشین کی قسم ہے
شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دامِ الفت ہو گیا
چشم فتان مین ترے جادو کا شرما دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کب بعد مرگ آکے جنازہ اوٹھا ئینگے
جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون وصل و بالی کی
سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خرد سالی کی

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

سرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا
شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندۂ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو
میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

یاد مین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین ہم
بلبلانِ باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا

غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اس جا کی تھا
چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہاتھ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین
یا منہ الیب یہ ہے یا دنبت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور
تیرے کوچے مین رہین ہے یہ تمنا دل مین

مفتون تخلص مسٹر اکسٹین ڈیلوا صاحب قوم پرتگیز باشندۂ اکبرآباد شاگرد فرانسس جان علی

نکالون کسطرح پہلو سے ٹکڑا اوسکے پیکان کا
کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کچ مہمان

لگے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر
سنبھلتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح

عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے
نہ تابوت لحد ہے نہ تار کفن اب ہے

مغلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لالہ بار یہ دربان ترے کہین
مفلس تجہ سے کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہاری شاگرد مقصود عالم مقصود

رخ سے ایک تازہ شگوفہ وکہلا جاتے ہین
غنچۂ گل ہوتے ہین گل شرم سے کہلاتے ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد نثار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک نسیم
یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا

خوش خرامی کا جب خیال کیا
ایک عالم کو پائمال کیا

نہ لگا تو گلے سے یار افسوس
آہ افسوس صد ہزار افسوس

ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو
ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکر راے ولد جی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی مینڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو
کنونے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا

لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے
زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا احمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد اصفاہان مولد دہلی

مین بیان خون روتا ہون ہاتھون اوسکے
جہاو ن مین اوسکے حنا باندھتے ہین

نکل گہر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے
سو طرح کے اوسمین بہی بیساختہ پن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشدآباد شاگرد ابو علی برق جاہل شخص ہے کلکتہ مین بہی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اس سے چلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین ، اخبر آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

معذور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نسیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ مختصر نگر شاعر نامی جینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر بلبلا ، بنکے آوے قرص خورشید قیاست تنگ جا

معصوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وسلے لب پہ مرے آہ نہین ہے ، دیوانہ ہون کوئی مری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق تمہارا ، مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من ، بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی دو دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ ، جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک ، مجھسے فرقت مین نہ ہوا دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کر کیلئے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم ، ملک ہستی سے تجھے بھی ہے سفر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی تہی کی اوڑھی اوسنے عیان تھا گورا سر ، سیکڑون دن گر کے کلیجے بلیان بالکا سر

ملک تخلص بابو جگنا تھہ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر واسط علی مہری راقم تذکرۂ سخن شعرا

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک ، زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بھرتپور مقیم دہلی

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا / ا جان کے دشمن تجھے کیا ہوگیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین / وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار / بھولے ہو کے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک / وگرنہ ہستی ناپائدار مین کیا تھا

ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے / کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا / مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا

صاف آئینہ سے ہوا روشن / منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے / قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا وستاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت کہ ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جائے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوئے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ تجھ پہ کرون کیونکہ دل چرانے کا / جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکراؤ کا

کسیکے منہ تمہ کے ملتے ہی بس تمام ہوئے / مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ / اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کیا فریفتہ کہہ کہ حال دل اوسکو / اثر ممنون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

تھی شب

چاندنی مار گئی اس دل زخمی کو رات
کس قدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کسنے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو وہی خط آزادی سمجھے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہووینگے
بندہ ہین تشان صورتِ عشقِ مجاز کا
شغلِ شبِ فراق یہی تھا کہ دہیان مین
تجھے تجھ یاد ہے بہلا وہ عالم عشق پنہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کہے ہے دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردونکے کب پہونچی خبر
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
ہر گھڑی رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پُر غرور
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بولکے خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہرگز مین سمجھے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
مدت سے آب ہوسکے بہا چشم تر کی راہ
ہے جین شب وعدہ رکھے ہے گلشن دل
پہ چھینٹے گر آبرو و یم فرخ

پرتو انداز یہ کسکا رخ پر نور رہا
کہ میرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پہولون کا سحر ہار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرا بکی رقم ہووے گا
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
یک یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
بیان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبانِ شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجراے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ ورنگ طپش دل
جلا وہی کو تبا نیگے

ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم مرگ — گھبرا کے کہے تو کہ تبسم اب دیکھیے کیا ہے
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو — جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو
جگر کے دو دو سے رنگین نشان آہ کبھی — دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے
قتل کر سیماب کو اپنے کرے یہ سحر کیمیا — یعنی اگر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی — گو یہ نالے تو مین سو تون کے جگانیوالے
مہربانی کے صدق لگ کے سینے سے مرے — یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے
تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو — جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہٗ
شاگرد میر نور الدین نویدہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی
مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین
آکر سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے
قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جا ئینگے ہم
گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن — عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن
آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام — صفحۂ سینہ براز جلوۂ طاؤسی ہے
ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے — اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی
شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا — ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا
ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا — ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا
کسکی تو جستجو مین تھا خورشید — شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا
یہ جی ہی جی مین قسم کھانا کسی کا

پردہ فاش نالہ نے کہ آہ نے کیا
رسوا اے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا

کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم
بولا آج نہین مرغ سحر آخر شب

چاہت مری دل کی آزما دیکھ
ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ

تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھ چاہ ہے
وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے

تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے
ہم ہین اور عشق ہے اور کوچۂ رسوائی ہے

ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا
ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے

تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل ہوے
گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل ہوئے

جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت
کہتے ہو آدہی رات کو گھر سے نکل ہوئے

رہے منتظر یار کے
یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا
قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مر نہ گیا اے شب ہجر مین تو
سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبر آبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے
ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار ستمگر تجھے
تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

خاک ہوکر ترے دامن تلک آیا ہون
اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندۂ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان
زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

مسرور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چھپڑہ متصل ہوگلی الکا مولد چھپڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع آمدہ رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہو گیا کسی کا
بس اند نون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
مین بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
نبھے گی مسرور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

نہیں ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا

ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم الجھا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا

قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا

دیکھا کہان سے کوئی عمر بھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجر اتنا ان کا

شرما کے منہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے آنی
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا

کیا ہوا حضرت مسرور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو رو تے ہو شکیبائی کا

بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا

فسانہ اپنے رونے کا جہان مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا

آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا

کب رہتی ہے ہو وے نہ سبک وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا

بتو نسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا

آنکھوں حامل ہین ہوا ے برشکالی ہین سمجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب

جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو جلوہ سراب

چشم نرگس خط ہے سبزہ غنچہ گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موے دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوئے
ہزار شوق رہائی نثار پابندی
دیا سعی مین بوسہ تو کہا
کون کہتا ہے کہ غم عاشق نہین معشوق کو
نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
حلق منحور پہ رنگ زرک کی نہ چل غمزے سے
خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی
ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
زاہد و نہین زاہد اور میخوار سیخوار و نہین ہون
اگر یو نہین رہا جوشِ سرشکِ دیدۂ پرنم
توبہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینے پر
رندون کی جوش گزرتی ہے بزم شراب مین

بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بتا بانہ شمع
دیکھیے جلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف
اتنی اٹھکیلیان اے خنجر تبران کب تک
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگاے دل
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم
تھک گئے ہاتھ بس اب ہوگئے بیکار قدم
غافلون مین غافل اور ہشیار ہشیار و نہین ہون
حباب آسا ہے گا گنبدِ افلاک پانی مین
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روزِ حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا ے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صفائی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو سی ہے
ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
پیش حق ہو نکسی طور سے باطل کو فروغ
کرم ہے ساقی رحمت کا ستونکی بن آئی ہے

آئینہ کا ہوگیا ہے عاشق زار آئینہ
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشتِ آئینہ
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پرنور نے پھونکا مرے دل کو / کعبہ مین بھی تو آگ لگی شمع حرم سے
کیا لال لال نشہ کے ڈورے مین ہا ہا / آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے
باندہو عبث نہ قتل پہ منخور کے کمر / کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے
غلطان یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی / پامال کیجیے خاک مین اوسکو ملایئے
ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ / نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی
ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا / خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی
جنون شور افزا ہوا جاتا ہے / پھر اک حشر برپا ہوا جاتا ہے
منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین / مانگ اے زاہد دعا پھر خدا برسات کی
فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے / لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی اک نفس ہے
ہمارے ساتھ جب اوس شمع رو کی گرمیان دیکھین / رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شمع محفل سے
ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا / پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی
مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا اے وائے نصیب / یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی
ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی / شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی
بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا / آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی
بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے / عرش اعلی تک زمین سے شور نوشانوش ہے
فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا / زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص سید محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے / بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
ترک کیجے دیر سے مطلب نہ اب طوف حرم کیجے / تنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ داوری متعلقہ نارنول بیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چڑا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین / خدا کے واسطے ٹک کر حیا کو پاسبان اپنا

منشی تخلص سولچند کایتھہ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۳ اٹھارہ سو تینتیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا — پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا

کبھی زبان سے ہون آزاد ابھی قفس مین ہین — تمھارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین

خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے — یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا — کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب راے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے — غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

ذکر یاد زلف سیہ فام اے دل — یہ لا دیگی سر پر بلا یاد رکھنا

ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے — یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو بیدرد جنون سے — دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا

خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے

کھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف — ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑا اسکے خط کے سبزے کو لکر دیکھا جو نامہ — ہزارون گالیان صدکو دین شکر تمام ایا

خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کا ذرنے — کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہو کر

سکہ داغِ جنون سے دل تو مالا مال ہے
اور ہم شمس و قمر آنکے مرے کیا مال ہے

ہر بن مو سانپ کی بانبی ہے یاد زلف مین
ہے تو بان مار جو تن پر ہمارے بال ہے

آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف
جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے

غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا
الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان ولد ستار بند ولد شاکر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندہ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے
کب آسے بوسے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندہ پھاتی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کفِ پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے
بنا مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منشغف تخلص کنند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندہ دہلی

ہوا جسدم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین
ہراک گل آنکھ سے کر رہا تھا چمن مین

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

نہین ایا ہے دلا آج قدِ یار نظر
کچہ قیامت کے سے آثار نظر آتے ہین

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین منسلح کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو
جا لگا موتی تمہارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ کھب سے مرے دل مین گری ہے
ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترچھنا پلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بیکل
کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ

جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین
ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ نصیر علی

یون تو خط اوسکو مین اسے یار صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

۸۱ **منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم**

آبلے پڑتے ہین جہر جا کر گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچہ وصف خط کرنہ سکے گا رقم — کیسا ہی گو آپ کو آپ تراشے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — کنگھی کا دانت توڑکے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے یہ بیان ہمسے طلبگارون کا — اوڑگیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا ۲
فرہاد سے کہتی تہی تیشہ کی زبان ہردم — معلوم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد
اِسِ باغ جہان مین کبہی پہولے نہ پہلے ہم — جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیزو ذقن یار سے کیا چاہتے ہو — چاہ مین دیدۂ و دانستہ گرا چاہتے ہو
ہنا سر کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شنکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان در سالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تہی

ہم حسینونکی بہوؤن پر رکھتے ہین پانو نگاہ — روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پا کرن سے
ساون مین بہی وعدہ کبہی پورا نہین کرتے — باتون مین جہلاتے ہین وہ اچہا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہٹا نہین کرتے — تم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لیۓ دیتے ہین چہینٹے — خس خانہ مین بہی دل مرا ٹہنڈا نہین کرتے
بہاری ہے بنت اوسکی نزاکت کو نہ تہے — کب بوجہ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان — چپ رہیۓ بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ دفتر صدر دیوانی عدالت کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بے خبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سونکلے اگر دل کسے تو سینہ مرا مثل چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

کب بلبلے بجنے سے رندونکے ہو کیون مین بیزار
دختر رز سے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جا کر فوت کی

اکھون کھلوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھاری گال

کس طرح سے کہون آسمان حسن تجھے
چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے پیاری گال

وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا

نوجوانی مین بھی جھک کر ملتے ہین پیر فلک کی طرح
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

بام گردون پیا جدھا فکر عالی تو سہی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھارے بام کا

پرتو پڑے جو یار کا پڑ جائے اب مینا	پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب
مسی وہ ملتے ہین بوسہ ہے بے محل مانگا	سیاہ کار ہوئے لب گناہ ہوگا
رنگیگی آستین کیطرح اپنے ہاتھ بھی	بیتے اگرچہ چھینٹے وہ پیاری کلا
گھل گھل کے گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان	تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان کا
کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب سے ہے	سخت باتون سے یقین ہوتا ہے [illegible]
قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے	ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتا[illegible]

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر بیت ملازم بہار الدولہ نواب حسین[illegible] شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا نشہ لیکے سوے بیستون اگر	ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہ[illegible]

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا	ایک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا
پائے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز	لکھا ہے جو مٹے گا وہ لوح جبین
نے مدد ہلتے نہین بے چوب چل سکتے نہین	ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہار
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار	نکہت گل ہے شراب روح پرور باز
مجھہ تیرہ روزگار سے اوس زلف مست [illegible]	دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ ساسانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال صاحب دیوان گزرے

شمع ہم بزم نہ ہونا ہرگز	دل جلونکا بھی کہا سیکھیے
جیب پر بیٹھے رہتے آن پڑی اپنی جان کی	تو بھی نہ لائے ہم ترا شکوہ زبان
اپنے کوچہ کو خار بست کیا	یہ نہ جانا برہنہ پا ہین
نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو	معلوم تا کرے وہ مرے انتظار

پھول جھڑتے ہین ترسے سنہ سو مری انکھوں سی حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن سے نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی مست مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلا زلف یارب کوئی نہووے اسیر بلا زلف
خاموش ہوگئے ہی گو باکہ ہم نہین خاموش یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگہ کایتھ دہلوی نبیرۂ مادھو رام صاحب انشای مادھو رام

ہیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن جو ترسے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یا دو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی السلاح ملکیند نہ آئی شہ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و رنگین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گو یون مین کم گزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب ہے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ... اور نظر نہین آتا مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سنا نے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی لوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تہنے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر تا ان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
اے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
کچھ سکے جو کہ مین چپ ہون تو تم کتنے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانو نگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے صد ہا وسمِ غارتگر دین کو بری
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تہا
موت کے صدقے کہ وہ بیپردہ آئے لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجا ئینگے کہین
کسدن تہی اوسکے دل مین محبت جو اب نہین
مرغم تو بہی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آ
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو
دل بھی شاید اوسی بد عہد کا ہے
دیر تلک وہ مجھے دیکھا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگما
ہمارا جان کے جانے مین بہی ز
کچھ اب تو کفر مومن دین د
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو
سمجھ تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہیں
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نا
شب خدا جانے کہان وہ ستم
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ
ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین جی
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بہر دکھلا
ہے وعدہ کا فزون سے عذاب ا
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب
نیند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اقدر ہی ناتوانی جب شدت قلق مین
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
میرا گلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی قاتل تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین دہ حال ہے انجام کار عشق
بیوفا کہنے کی شکایت ہے
روز کا جھگڑا آخر جان پر بنا دیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
گھرکے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن مین اپنے نالون کے صدقے کہ کہتے ہین
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا
خورنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورہ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
وہ ہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلسانا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نارتتان ہے اب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آتے ہوئے ہر گام پر رکتی ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکہ کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد دیکے دوا ہے عشق

کچھ شعر

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
خشم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل کی
لگائی آہ نے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گنا
وصل بتان سے تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
تجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
اوس کو مین جامہ سے نکلے مدد اے ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کہان کھنچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب و ہوائے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور رہا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جو ہے یار
دعوی حسن جہانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلائینگے جسم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو تیر الم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہو گئی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
حضرت مومن اب تحسین کچھ ہم مسجد مین کم پاتے ہین
بد دعا مین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کہوگے تم مین ہر جائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے تو لیجے کیا ہمین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین جانتے کبھی اپنی شب [illegible] زمین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بھی تو یہان نیند اڑ گئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہے غیر
دکھاتے آئینہ ہو اور مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس ناتمام کے صدقے جسکی دولت
جز تہ نیر ہین مرے دشمن تو اور بھی
کیسے کئے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ جا شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو یہ کا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر شب ہجر بچھاؤن کیونکر
ے دیا کیجیے بوسہ طلب اول یہ
سرمہ گین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوادی ناتپش نے تیری شوخی وصل کی
محفل مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر تجھے اپنی جان سے کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی نے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جانے نہ دے کعبہ بھی غل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آستین
کھو گئے پھر بھی کہ مین سمجھا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کہ نہ آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیج دیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مگر بر مین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مر گئے ہم دیکھکر چین ناسے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی تر ہو دل مین گھر نہ ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلہ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ایسی ادای بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو

دنرات فکر جور مین یون رنج اوٹھاتا کب تلک
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو

مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

شب غم کا بیان کیا کیجے
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سبب یہ تو کہینگے
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے

مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
وہ بت جو ہے اورونکا تو اپنا بھی خدا ہے

سمجھے کے اور ہے کچھ مرحلا مین اے ناصح
کہا جو تو نے نہین جان جائنگے ہم آنے کی

باندھو اب چارہ گرو چلنے کہ وہ بھی شاید
وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے

کر علاج جوشش وحشت چارہ گر
لادے اک جنگل مجھے بازار سے

گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

پونچھے آنسو وارفون کے کیا کرون اب بیکسی
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے

خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے

اب تو جلنا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھایا جائے ہے

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
ذکر کر بیٹھے برا ہی ہی ہے شاید مرا
نکرنے تجھے نصیحت ا سکے بیٹھے برہمن کی
خیال خواب راحت ہی علاج اس بدگمانی کا
مومن ایمان قبول دل سے مجھے
کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیے
عدو کے وہم سے گلتا ہون بزم غیر مین ہجر
تسلی دم دالیسین ہو چکی
جان بلب ہون خبر وصل سنا دے قاصد
مر گئے پر ہی سبے خبر صبا و
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہین
مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دون
وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
وہ جو کہتے ہین تجھے آگ سے لگے
غضب دل زور آزمانا چھوڑ دے
ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے

ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارما
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان
لیکے او مٹے بھی تو اک نقش شا کے
ہے سبب مری الفت سے ہی بیخبر
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات سے
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جا
وس بس روز مرتے ہین دو چار
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گیا
ہمین ہو چکی جب نہین ہو
لب ہلانے مین ترے کام مرا
اب توقع نہین رہائی
ہرزہ بازی سمے رہنمائی
سیر بتخانہ مین خدائی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین
اپنے تر دیک جلاتے ہین
خردہ وصل سناتے ہین
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھو
زبان تھک گئی مرحبا کہتے

ون بتاکر حال دل کتنا نہ تھا
مکو جلدی جانیکی مجبکہ مد اب جانکنی
ے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
ن بھی کچھ خورش نہین دغا کر گئے
ریۂ وآہ بے اثر دونون
دہ یوختی ضرور تھی اے چرخ
ل کھول کے مل لیجیے مومن ہمنون سے
در جوشش تڑپنے کو تھا ولی بسمل قتل
ر غفلت سے باز آیا جفا کی
ب وصل مدد کیا کیا جلا ہون
یجے اے دل تری جلدی نے مارا
ا اوس بت سے مرتا ہون تو مین
ین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
بط اوس سے نہ یاری آسمان سے
آئے ہین پشیمان لاش پر اب
اکی بے نیازی اے مومن

بات بگڑی میری سبھی تقریر سے
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے
اسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی
سکنے کشتی مری تباہ نہ کی
کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
اس سال مین گر ہوی حرم عزم سفر سے
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
حقیقت کھل گئی روز جزا کی
نہین تقصیر اوس دیرآشنا کی
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
کہ سخت چاہیے دل اپنے راز دان کیلیے
جفا بہ مدد لاؤن کہان سے
تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے
ہم ایمان لاتے تھے ناز بتان سے

نفیس تخلص میر سعادت علی بنارسی

ن جوشش گریہ ہچکیان لینے لگا نفیس | آجکل بند ہے اب نالہ شبگیر کا شور

نفیس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد
مستحسن خلیق تخلص باشندۂ لکھنو بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین
ملاقات ہوئی تھی

دن کے لوٹنے کی جو میرا دسکو ہنسی | افشان لگا لگا کے ہجرائی تمام رات
ے کے جبین کے ہونٹھون نے بوسے دئے ہین | اوسنے زکوۃ حسن لٹائی تمام رات

سونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا
سوت ایسی ہوگئی کہ نہ آئی تمام رات

حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہین پیچ یا نصیب
کاہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف

مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈھونڈ لا دل
یہ کون لے گیا مرے پہلو سے اوڑا

شکوۂ جور وجفائے آسمان کرتا نہین
مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا

کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہان
کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں

مہاراج تخلص راجہ سلاس رائے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے
رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہر دل کو
چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ
دلربا کے کاکل پیچ پیچ مین دل رہا

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میرمنشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پائے نگارین یار کی
مثل عقیق ہو گئی لوح مزار شہر

کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے
ہے برق جلوہ گرمی مشت غبار

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا ا
ومسکن لکھنو ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور فور
اور چار چین علم حکمت مین انسے یادگار ہین سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین بعد
کو گئے وہان سے مدینہ مین جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

مین ہر غم اسلیئے بلبل صفت وزار نالان ہون
کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دل کو

مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل
یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر د

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاه
دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو
کہا ہو گیا ہے کچھ آزار د

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پہنچا کے دل صدا مین زلفون کے رکے — وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اڑاتے ہین
وصل جو پہلو مین رہا تو نہ دکھائی مجھ کو — آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو
ان سکے سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت — صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

لکھا ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا — ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا
سبب شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جاے گا — بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا
غنچہ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید — پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشدآبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب — استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب
ان گل خزان سے غنچہ دل خشک ہو گیا — کسکو ہواے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین — تیز تر ابروے خمدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آراے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے — کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے
ترس آیا تجھے اے عشق ہر یہ کیا غضب — گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

جان بلب ہون رنج دوری کلکتہ مین مجھے — آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹھ

تیرے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب — اوپر ترا عتاب تو ای جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندہ دہلی

خاک ہو لیے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی ۔ نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر آہ ۔ پہونچتا ہے اکدم مین پاس میرے پر لگا
سرمہ گین چشم کو بیمار کی لے جلد خبر ۔ بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی
یہ تو اپنی خواب مین بہی بر نہ آئی آرزو ۔ ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان حیا متبع مصطفائی باشندہ لکھنؤ شاگرد تسلیم دہلوی کلکتہ مین بہی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکے اچہے ہوتے ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان چہپا نظر سے گذرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے ۔ بہلا بے مروت بہلا بے مروت
معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری ۔ پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی ۔ اٹکی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح
محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری ۔ یون مدعی لگا لا کرین مدعا ہو دل
اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین ۔ کیسی افتاد مین پڑا ہون مین
نہ گیا اے فلک غبار ترا ۔ خاک مین گو کہ مل گیا ہون مین
جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون ۔ قیامت سر بسر پہلو ہوگی مالک اور رضوان مین
ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے ۔ چہوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین
مارنا کیسا کہ دہمکاتے نہین تلوار سے ۔ تیز فقرے قاتلون ہر کب مین ڈالا ہمین
بہاگئے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتہ ۔ ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاک ہاتہ
سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے ۔ قدر روئے آئینہ توقیر پشت آئینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے ۔ آرزو دل مین رہی جاتی ہے
قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر ۔ مہندی پاؤن کی گہسی جاتی ہے
ستم جا ہو کرو ہمیں نوازو یا ترحم سے ۔ قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
شراب کہنہ ساقی ہی کہہ کہکے جیتے ہین ۔ نہین کم تعلق مینا ہمین مینے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انہون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے مضمون سے یہ ہاتھ آیا ہے ۔ رکھتا ہے ایک کمانی چھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک ۔ جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہوا اوسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب ۔ نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب
بچھتے ہین تحت و فوق مین ہجر آ مین تیری ذو زمین ۔ رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین ۔ جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب یار اے دل ۔ دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق ۔ ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین ۔ زہر منہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جانو نہین بھی تاثیر ہے ۔ دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا مجھکو یا خدا سمجھے ۔ سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا اسے مجسم صنم اپنا ۔ افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان ۔ شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ شاگرد جرات صاحب دیوان گزرے

خمار مے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ ۔ نشۂ عشق نہووے جسے بیہودہ آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مری دل کی ۔ خورشید قیامت ہے نشانی مری دل کی
فسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور ۔ دشمن ہے یہ شبہائے جوانی مری دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبرآباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالہ سنجۂ مہر ہین ۞

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی حساب ۔ بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین ۔ عین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب
روٹھے ہوئے ڈانٹے ہوئی دھمکائی ہوئی ہین

کیا بات تری اے لب جان بخش ہے کیا بات
عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی تقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش
آرام زیر خاک بھی اب خال کیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جا کر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا سنہ ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سواے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین ایسا مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو کے
خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا

کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے
اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھ سے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہو نکا

جیتے تو مراد نے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اسکی سبب
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھکو وانکی بےنیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تونے کہ یان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالوں کا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا
جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اڑ بھی رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہر چند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

ہمسر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بچا نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین
تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہو نین
زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
دل میر کو ہماری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین
مرگیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے
ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین
پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے
دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
سنے جاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاشکر اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم
میر سے پوچہا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بید ماغ کہ ابرو بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تہی
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب پہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سدرہ تہی تنہا نہ کی صحبت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تلک ستم مجھپر جفاکار اس قدر
اپنی فلک مین بہی ہے میر ضد نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بہی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابہی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جاتا مرا اودہر کو بشرط طلب ہو اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اوسنے ہمین زہر دیا پان کے بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار و فا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی مر دیا کیا رکر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان آزار اس قدر
پھر مری گرد اوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اوٹھ کر
یہان کی کبھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہکر
ہے بیار رہے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل چرخ
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر

ضعف یہان تنک کھنچا کہ صورتگر
رہگئے ہاتھ مین قلم لے کر

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر

آزار کھینچے کیا کیا اون پلکون سے انکے
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر

منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز

کیا کہیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش

لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش

پان لیتا تو جا فقیرون سے
برگ سبز است تحفۂ درویش

سب سے آئینہ نمط رکھتے ہین خوبان اختلاط
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط

غلط غلط کر رہون تمسے مین ذرا غافل
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ

کسیکے کہنے سے مت بدگمان میرے ہو
مگر
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق

ہم گڑے اوسکے در ہی پر مرکر
اور کوئی کرے وفا کیا خاک

اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہاے گل

جانین ہین فرش رہ تری مت پامال چل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل

رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل

اسیر ہین شاید اوسکی زلف سے کام
برسون سے تو الگ رہے ہین ہم

ہے تہِ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم

ترشرو بہت ہے وہ زرگر پسر
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سے ہم

نہ مل میر اب کی امیرون سے تو
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم

مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اس قدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اشد میرا
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب وسکو تئین
میری سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میز
باغ کو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دونو ہنر عشق
نامہ کو چاک کرکے کرے نامہ بر کو قتل
یاس ہی جی نجات کے غم مین
آگے تو لعل نوخط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ نگاہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پرتب دید کرکے کیا
بوے گل اور رنگ گل فقد ہوا اللہ ای نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنی غضب نہ بتان
تا کہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ کا خدا ہین ہم
گویا جنس ناروا ہین ہم
لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یا رب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے اب تو سبت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل ہین پتھر کے انھون سے وفا کرتے ہین
رونے کے تئین آندہی ہون کڑھنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گو اے مسیح اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
مجملہ خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عجب ہر مین نے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
لیلی کا ایک ناقہ ہو کس قطار مین یہان

تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
بھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی وہ کوہ طور نہین

تری انکھون کو آ اون دیکھنے مین تو عجب مست کر
کر سنت ہے عیادت اور انہین بیمار عشق ہین

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
یون نکرتا تھا پائمال ہمین

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہین دونون

ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو

مت تربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشان تو

اب سے کہوگے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو

یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

کب شرح شوق ہوسکے پر تو بھی میر جی
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو

ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
اس درد لا علاج کی کچھ تو دوا کرو

ظالم ہو میری جان یہ نا آشنا نہ ہو
بیرحمی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو

کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو

ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو

خطرہ بہت ہین میر رہ صعب عشق مین
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو

زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو

چمکتے دانتون سے اوسکو ہوئی ہے روشن میر
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگہ ہنسائی ہو

یہان جرم گنتے اب تلک ہونگے خط بھی ہٹ گئے
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلا تو
نامرادانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا میں اوسی شام کو تند
یہ طشت و تیغ ہے اب یہ میں ہوں اور یہ تو
میر کو کیوں نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جس میں سو عاشقی ہے وہ
ویدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار میں
لطف پر اوسکے ہمنشیں مت جا
پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
ادہر توبہ کرے ہے میر ادہر لگتا ہے مے پینے
جاتا نہیں اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہیں اشک دمادم سے بھی
رحم بھی دیتا تھا تھوڑا اس خرابی کے ساتھ
آج پھرتا ہے حشمت میر ویران
گئے جی سے چھوٹے بتوں کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
میں جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہر کیا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگا وے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد دل کو اپنے جو ناچار چھپایا کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا ہے تو جو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگرچہ
اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ
ہاے ہر شمع ہے مجلس میں پروانہ
ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تجھکو میر سے صحبت نہیں رہی
کہاں تک اب تو اپنا اوٹھ گیا ہے اعتقاد اوس سے
پھر میر جمعہ کی شب دود دہر کہاں ہے
ہمیں جی سے مار اتری آرزو نے
اس زمانے میں گئی ہے برکت غم سے بھی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داد محشر سی ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کبھو میر بھی آج کیوں ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوس بن خانہ خراب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھون مین
ساری مستی شراب کی سی ہے

اب جو اک حسرت جوانی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے

وہ کالا چور ہے خال رخ یار
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرا لی

اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے
عمر نے ہم سے بیوفائی کی

زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
کس بھروسے پہ آشنائی کی

ہمین آمد میر کل بھا گئے
طرح اداؤن مین مجنون کی سب آ گئی

شرمندہ ہووین طالع خورشید و ماہ دونون
خوبی نے تیرے منہ کی عالم قرآن کیا ہے

سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھامے ہے زبان شمع
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے

غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یارا ہے
اس کتے نے کرکے دلیری صید حرم کو مارا ہے

ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوئے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے

تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے
امید عیادت پر بیمار رہا کیجے

مارا ہے کسکو ظالم اس بے سلیقگی سے
دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے

قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے
ہمارے چہرے کے اوپر بھی رنگ تھا آگے

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے

لیکے کروٹ مل گئے جو کان کے موتی ترے
شرم سے سر در گریبان صبح کی تارے ہوئے

تمناے دل کے لیے جان دے
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے

بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جاے تک
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے

یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
ٹک ہونٹھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جاے

اب خدا مغفرت کرے اوسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوی قبول
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی

بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے

اوداسیان تھین مری خانقہ مین قابل سیر
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا بھی ہے

رکھو آرزوئے خام کی کرو گفتگو خط جام کی	کہ سیاہ کاروں سے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے
لب پر ہے جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر	ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے
جی مین ہماری بھی تھا پیوین خراب	پیر مغان تونے کرامات کی
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی	ہے حق بطرف اوسکے جلنے کا مزا جانے
عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی	چپ رہیے تو چشمک ہے کچھ کہیے تو گالی ہے
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر	کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
حال بد گفتنی نہین میرا	تم نے پوچھا تو مہربانی کی
پھر نہ شیطان سجود آدم سے	شاید اوس پردے مین خدا ہووے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف	عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر	ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کی
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا	اور بھی وقت تھے بہانے کے
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق	مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہین	القصہ خوش گزرتی ہے اوس بدگمان سے
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوئے تنکے	ہوا جو یہان کی یہ ہے تو یارو غبار ہوکر اوڑ کے جاوے
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم رہیگا	تمھین فضیلت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا کرے
سرہانے میر کے آہستہ بولو	ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میران تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک آگیا	ہاتھ سب لگنے لگے بطرح محرم اسرار سے

مینو تخلص منشی شیو سہائے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہانپور مقیم [illegible]

ہر گل گلشن کو سمجھے عارض رنگین ترا	نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ گیارہ سو اٹھتر ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوشش ہوا ۔۔۔ ہر طرف چاندنی کا جوشش ہوا

تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ ۔۔۔ پریخانہ ہوا گھر آرسی کا

غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ ۔۔۔ پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی ۔۔۔ ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی

تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھوں سے ۔۔۔ مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہی زندان مین ہوا ابد رہائی ۔۔۔ زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگہ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اُسے بہانسے اوس پاس جائیو ۔۔۔ یہ کسکا خط ہے مجکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہا پریشان عقل سے دوری ہے ۔۔۔ ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص سید محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہلتا ہی نہین ۔۔۔ تجھ مین اور مجھ مین نجانون پڑگئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اِن مین بہت بڑا عیب تہا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ اودھر کی تو دل کے پار پہونچے ۔۔۔ خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا

سیکشی کا جو ہوا اوس بت کو خطا کو خیال ۔۔۔ خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا

تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا ۔۔۔ اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا

دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا ۔۔۔ دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے
کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندہ مینسنگہ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین
ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین

می کی بدلے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر
محتسب بنتا ہوا پھرتا ہے میری تاک مین

چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی ہے چین ہم
مین ٹکواے ہو دامان قبا کے چاک مین

تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا
ٹنک سے کے جھوم رہا ہے ازار بند نہین

عدو ہے وصل کی شب دست رعشہ دار اپنا
کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین

ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے
پسند غنچہ گلشن کا زہر خند نہین

جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا
نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین

اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو
تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین

مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر
کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین

آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی
سانس چلتی ہے سینہ چل چل کے

جوڑ گیا ہے جنون جو زورون پر
پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپٹی کلکٹر الہ آباد خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرہ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق زقن سے ہمکو جھکائے بہت کنوے
جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا

چوٹی کی تیغ پیچ سے دلکو ہوئی شکست
آخر اسیر طرہ طرار ہو گیا

مرتا نہین ہون گیسوؤن کے عشق سے ذرا
دونگا حساب حشر مین بال بال کا

وہان نزاکت سے ٹوپی تک گران بالاے سر
کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالاے سر

کیا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا
نکلا دریا سے تو کیا جلد ہوگیا کان مین

شیخ و دور سے مین گنبد اسولی نظر آنے لگا ‌ اوسنے انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین

دل مین ہوس لعف جلیبا نہین رکھتے ‌ ہم سر نہین رکھے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم ‌ کیون آئینہ دل کو صفا نہین رکھتے

کہتا ہے کف دست صفا کو وہ دکھا کر ‌ موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما ‌ یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال کا ‌ نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے ‌ شام ہی سے جوشش پہ کچھ نالۂ شبگیر تھا

نازش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیر آبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے ‌ نازش کہان تلک مین کہون ماجراے دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا اگا کا ‌ ہوا ہم عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ‌ موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے ‌ اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا ‌ عورت انھین باتون سے تنہا گھر نہین ہوتا

کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر اکڑتا ‌ نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

دیتیا کبھی تجھ نے لٹھایا تھا کہ شب بھر ‌ لیٹا تو رہا پاس یہ کو سوئی ہی نہین تھا

میری نماز کوئی اس مردوئے نے اگر ‌ ادنگھتی تھی اسے دوا مین کمبخت ابھی نہا کر

اے زناخی مردوا ہے بدگمان ‌ تو نہ کر باتین ہمارے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی جو ماجائی ‌ اے دوا ایسے نہ دے سے ڈرا کا مجھے

فوارہ کی طرح سے دو ابھی نہ تھم سکے — تم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے
دس گھر تو جیت چکے ہین کہانتک کرون ختم — کس جا بٹھاسے دیکھئے آپ آسمان سے مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ اس امر کے منع کرنیکلیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہو واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے ہیں ہے اعمام عداوت سے غلام — میراث پدر چھینے مگر پائی تمام
اس دعوی باطل سے ستمگارون کو — حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترا سے اعمام — پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین ومتاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دن محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے سنہ ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا — طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین — تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا — رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا
رشک مہتاں پر ہے کیا اوسکو — رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندلون — بدلا ہے شیرہ سے مزاج آفتاب کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا — اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
کافر ہون جو سیر ہم رہین محروم و اعطا — کر سکیدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا

ہے دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہو گیا
سوال وصل میں ملنا پہ پیرو تیرے ابرو کا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
ذبح کر ڈالون گا کراکی تو بولا شب وصل
دیکھے تیرے بازوئے نازک کو پھر تکلیف تیغ
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ گراہا شب کو
اثر خون جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
اگر ہو جا اے سمندر یقین ہے ہو خاک مین جلکے
دیکھنا اس گل کی بدذاتی نہ پہونچے تا بجواب
ریکھی چھڑی جو نازسے اوسنے تیر فرقن
بس یہی تدبیر اب اونکے بیکا دینے کی ہے
دیر ویران ہین ترے عہد مین کعبہ ہے خراب
ہون وہ سرکش کہ بستی مین کہون کہ الٰہی
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کر دو قتل
واسطے یہ کہا تیرا رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
کبھی ملجائے خدا اسکی مجھے یاس نہین
نکالا کار دوان خلد نے بھی آکر نہ ای ناصح
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پہ عاشق
ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
سامنے ہین انگیا کی چڑیا کو بنت کی چینیان
یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
ہے جو یون مکر وطبع پاک کو مضمون غیر
جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین

بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہو گیا
اشارہ ہے براتِ عاشقان بر شاخ آہو کا
آج آئی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار کہے مرغ سحر چھوڑ دیا
لائیوا سپنے شہید دن کی نہ مدفن زیر پا
کر دیا ان کو ترے حیا نے سونے زیبا
نہین مرتا مین فرقت مین برا ہو سخت جانی کا
سنا جو ہوا تماشا اب محشر گھر نہین داغ آتشین کا
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے اے عندلیب
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب قن کی تباہ
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز بخار پر
جمع آیت کا نہ نیرد نیدا ترے کوچہ مین
لاکھ تلقل کہے شیشہ مجھے مینا نہ مین
عزیز و اسکے سوا اور انتقام نہین
ابتو اس دم نالہ آتش فشان کرتا نہین
اے صنم ہے ترے ملنے کی مجھو آس نہین
مرا دل کیا بڑی ساعت گرا چاہ زنخدان
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین
اکیلا ہین عاشق و معشوق کیونکر ڈاب مین
ملتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آسین
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان [illegible]
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
دم اخیر تو کرلون نظارہ جی بہر کر
جو ہوتا وصل قسمت مین پہرتا یون خدا سے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے ستے فاش نشہ مین بدمست سرغیب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
تمشار سرو مین یہ خوشی آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکہتے ہو ناسخ
ترا نیچی دکہانا اے معلم طفل بدخو کو
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانۂ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
دل تنگ ہے فقط سے ہے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن ہٹا گردیجے
ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکہ کسیطرح تو سرو کار مہربان سے
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچہ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
راز کا چاہیئے عاشق کو چہپانا ایسا
مارتے ہین صبا فاقہ مست کو ہوتا ہے جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سوز غم

شہر ہے توجس شجر کے تلے وہ نہال ہو
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کہ طالع سب کے ہین علوم اوس طفل برہمن کو
کہا مین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمون
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میری دشمن بہی نہان رکہتے ہین اسرار کو
طوبیٰ کہون مین قامت موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسن عمر روان کو تازیانا ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بہی گہر جلجاے
بدگمان سمجہا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے
دیوار قہقہہ بہی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہوسکے
کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گہر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
دلمین ہو ذکر صنم ہاتہ مین قرآن ہو وے
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تحریر ہے
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حرف ہونٹھوں تک آ کر رہ گئے ہم سے
ڈھٹا اثر کا اوسکو تو وہ بھی نکل گیا
اوس پری نے دی زنہار بدر انگشتری
تاب شنیدنی کی نہین ہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو شعور ہے
سے بیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکھا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بھر آیا ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار سے جانے نہ پائے
فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا
دونون گال کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ قمر حسن رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
انڈا کھٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
راستے بھی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے

گر کبھی اے صنم بجے اخفاے راز سے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے دو مجنون
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
سیان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان نکلی
نشین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی
کر لیلی حیا تکتی ہے منہ چھپا کے اپنے محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا برہمن ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچا یا قمریون نے بھی مبارکباد کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لن ترانی ہو گیا
کھل گیا سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم بیضہ فولاد ہو گیا
جاگنا بھی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آسکی تیری گلی مین کب ہے بار اشام کا

یا پھر گیسو کا بہت ہے اور تھوڑا سانپ کا
مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ یہی تجھ سے پوچھتا ہے
حسن کو چاہیئے انداز و ادا و ناز و نمک
باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤں وہیں
کہتے ہیں ہوتی ہے بات اولٹی پر پڑا دونکی
ہوئی یہاں آمد و رفت نفس بند
کان میں محبوب کی آواز بھی آتی نہیں
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہیں تکیہ سے سائیں کونڈی سونٹا چھوڑ کر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
کوتہی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تھی درازی میں
کچھ تری بات کو ثبات نہیں
ہائے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دھوم عالم میں مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند مزامیر گلے میں
جو روز ہے وہ طول میں گویا ہے روز حشر
مر چلا ہوں امیدواری میں
انکھ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
در نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہیں سکتا
کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
کیسا ہے مزاج یار قاصد
لطف کیا گر ہوئی گور و کفن کسطرح کہاں غنچہ
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے غدار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت میں مجھکو رشک ہے خلیل
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہیں پر ذکر زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کوتہی میں ہے جسقدر شب وصل
ایک ان سے تو پانچ سات نہیں
وصل کی شب جاگتے ہیں روز فرقت بھی جاگ
آپ رکھتے ہیں قضا اور قدر آنکھوں میں
ہائے ناسخ مجھے کچھ عار نہیں ننگ نہیں
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے میں
برسوں سے وہ پھر نہیں ڈھلتی ہے ہجر میں
ایسے ان سے وہ کرتے کاش نہیں
کو فنی جا ہے وہ ہرجائی جہاں ملتا نہیں
میں تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہوں

وہ لون اوس غارتگر دیر و حرم کے یار ہین
نہ کر پرواز ابہی اے طائر جان ایکدم رہ جا
آگے ترے انکہون کے چہ کالا ہے پریرو
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
آگئے ہین کسقدر ہم بہی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر ہے یار ہون بزم غنا مین بیقرار
کسی نسبت سے مین واقف نہین جنس بادۂ تلخ
جنون پسند مجھے چہاؤن ہے بہولون کی
امید وصل مین ہم جہولتے ہین برسون سے
تو وہ شیرین ہے کہ تجہہ پر ہوئی شیرین فرہاد
گزرا اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بہرے ہوئے
ہون گاہ ادہر گاہ اودہر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بہر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
رنج غربت دشت وحشت کنج غم شمع مزار
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جبکہ تاکا پہنچ گیا جو کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہ تہا
وہ باہر آنے پہ ہین اب کہو تو بند کرا ہین
ہر چند کہ ہوتی ہے بیچارے کی ٹہری آنکہ
کوئی ای جوش جنون پیدا ٹہکانا کیجیے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجہا کیے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے
ہے تماشہ حال میرا صوفیون کو حال سے
زاہدا اجو سمجہہ تارک لذات مجہے
عجب بہار ہے ان زرد زرد پہولون کی
وہان رقیب نہین تیار یان مین جہولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجہپر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا جاہتا ہے
کر عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجہے
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانونکے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بہرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چہوٹے
شل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی
کمکہ تیر اندازی آج ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
تیغ سے ہے چال اوس محبوب چھڑبازکی

یہ نزاہٹ یہ نزکت ہو کہان سوزن مین اے ناسخ
تن محبوب مین غالت ہی وست انگشتا رسوزنکی

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو
ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

دکھنا جسے ہو گیا دہ عاشق
تیری آنکھون مین موہنی سے ہے

دنیا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

ہین حسین اور بہی پر تجہہ مین ہے ہر بات نئی
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست
بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر اسیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہ
شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے ولیکن اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
دل مین بہی اب تو اونکو بٹھایا نہ جایگا

قسمت مین غم ازل سی ہے روز سے قائم
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تو تم
دیکہا وہ کچہ کہ جی سے بہلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر لے اس مزے سے اوٹھائی جفا کہ اب
اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنو شاگرد مرزا
محمد حسن مذہب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان انسے یادگار ہین

ہین لیے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
نوک کی ابرو ونسے لیتی ہین خود سر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکہائیے
آئینہ دیجیے دم دشنام ہاتھ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے بال ابرو
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ
نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر تمہارا منہ

اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون
بجلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

نخبۂ شعرا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نے سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر سرکش کمند زلف ۔۔۔ پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا احمد علی باشندۂ قصبہ رہنوا شاگرد اکرام علی توانا

خط بیمار کو رکھتے ہین سرانے تلوار ۔۔۔ کیا مناسب ہین میر دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار ۔۔۔ گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن

دل محو پابوسی آہوے چشم ہے ۔۔۔ کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا غیاث علی ماہ اکبرآباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے ۔۔۔ پہنے ڈالے پاؤن مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوسکے تو خورشید قیامت ہو عیان ۔۔۔ ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہووے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو ۔۔۔ عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوسکا فرید خو سے اگر راہ نہ ہوتی ۔۔۔ گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین بعض اللہ کونسل ہند کی ممبر ہوکر سنہ ۱۲۸۱ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایمان کی تمنی نہ اوتارا ہوتا
جز جھکے تہے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

بیچے بسیم و زر اسنے نہ دین و دل جوئی
کچہ اور خاک نہین جانتے مگر لینا

ملے ہو وشنا کو ناظم اگر ملے مجنون
وزرا ہماری طرف سے بہی پیار کر لینا

کیون آکے کہو دیر یہ کہ وہ گہر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین گردن کیا
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مین جانتا ہون میری قضا سے اوڑہی ہے نیند
وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تمہین یہ عدو کی ہے غرض
یون ہی سی کہنے مین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
پہیر دیجے کہین گہبرا کے مرا دل مجھکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی ہی کیا پسند ہے

حشر کو کہینچون ترا دامن بہلا دیکہون کہ تو
وہان بہی جہنجہلا کر کہے یوسف علیخان چہوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکہنوی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

وصل ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان و قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیے باشندہ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتہہ ولایت سے ہند مین آئے تہے کیمیاگر مشہور تہے

دیکہہ ہمراہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چہوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ مین بہی بہول گیا
قفس سے چہوٹ کے آیا جو مرغ زندہ

کب اتنی معطر تہی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بو سے کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹہاست ہین صبا
اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکہکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چہوٹی لال باشندہ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
او نہین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندہ تاکرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اک دم مین کر دیا بسمل — اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد متطلم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا سکے ہر اک اشک ڈ سو طرح کی طوفان — باقی مجھے حسرت ہے کہ اے دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار — تھکین کہین نہ جان تمھاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین ما آگ لگ گئی او بجھنے لگا وہان — دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا — بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان تجھ بغیر ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجو مت ہاتھ دامن گل تک — سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص منولال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا — دیکھ تو اسے بےخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے — مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میرزا نزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا — لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدہر سے نکلا

مین سے بیٹھنے کہین نہ دیا — مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا — پھل چڑھانا میرے مرقد پر تو پھل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکہتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف
شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف

سحر کرنے کا ازبس خیال رہتا ہے
شب وصال بہی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کے سایہ پر بہی مجہے
رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکہنو شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین غلطی سے مجہکو لوگ
آتا نہ تہا کبہی مجہے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکہنو شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بہی آئے تہے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا
رکہتے نہ رگ عاشق بیہوش پہ انگشت

یہ عکس نہین سرد کا اے بلبل نالان
ہے جوی چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکہنو شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین رہنا آنکہین
چشم ساقی کو ہوئین دیکہکے سرشار آنکہین

نامی تخلص لالہ منعمن لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسکے ہماری جو بیکر شراب گرد
آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا حسب علی بیگ لکہنوی برادرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تہی راہ انتظار یار پر
چہاگئی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص بانی الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکہنو خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم نماز مین مجہے چہوڑکے جانا کیا تہا
جان جانیکو بہی عاشق کی نہ جانا کیا تہا

ہین اوس شاخ حسن کے ہم ذل یہ باکمین
نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف

جنبش باد سے شاخ گل تر نکلے ہے
یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

خوش تھا

امید دل وہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے — مگر ان جاننے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے — تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسیکے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے — ق — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندہ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دو پرہ نشین ہمکو اشارے سے بلائے — اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہوا ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

ازبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز — اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندہ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آئی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی — مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی ستیل پرشاد باشندہ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد
سودا صاحب دواوین اردو و فارسی و بھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے — تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترنے ملک فلک سیر یوسف زمین پر نکلے — ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی — یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کے نکل جا بینگے ہم — یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلا بینگے ہم
اور وکی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون	عارضی میری زندگانی ہے
تم انجمن مین رات عجب آن سے گئی	بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین	ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین
اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار	آستانی یہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہے دن رات حنا	خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
مثالِ برق شیوہ ہے ہماری آفتِ جان کا	کہین دیکھا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزے ہون اس ادا پر	قیامت جو مچ جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین دامنکا
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے	بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
اے شمع نقل تو نے بیان اصل کر دکھایا	کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ہستی کا
گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا	کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا
شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آ رہا	غیر دروازے سے بیچارا راہ ہی تکتا رہا
ہمسے لڑنے وہ وا نہین کوئی بنو لو درمیان	ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے ہین بارہا
سو بات پوچھیئے تو نہ دے ایک کا جواب	کر دے تھکا تھکا کے ہمین یونہین لا جواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے مزاجی لوٹ جاتا ہے	کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک	دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین	کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا	ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے	لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے
اوس آینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے	ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے	اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین سب ساختہ وہین	دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کی ہاتھ
بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا	انصاف تیرا حشر کو دن ہے خدا کی ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا	رکھو نگا سر کو پاؤن پہ جوڑونگا جا کی ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو چپک ہجر مین توڑی پتھر	کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین قسمت مین ٹپکتے آنسو	دل ہے ہجران تری قدرت کہ نچوڑی پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا	ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادۂ الفت مین زاہدا	یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل	نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو	ہمسے نہ کبھی چار ہوین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جبدم	کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو	ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمٹی چادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے	نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظروں نظروں مین ہو گیا غائب	ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے	تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی ۔۔ اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے ۔۔ تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان پادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادۂ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

انگرا و ڈرا رہا ہے جو مثل انار دل ۔۔ دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع ۔۔ لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندۂ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہو نہین کچھ بولتے سنتے ۔۔ یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

نہیں ہے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی ۔۔ یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجائے تو جائے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے اوٹھگیا دنیا سے وہ کج ۔۔ گرایا گل جسے اپنے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندۂ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی ۔۔ منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر جاتے ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا ۔۔ تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے ۔۔ تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور ۔۔ خدا جو دے مجھے اک دم کو بھی مزار مین رخج
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور ۔۔ کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم برادر نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر تہی تہی | بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچہہ بہی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہوکے محفل مین آئے ہوئے ہین | غضب کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پہر دوستی کی اوس سے توقع | جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع اٹاوہ

بو گیسوے پر پیچ کی بند سنگہاؤ | مدت سے پریشان ہین پریشان تمہارے

ندرت تخلص مرزا اعل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تہے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو یار نہ ہو | کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین | ہمارے سو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجکو بڑی ندامت ہے | کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال | مر چکے سیماب تب کشتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکہنوی

جلد وہ آنکہین کہین اوس رشک قمر کو دیکہین | کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا احمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی قبر دن سے وہان کرتے ہو تم | بکرتا ہے بیان شور نمکزار تمہارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پہنسے دیکھے جو بشر تاف | دریا شکم ہمان سے دریا کا بہنور ناف
یوسف تمہارے سامنے بازار مین جو آئے | دیکھے کبہی نہ اوسکو خریدار آنکہ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ونکے انکی پہلے دلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تہی انکا مولد ومسکن لکہنو ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار | پہر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کیجئے غرض صبر کا مقدور نہین ہے | اک زخم نہین دل یہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندۂ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے | کیا ظلم کہ اسوقت بہی نہ نقاب اٹہا کے آئے
اک قامت رعنا کا تصور تہا بہے ہیچ | ہنگامۂ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ داغ جگر ہے صحرا وحشت ہے | شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن الفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پہینک دیا ہاتہ کا اولجہا دگیا | ایک قصہ تہا گریبان کو سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹہاؤن سر پہ اگر ہو وے غم خدائی کا | مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجہہ پر جو وہ خورشید سیما ہوگیا | آج روشن میری قسمت کا ستارا ہوگیا

نساخ تخلص راقم الحروف شیخ محمد عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آینہ رویان کا
کیا ہے نفس امارہ نے گمرہ دل کو امیر زنا کا
کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن اشکین
سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
کیف مے سے چشم مست یار مین ڈورے جو ہین
اون بکھلی بیٹھنون سے ہوگیا سینہ نگار
جنبش ابرو سے اوسکے ٹوٹتا ہی مرغ دل
موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تلخی سے
ٹکڑے پھر جوشش جنون مین اپنا دامان ہوگیا
سر سجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
سونے کی سول کہتی ہے زنجیر آہنی
حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کو
اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دہیان
کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
کون ماہیت کو سے ثبت پر فن سمجھا
غنچے ہنستے مین نکلتے ہین صدائے رنگین
صید لاغر کو نہین تیر سرمہ کا خیال

کمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنی گریبان کا
نہین ملتا ہے مثل ذات حق نشان تنگ دہان کا
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام اوہ گیر کا
کیا اثر ہے ڈال کے پہلون مین کس تیر کا
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا
تیرا ہی نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا
پور دن پر مہندی کا چھلا خاتم زر ہوگیا
ہتکڑی ہاتھون مین پہر تار گریبان ہوگیا
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہوگیا
آیا ہے اسے پری جو یہ موسم بہار کا
لیتا ہے وہ لوک شوخ سے کام زبان کا
ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا
شک ہی آنکھون کو ڈورون سے تیغ تیز کا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا
تیری سنان پہ کھٹکا ہے مجھے شنانی کا
چشمۂ زمزم پہ گویا کالا ہے ماہ کا

اوڑتے اوڑتے جو خبر ن کے مری نالون کی
تاہ جا پڑا اگاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آنا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی ۞
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکرِ حق مین ہے امین ہی چرخ گردان سے
تنہ دہونے مین کرے جو وہ سوا ک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دلِ داغدار پر
کس بت حسین کا کہلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک نفس سختی کا کام
پابوس کو لبے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتی ہین وزر
شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پرزہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملا یا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہی ... کا شک
اوڑائے اور چمن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق کے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت بخود بخود داد کو فروغ

وان گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز سا
اک روش کٹنا بہت دشوار ہوا اوقات کا
ضبطِ نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بجوف دانۂ تسبیح
عالم کو کہ ہولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
شکل نافہ ہو گیا ہے شک کا بازار ہند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندانِ گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جہنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جہنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین یہ شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکہا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نہین کئی جو لکہے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکہون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہو ان سے
بزم عالم مین نہ ہو وسے گوش زد تقریر شمع
سر کٹے پروانہ کی کرتا نہین شیون چراغ
مہر سا کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ اوڑائی انکھا دسے جو کہ ہو وہی سر کٹ
ہے منہ پہ تیرے مبتلا جو اوڑی یہ تیری ہی قضا
تیری روئے صاف سے ہو سیری رنگ زرد کے
نہ آتے تم تو کب کی امیر جان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوئے سوئے دیار آتی ہین غم
نہین ہے تنگی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران مین ہو کر مر گئے غمہای دل
جسم عشق مین ترے نسلخ کہل گیا
دل کو تمہ غیر خموشی بتان یاد نہین
دلبر چلا کسیکا کوئی چال پر پسا
کالی سبجہ جو دسے تم چلے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
امید وصل ہم ہجر مین یون ہین گزرتے ہین
بہرتے جواب صاف سے ہین کاسۂ سوال
ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین یار شیرین
دربدر اپنی نگہ پہرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ ہیں اسے نساخ
چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتہونکی اے دلبر تمک
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون سیر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہرو صبح و مسا ایک اسطرف ہے ایک اسطرف
چاندنی چاندی کا ہے زردہ سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان تک
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر ہم سنگ
حیف دل افسوس دل اے سرتا دل اے دل
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین
اوس بت کی دشمنی ہی محبت سے کم نہین
سنگ پیکان ہے کم مری چشمان نم نہین
محبت گنج زیست ہے اپنی نسبت جتنے مین نا مرد ہین
اس ہند کی بخیل بہی حاتم سے کم نہین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
بیٹھ رہتا کبہی سائل کے مقدر مین نہین
چابنی دانتون سے لب کے چیز کہیل نہین
مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ
مہندی ملنے سے لال ہون جب مد لگا کر ہاتھ
جام ہے شیشہ صراحی خم صہبا ہے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے پیر معشوق کو
ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کو پینے سے
جدا معشوق سے عاشق کو کر دے
لاکہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
شمع دل تنک غرور ناز معشوقانہ ہے
خاک پاتے مری مرقد کا نشان ہے صبر و شکیب
سرخ ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
کعبہ سجدا اگر ہو ترا سنگ در اے بت
مین پہ خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے
اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج

جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے
پہر اک میکش ہے دور مین اے ساقی ظالم کہاں
مگر دور فلک شور اذان ہے
آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے
رخ پہ خط سبز غزل حسن کا پروانہ ہے
بعد مردن جو تری چاہ چہپائی ہوتی
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی
بہولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے
دختر رز کو دور ساغر جنبش گہوارہ ہے
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

سوئے جو محو دفا کوئی بدگمان نہ ہوا
خال فتنہ ہے جو فتنہ … ہان نہ ہوا
یہ اشتباہ … اوسکی … ہونا … ئی پر
مگر ہے حال دل زار وصل کا مضمون
منہ پہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
دیکہتا ہون نظر پاس سے تو کہتے ہین
غبار خاکساران اوڑ کے سوئے چرخ جاتا ہے
پردہ سے پردہ نشین جو تجہے پردہ نہ ہوا
اے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام

ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا
کروہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا
کہ پیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا
سر بہی اک بار گران تہا نہ ہوا اسنر ہوا
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا
تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا
پردہ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا
دل بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دیوینگے مسیح — مر گیا جو تیرا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
نشتر الی کی بھلا تاب کہان سے لاتا — یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا
کثرت عشاق نے پردے مین بٹھلایا تجھے — یہ نگاہ ہو لگا ہجوم اے جان جلمن ہوگیا
تاکتا ہے زخم دل اوسکا اداسے دیکھنا — رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا
قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے — زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اوسنے — میری جان کو موت بیچ مرگ دشمن ہوگیا
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا — آفتاب آسمان جوش سودا ہوگیا
وصل مین مجھ دست رنگین سے چھپائین جا تیار — طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہوگیا
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے قور صاف — دیکھکر رنگ زمرد مار اندھا ہوگیا
بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا سیان دوستو — پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہوگیا
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ کیا — شیخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا
جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون نے کیا — پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آکے — ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اے شعلہ رو — دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا
جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا — خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا
بعد مردن بھی اثر اللہ ری سوز عشق کا — فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے — بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا
بخت کا شاکی وہ تہا مین سنکے پیام وصال — شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا
ہوگیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ — دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہوگیا
دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا — آہون مین بھی اثر تہا نالہ بھی تب رسا تہا
کیسے ہیں الطاف ستم آمیز جورون سے — وہ عاشق ہون کہ جینا مجکو مرنے سے سوا آیا
ستم ڈھانے کو میرے پاس بیٹھا بانہ آڑی زین — کمند گردن خوبان سے ہر نقش قدم میرا
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی — جذب دل کا زور ہم دکھلائین گیا

اک غم دلکو لگا واہ رے نصیب
تماشا تھا دم مرنے اگر وہ ضد یہ آجاتے
آسمان خاک مین ملا نے ہمکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آیا
ہو وے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
مرتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال یہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑہ کے بیقراری رات
ہونے دو ایسا نہ ہو جو نکین تم ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق کو وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد یہان سے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
سیر مرنیکا یہ غم ہے کہ مجا ور ہیں جنکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہو آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جا ہے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا قوا اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ماجرا ہے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا برا
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنۂ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوے در ہے آج
گردش پہ آسمان کے ہے رنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھے رہے مہرو وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لائے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

زبان کو ٹھہرا رکہا ہے لب پہ شوقِ وصفِ دہن
تو اضع سے کیا ہے صیدان شہری غزالون کو
مجھے گمراہی ناسخ سے حیرت پہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو ای پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائیگان ای قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی پہ مگر لایا ہے
خود بخود تم کے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
ساتون پہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بہی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے ناسخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کراماتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی پچہتاتے ہین در کو کہولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہو تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پہر گئی
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
کبہا فلک پہونچے کبہی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
سدا مد نکار سے ہے وصل یہ [illegible] کیا

کر رہا ہے دیکہنے کا رسیما اشتعار
قد خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا گیا ہے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پائے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈہونڈہی کو جای چراغ
اسے حضرت مسیح ہے مشکل دوای عشق
نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایت دل
ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
غضب کو شش غم جیب زنجیر کہڑکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہاتھ ہوئی کچہ عجب ہو تم
کہنے لگے مرو ہی کہین جان بلب ہو تم
پہر کو نسے مرض کی تبادر دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو ترے نارسا ہو تم
کب تک ستا کرین یہ بہلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

مرے لاکھ بار تو نے کہا | خاک اثر تیرے مر کہین مین نہین

وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین | کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین

اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال | خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین

مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا | مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون

کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین | یہ تو نہین عدو کا گھر چھپکے یہان وہ آئین کیون

شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا | ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیرونسے وہ لگائین کیون

برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے | مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین

تمسے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت | آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو

دم تزئین جو اجو شانے کو | زلفین اولجھین مرے پھنسانے کو

آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا | ہین دم سرد جی جلانے کو

جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے | اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو

ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح | ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو

۱ نہ بولو منہ سے مگر آنکھونسے سلام تو لو | تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو

جل بجھا خاک ہوا منگیا برباد ہوا | شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ

خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم | شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ

اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری | کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ

آئینہ کی اوٹ کرلی میری صورت دیکھکر | واے ناکامی بنا شد سکندر آئینہ

بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ | ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ

لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادھر | شور دل ہے نالۂ شبگیر پشت آئینہ

کیا صفائے سینہ ہے جو بی نظر آتی ہر صاف | آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ

ہجر مین خوب وقت پر پہونچے | اے اجل مرحبا جزاک اللہ

بیباکیون سے آئی ہے صاحب حیا مجھے | تم ہی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے

ہر وقت وہ سے عشق کی ہٹ خراب سے ہے | اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

مرجاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
نہین ہو۔ بچتے ہو زلف دراز ہی اوسکو
برسون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین جب ہون
تدبیر اپنی جان کی اے قدر کیا کرین
کبھی طور پر بچاؤن اسلی کہون نہ ہر
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑھتے ہین ہر دم درود
میرے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دھوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
پھڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین یہ دہ در پردہ راز
یہ ہوا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کش مکش مین جو پھنسا زلفون کو سلجھاتے ہے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا

بس چلا نکا زبان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آئی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان جو کسی تاب لن ترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
نقش پائے یار کیا مہر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دھوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دھوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونگی جوانی ہے
برنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدا یا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بٹھاتے ہین مجھے
دل صد چاک اولجھتا ہے ترے شانے سے
گرہ ہے یا شرمندہ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا سرو ہی دل باد سحری سے
دیوانہ ہون ودن جو شبیہ اک وہ ہو گئے نامہ پری سے
گاہے جلایا گاہے مارا خوش نگہی سے بدنظری سے
شانے نے سلجھائین وہ زلفین اولجھائین آشفتہ سری سے
خاک خبر لے میری وہ غافل بیخبری ہے بیخبری سے
گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے خضر بہتر ہی عمر جاودان سے
مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا نساخ مجھکو رات ناصح کے گھر لے
تم دشمنون بزم مین سے جو پردا نہین کرتے اچھا نہین کرتے یہ اچھا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ لگا لو اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
گر کہیے کچھ بولے کیون وصل مین چپ ہین کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
رشک اونکو بھی ہی جو باغ مین دیتی ہین یہ حکم مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع بولے وہ ہاے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی
ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت چھین سکتا ہے مرے دل کو بہلا کیا کوئی
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد منشی محمود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اگلی آنکھ نہین
بل ہر اک شخص سے جو کرتی ہے
تجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھ
کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم سرد جو بھرتی ہو نسیم
یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کوئل عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہو
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل
اپنی آنکھون کو ذرا اوبت پر فن سمجھا
تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف
گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھ اوسکو تو سارہی تیا کسو
اک ہم ہی اے نسیم اوڑا لے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت سے ہے جو پھیلائے تشبیر پیش بشر ہاتھ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو
یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا
ہے حبب سے جیا ہم سے دل آرام ہمارا
درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

سبی مالیدہ وندان یار کے یکسر چمکتے ہین ۔ تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھہ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح ۔ تو آکے دیکھیے یہان میرے جسم زار مین روح
نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان ۔ ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا ۔ قُل نالۂ زنجیر مین ہے صل علٰے کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر ۔ میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا
اونکے دہن ہست تھی مجھ خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا ۔ وہان دہن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا
حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا ۔ اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر ۔ کاش اسے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہوجائینگے لب بند ۔ دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر ۔ ہاے منہ دیکھیگا اگر وہ مسلمان میرا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو ۔ کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین ۔ کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے ۔ کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا
نہ کہو دیجیے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا ۔ رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا
افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک ۔ آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اسنے کی ۔ مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا ۔ مجھکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ عقدہ نکل آیا ۔ ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی ۔ پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

وائے قسمت کہہ رہے ہین وہ رہی سحر دیکھیے
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے کیا

ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

دشمنی کی مجھ سے میری ازدیاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پیدا ہو گیا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکایتین
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درشت

کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کی طرح

کسقدر خاطر شدیدہ ہے دشوار پسند
جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند

ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ارادہ ہے ایک مشت خاک پر

بوسے گر چھینے لیے ہین تو دیے بھی تم کو
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دیکھو او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نادان درد کے دل کے ہم

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

موت کا ہے کو قیامت تک بھی آئیگی ہمین
سخت جانی حضرت عیسے بنا گئی ہمین

شوق شراب وخواہش جام وسبو نہین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین

بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کرتے ہین قسمت آزمائی

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے
مانگین کچھ اور بھی خدا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دو جی بھر کے

ہتا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون
گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کرو گے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو — کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سحر ہو دشوار خواب کب تک بہت پڑ رہنے کی عادت — نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاو بستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی — خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

یہان تک تھی حریص نالہ بلبل — نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے — جا نہیو خاکسار ہے اپنا

ہو گئے خاک ہم ولے ظالم — دل مین تیرے غبار ہے ابتک

کوئی نبھتی ہے اسطرح کر سدا — اک نہ اک بات یہ لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت — نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ قصبہ سے بدل تھے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے — آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص ایسری سنگھ کایتھ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپا ہی مارا چشم کا اور کوئی قامت کا — ترے کوچے مین جو گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک وسنہ سے کمان ہو نشاط — ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین جاتا

نتھ کے حلقے کا دیکھکر عالم — ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی — دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے — پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

لے چلو ہم نہ پہرے پاس وفا سو اپنے — جو کہا تم نے سو تم پا خدا سے اپنے

نشاط تخلص لاله اجودهیا پرشاد فرخ آبادی خلف لاله ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم و درد و بلا	اور کیا عشق سے ہاتھ اے دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشدآباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی ہے کسکی جو تری برسکال مین	بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لاله گوبند راے کایتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا	تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر	ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن ہو لگی چھیڑ یونسے کرے ہے اہتمام	عالم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا	منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی	پڑھکو افسون جو کھلانے کو مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو منت دیدۂ تر بیچنا	یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا
فلک پہ دیکھ مری دود آہ کا ٹکڑا	گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا	بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
لکھا گیا ہے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی	اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

ہو جو یہ دل زلف گرہ گیر مین اولجھا
دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا

تیر خاکی ہے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھ
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا

قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
چھڑی سے سر زمین بیٹھا فقیر ہوا

کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا

ناخون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکھورا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہے کنکھورا

باز آکہین اب سنگ ضعفی سے نفس شوم
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا

شب دیکھ کہکشان کو جی مین خیال آیا
کیا کاسہ فلک مین افسوس بال آیا

جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی سے ہے
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا

ہے ذوق ساقیا بطے کے نکھار کا
پھندا بنا ذقن کیونکہ نہ بارش کے تار کا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا

یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
گلستان ہے بہشت سبز فلک پر تارہائی کا

آہ گنجینہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدہ کھولا

یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین بھٹکے
جون قافلۂ ریگ رواں اوٹھ نہین سکتا

نکلی تھی وہ تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

ہے عجب جھومر کا عالم اپنی رشک حور کا
سر مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا

چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
جیسے توبت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

نہ بہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھ نالی نے کی
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤنسے
دل تجھسے برنگ پان و حنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ وفا
مین آہ رہا بی دست و پا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کو کیا منہ تھا کہ پنجا کرتا

غزل

افسردہ ترے سے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی
شگفتہ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا

رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
شگفتہ اوس بت کی جبین ہیرون الف یار و نہین

حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
کو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین

پاے بوسی پر نجا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج

سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند

چشم خون افشان عاشق تفرقہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا

اوس شعلہ خو کی بزم مین ست کہین جا بیچ
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پر

او شمہ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہی نصیر
چورائی چادر مہتاب شب سکیش نے بجوبیر

نہ سمجھو دانہ تسبیح مین گوہلی یہ زنجیری
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا

کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ
دم خبر انے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہی تیز

معجز نما ہے یار کا شمشیر اے فلک
او دی وسمی کی نہین ہے یہ رنائے سبز

خیال زلف بتان مین نصیر پیٹا کر
ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا

یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اکا نہ ہو دیدار نصیب

دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
کار ہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت

رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو انگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیجا سر سمیت

بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بہاگی جو آہ سرد پھر اوسکی گلی سے آج

اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گا خدا رنجیدہ
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید

چشم بد دور لگی کیسکی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر

گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر در پیش غافل بکر زاد راہ کر

کٹورا صبح دوڑا نے لگا خورشید گردون پر
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی تسخیر پر

نکل سبوسے خانہ خمار سے بھر
تم مری قتل کو اٹے جو سفر سے تلوار

میری تربت کی سدا لوح ہی سے تلوار
نقشون سے نقل کے ہین زمین پر ہالہ

سہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سبز
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ شبیہ بول کا سر نیچا ہے | ہے سر دار یہ بھی گردن منصور دراز
ہو چکی باغ میں بہار افسوس | آہ اے بلبلو ہزار افسوس
طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش | پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش
دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے | کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش
دریا دلوں کو ہم نے نہ دیکھا کہ جوں گہر | ہوں ہمر آب و دانہ کبھی آشنائے حرص
نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا | ایسا نہ ہو کہ تجھکو جہان میں پھرائے حرص
نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض | رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض
جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل | یوں خط سبز میں ہیں تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر مرقومہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی المتخلص شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کس طرح سے ہے تو سرو بوستان | کھینچے ہے ہنوا تو سرا سر جبین پہ خط
خاک اب پروانہ دلسوز کی مجھ سے چشم | تیری آنکھوں پر تو چربی چھا گئی اک بار شمع
آ ساقیا شتاب تری انتظار میں | پڑھتا ہے بیان دعائے قدح جام اب تلک
سر گشتہ جو ہوں صورت پر کار پر کبھو | باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک
صیاد میں وہ صید ہوں ہے جسکے حال پر | صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک
عاشق سوا ہے کسکو ہوا سے شکست رنگ | دل کی شکستگی ہے بنائے شکست رنگ
کرتے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ | طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ
روشن وہ چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل | اے شمع عکس مہر خوبت ہے داغ دل
بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل | اور صفت میں نسیم تو لوٹی بہار گل
کب دل ہے پھولوں سے ہارا ہمہ تن چشم | نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم
اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہیں قربان | تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم
برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتیں | اب میں ہمہ تن گوش ہوں یا ہمہ تن چشم
فساد خون اسے ہے موتیا بند ادسکو گلشن میں | صبا کر تو ہوا خواہی سے وہ ماں گل و شبنم

ابہی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم
ہو اسے زلف بکسو ہو تو خال رخ دیکہتے ہین
برباد رفتگان محبت کی خاک ہے
سرکشی بیوجہ کچہ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے منہ پہ عیان نہین
دریا مین گہر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹہا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیر گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان ہر وقت نار آنسو کو ترستے ہین
جنگجو ہر کمانہ کر تو تیر رسید ہے ہاتہہ مین
کبہو نہ اوس رخ روشن پہ جا بیان دیکہین
جو وقت بوسے کے وہ آگیا دہان منہ مین
مرے حضور یہ بولی مین تیری چہاتی پر
اوسکے تیر دن کی ہین یون شنخ لہو سی پیکان
دل اپنا کیون نہ ہو بحر جہان مین جون گہر فانع
غنچون پہ اوس پڑگئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
وا شد نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہے عزیز
تو ہم کو دکہاتا ہے سہ تو کو عبث چرخ
اوسنے تو ڈبو یا مجہے اور اسنے جلا یا
سب سے ملا کر ابرو ہم سے نفاق رکہو
آہ مژگان سے نہ کاوش کر دامن طفل سرشک

دیکہنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
کبہو بدلی گہر آتی ہے کبہو تارے چمکتے ہین
اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹہا نہین
مجکو سوجہی ہے کہین اب مار یہ کہا وین نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹہتا دہوان نہین
عکس خط اوسکا آئنیہ کے درمیان نہین
کیونکر اوٹہون جگہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکہہ سپر شمشیر سیدہ برہنہ
کہتائین چاند پہ سو بار چہائیان دیکہین
تو لوز پستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
جو پہنچی ہاتہہ تو بدلا گلی کے بار سے یون
جیسے خشاخون پہ نظر آئین چمن مین مرچین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکہتے ہین
شبنم کی دیکہکر تری آرس سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجہسے پہر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکہہ کا اور دل کا برا ہو
اسس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکہو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اِس آہِ بیتاثیر کو
مت ستا اے زلف اتنا عاشقِ دلگیر کو
آب و دانہ چاہیئے اے سہرِ وجودِ پا شکستہ کو
کیا بوسۂ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج
پامال ہو کے کون سُنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دستِ اشک سے پانی مجھے
کشتیٔ دل غرق ہوجائے نہ کس صورت سے آہ
سو بازارِ محبت یہ نظر آیا سب مجھے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ غم سے ہو دلا اُنکی گردن
دلِ صد چاک عاشق کو بناتا ہے گلِ بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بہی انا الحق بولا
وحشت سے مجھے اتہہ اوٹھانا نہین تیرے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اے غافلو دم اژدہ صفت آئی جاتی ہے
کشتہ ہون تیغِ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشاے رازِ دیدہ و دل استہ کردیا
شمعِ ملول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے تیرے چہرۂ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹھادے حجاب کا پردہ
قبا دیکھی ہے سبکاری کی شب کس ادا سے
یہ عالم اوسکے خطِ سبز نے دکھایا مجھے

جسمین یکان بہی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زادِ سفر اتنا تو ہو
ہے نیش زنی مین مجھے کژدم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچھ ہے تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اکدن کرے گا طفلِ ورزانی مجھے
موجِ طوفان ہے تمہاری چین پیشانی سے مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہوگیا سودا سے مجھے
اے شمع کوئی خاک کفن تجھسے لگا دے
مہتاب جو ہر شب قدحِ شیر پلا دے
جو کھیلے جانبر دہ اوس بُتِ گلفام سے کیا
بعد مُردن بہی نہ حق گوئی منصور سے چھیے
ٹپکتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی دہیج
پال پال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتو کہ نخلِ عمر کو یہ کہاے جاے ہے
چاہیئے بہرِ کفن چادرِ مہتاب سے مجھے
اِس نخلِ سوختہ نے دیا ہے ثمر سے مجھے
ہرگز یہ تجہہ سے چشم نہ تہی چشمِ تر سے مجھے
خط بہی سکے ہے حاشیۂ مختصر سے مجھے
ہم شہرِ بدر راہ کو اے یار کرینگے
پا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاڑنے سیکھا ہے بولی چاند تارونکی
کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کہایا ہے

دل کا کیا دل بلا زلف چلیپا ٹھہرے
تجھ ترے گا نٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

دریدہ وہ آنکھ یار سے لڑتی ہو رات سے
تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بہتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان پدم
سبزۂ خط ست نہین ہے یہ بہار عارض

جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو
ہے غرض اب نہ بڑہاؤ نہ طول کلام زلف

چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین
کونسا دل ہے کہ شکل آئنہ حیران نہین

آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن
حیرت سے شمع سان نہ اوٹھین انجمن کے پاؤن

مردم چشم دلبران ہو سپند
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

بولے بالین پہ چشم مار روشن
پہر گئی دیکھی جو نجان بلب کی آنکھ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے نیر سے
نیرم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا

انہین سے میرے درپے آزار ہو گیا
ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگہ ولد بدہر سنگہ داروغہ توپخانہ راجہ سمتہر شاگرد محمد شاکر ناحق گر مقیم فرخ آباد

یہ کالی کالی گھٹا رات اندہیری یہ سیاہی
کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب سزا ہمارے جلانے کی پائے دل
جنت نہو نصیب جہنم مین جائے دل

یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی ای نصیر
اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہائے ہائے دل

اللہ رے حسن دیکھکر اوس مہ جبین کی لو
بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی مین ہے یہ اژدہام لالہ رخان
ہزار گلشنون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمرالدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولاد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ سے تھے صاحب دیوان فارسی وارد و گزرے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانئے کسوقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام
ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہوجائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین
تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین

کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین
تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین

ہر ایک زخم پہ مرہم لگاتے اوس پر
ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولاد مین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھے وطن اجداد عرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ
جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا وہان جہان گزر ہی نہین
کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین

رات فرقت کی کب کٹیگی خدا
شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گنپت راے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین
ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین
وعدۂ وصل اشارون ہی مین کرجاتے ہین

وہ دبھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی
ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آنکو شش تصور مین جب مین نے اوسکا
لبہاے نزاکت سے اک شور تہا بس بوسکا

تہا ارادہ تیری فریاد کرین حاکم سے
وہ بہی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

تجھے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا
ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا

سبہون کو بہی ہمین خوناب دل پلانا تہا
فلک ہمین یہ سمجھے کیا یہ زہر کہانا تہا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جہٹکا
تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا

عبث محنت ہے کچہ حاصل نہین تیشہ تراشی سے
یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کہٹ کہٹ کا

دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر
کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کہینچکر
ولے مرے صدا یہی نکلی کہ ہای دل

سر چشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ
حضرت خضر کہین سے جا کر شراب لاؤ

زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
چشم کی مین عنایت ہو تو بیمار کرے

پہر جہکی کی جہلک تس پہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان
رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف باسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین
اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل
آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی محمد حسین خان باشندۂ کاکوری ہمیشہ یہی تخلص کرتے ہین بیشتر کا

مین رہتے تھے اندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین ایسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیئے ‏‏— بیہوشی مین ہوش ہے مجہہ بادہ خوار کا
او ڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا — رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پیر رو جو تری یاد مین ہو اپنا وصال — خلد مین بات نہ بہولے سے کرین حور سے ہم
آ نہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل — ہجر جانان سے بیان تک طاقت دل ہے ہم

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کر کے ترے مو کمر کو روتا ہون — وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکہون مین

نعیم تخلص سید امجد علی لکہنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب — ہچکی لگی رہی ہین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف سوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گہستے ہین جبین سنگ در یار سے آخر — اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص تقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کنبوہ باشندہ لکہنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکہون نے تری لڑ رہی ہین کیا کیا آہین — مجہکو دکہلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکہین
کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو — اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکہہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکہنؤ شاگرد باقر اور ہے اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچائے جان ہماری خدا اسے ہے یہ دعا — بڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا ہی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیادہ — حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پہول ہون تربت پہ میری نرگس — کہ نکلے آنکہون سے سے میری انتظار مین ہے

نکہت تخلص مرزا انیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اونکے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑ کے اوسکو مین کبوتر بنگیا
خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دو پارہ مژہ کیا کر دیا
تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا

نہ کٹتا دل گرا اوس زلف سیہ سے تیرہ بختون کا
تو کیون بیٹھے بھٹکتے اوسکے پیچھے بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو ہے بہرہ ہی بو سے
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

دمبدم قاتل کا دم بھرتے رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایک جا
رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھونسے خون ہوکے بہ گیا
مدت سے ایک آفت جان تھی بلاے دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بہی کی ہے یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پرفن کے رہ گئے
بیٹھے صنم کے پاس تو مبہوت بنکے رہ گئے

اللہ ری خوف روز نقاہت کہ طفل اشک
امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام
خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

محمود تخلص شاہزادۂ مرزا احمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
کہ ہائے دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے نالونسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

جبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

محمود تخلص سید مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جاہو جلاؤ جاہو ابھی خاک مین ملا کر
اے جان میرے پاس نہین کچھ سواے دل

محمود تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جہپک جاے چشم مہر منیر — اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی مشق کرتے تھے

جینے پا ہی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد — پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نوا تخلص نور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندۂ بداؤن شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے حرارت نے انکے اواجی رکیکہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کچھ نہ اسے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز — کچھ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا

اوس پائے حنائی پہ رو کر جو رکھون سر کو — کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو

تھکا ہے منزلون کا یا پیام پاس لاتا ہے — الٰہی خیر کچھو نامہ بر کچھ شست آتا ہے

ہے گرفتاری سے میرے ساری عالم کو خوشی — شور نالے سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

بر رنگ نقش پا اوس در کی جب مین نے زمین پکڑی — اوٹھائے گو کسی نے پہر نہ میری تن پکڑی

الٰہی تاک لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے — کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

ہو کہا ور دسرا اس رشک سے مجھہ ناتکیا لو — لگانے کو جو مہندی غیر نے اوسکی جبین پکڑی

رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکھیے کیا ہو — ادھر اندیشۂ دشمن ادھر اونکی نہین پکڑی

اونہین کیا لطف مستی جو نہین ہے نازنینون کے — نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی آنکھہ مین — نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا

مجھے جنت مین کب بہایا خرام ناز حور و تکا — وہان بھی دیکھنا چاہینگے وہی معشوق کی چال کیونکر

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا — مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اونکی محفل مین ۱۸۵۰ اٹھارہ سو

شاگردون نصیری مین کلکتہ مین سنے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد
کہا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا — پاؤن پڑ کے لگی زنجیر زندان کیطرح
بتون جاتے ہین خدا کیہ تبتکی یاد مین — آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا کیطرح
کعبہ یامین بیٹھتے ہین گہہ جاتے ہین محرم تلک — اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہمسے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان
ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گذرے

ایک عالم کو آزما دیکھا — جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا
حال بدکا شریک دنیا مین — نہ برادر نہ آشنا دیکھا
کیف مین کم بہت نوازش سے — عشق خوبان مین جو نشا دیکھا
عشق مین ایک خلل سا تہہ لگا رہتا ہے — اشک سے پلکی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا
زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دہیان لگا — صدائے در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا
یہ بل کرتا ہے تو نوک خنجر کی آبداری پر — تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر
وہ کٹی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین — اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین
یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے — کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر مین
بن ہاتھ لگے دس کی جا سی نہین اٹھتا ہین — لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین
حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے — اتھی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو
کسی تیغ جفا سے جنخ سے امید بسنی کی — جو ہو وے بھی تو ہان شاید وہان ہم خفا ہو
یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے — ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے
ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوس حسن آفرین — اپنی ہمنامی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے
ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے — یون وصل کی بہی کاغذ پیان ہم نہ ہونگے
آغاز عشق ہی مین شکوہ جنون کا ای دل — تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے
خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا — کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بیٹھکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا	سیہ نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا
عاشق سے کیا ضرور ہین یہ فقرا بیان	ہوتی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین
مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون	تقریر حال کر یار سے اب دو بدو کرین
حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیئے	معشوق کیجیے تو پری زاد کیجیئے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندۂ بریلی بسبب منسوب ہونے سالی تھے دختر مشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے لکھنؤ مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا	رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل
بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید	خاک بھی ہون مجھکو ملانے کو اجبا آئے
نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر	تو وہ تھامے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندۂ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا	یا زہر ہلاہل سے کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف دربھنگا ضلع ترہت باشندۂ شہر کیانی شاگرد مولوی اولاد علی کا ہیں راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا	اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا
تھا شوق شہادت مجھے وہ برسر کین تھا	خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا
سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر	ناسور مرے دل کا ضم نافہ چین تھا
تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب	روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم المعروف باشندۂ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو امداد کھتے ہین داس بری گھری پہلو مین	نور کیا یار نے ہر ایک طرح ہر دم ہے بیا
روان ہین اشک [illegible]	جگر لو دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلے ہین

نہ پہونچے ہاتھ انکے وصل میں بھی یار کی نازک کمر تک — اسی حسرت میں مدت ہو گئی افسوس ملتے ہاتھ

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا — اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ — دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے دامان تک — نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدر آباد

خراب ان خانہ خراب آنکھون مین کیونکر ہو نہ پانی — جنکی ہے برسات بھی رہنے مین گھر سوکھے ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

سبجے چین خواب عدم مین نہ تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گرد ون سنبھال — کس طرح امڈا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین — سب نے تو لی اپنی راہ رکھی کیون جان تو
عقل گئے مدرسے سر ائمہ عشق کر میکدے مین آ — جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھیے میری کہ ڈھونڈھ ہوں میں اوسے
جسکے ہاتھوں شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ جگناتھ باشندۂ بھگونت نگر

بھولکر بھی نہیں کرتا وہ کبھی یاد مجھے
کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بچھراؤں ضلع مراد آباد

سرگرم فغاں شب دل ناشاد حزیں تھا
شعلہ مرے آہوں کا جو تھا عرش نشیں تھا

برباد ہو کے یار کے دل میں جگہ ملے
آباد کر گئیں مری بربادیاں مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا رضا علی نوازش

کس حسن سے ہیں اوس بت عیار شکل کے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشاں تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی میں رہنے کے ہنگام میں راقم کو انکی خدمت میں نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہیں علم تواریخ میں بہت دخل رکھتے ہیں اردو زبان میں اشعار انکے شیریں و نمکین ہوتے ہیں

آنکھوں میں دشمنوں کی کھٹکتا ہوں مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گر آشنا نہیں ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کو مری بھی گراں نہیں

پیری و مفلسی میں نہ لو نام مے کا اب
لطف ارتکاب میں ہے نہ اجر اجتناب کا

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمیں
ساقیا لیجیو سنبھال ہمیں

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمیں

کیا ہو سکے تو فرشتہ کا بھی گزر نہ ہو
بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشاں جو آتے آتے ابھی رک گئے ہیں اشک
آنکھوں میں آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک یکسر مرا گریبان ہے
دل کا مظہر مرا گریبان ہے

بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش
لیکے گل قبر پہ رخشاں کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واحد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی ۔۔۔ سب ہے ہر لکیر نور کی تخمہ پر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہہ دیا ۔۔۔ واحد ستم کیا یہ دل بیقرار سے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال ۔۔۔ بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا ادہر وہ بت خود کام ہمارا ۔۔۔ اکس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی استاد عالمگیر ثانی خوشنویسی پر درویش خطاب پایا تہا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر کو جلوہ جہان نمان ہے ۔۔۔ ہر ذرہ مین جو دیکھو اسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا ۔۔۔ نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے ۔۔۔ اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا سمجھے
بنا تو اسے مرے عالم مثال نقش قدم ۔۔۔ تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شہر علی خان ولد نواب مرزا اشکوہ نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

ہو مین لہرا لیئے گلین مار سیہ کے مانند ۔۔۔ آپ نے دہوئے جو در پاسکے کنلو گیسو
سر عاشق پہ کرینگی یہ بلائین نازل ۔۔۔ پاؤن تک آئے ہین بڑھکر جو تمہارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان قصب بلدا مین آسکے ہین نظر — موتیون کے ہار پہ لیتے نہین بالا ورق

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے — صحرا کی طرح چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھوڑا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا — سے چلا ہے او دل جیتا سودا دالی کمان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم مخدوم

واصل اب اوسے کیا مین چشم امید ہو — ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب — عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہالی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی — کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کے دل کو فنا کے ہاتھ — اے آہ پھر گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ

صبح تک وصل یار کی ٹھہرے — ہائے پھر انتظار کی ٹھہرے

عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے — آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے

خوبرو ہو کے باوفا ہووے — مین نہ مانون اگر خدا ہووے

رحم ای زلف ستمگر لطف اے بخت سیاہ — ہو کشاکش کھینچیے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا قوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوختہ جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین — اشک آنکھ سے ہین شاخ آہ سے ہین

ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی — دیوانہ ترا نکلے تو اس رہ سے ہو کے نکلے

واله تخلص مرحمت خان فارسی مین تا فنب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

لگنے جو بندون مین سنے تو کیا کیا رب بجے | تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے | صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

واله تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشد آباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مستقل میری دل بیتاب مین آکر | نہ کبھی تھی کھینچے اب تلک سیماب مین آتش

واله تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل یہ میری در امید جو مسدود ہوا | جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

واله تخلص ایک ہندو باشندہ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واله | مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندہ بندوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار و حال تباہ میرا | بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زینت نقش بر آب | کیا یقین آئے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندہ الہ آباد

شکوے جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے | ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رہا ان کے جگر جیسون مین | پانی پانی ہوا خجلت سے مین چشمون مین
تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو | بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندہ سیرٹھ

محروم ہے عندلیب کو اب عزم تا ل کی | فصل بہار آئی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعرگوئی ترک کی ہے راقم کے احباب سے ہین

شرح اطلس کی ازار آب روان کی ہوگیا | ضعف تن آگ مین ہے ضعف بدن تنہا مین

وحشت تخلص میر ابوالحسن دہلوی نبیرہ تیرانداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تہی تجہے خبر | پہونچا تو اوس گہڑی کہ مرا کام ہوچکا
قاتل اگر کہے کرسکتا ہے چہوڑ دو | خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ دو
کر دیگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکہونسے | لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکہون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکہنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرگر

دیکہکر اوسکو ہوا ہون محو نہ آؤن ہوش مین | ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالای سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکہنؤی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانئے کدہر کو گیا ہو اوس دل | جو پہر کبہی نہ آن پہرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیوے خوشی مین | دیکہیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندۂ میرٹہ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکہنا مرے سر کا | سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندۂ اولدن ضلع میرٹہ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین | از بسکہ مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد خدا بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو بیارے بہار ہے | کہا کہا کے گل بنا لیے ہین گلدستہ جاری تہے

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین	آسمان پہ ہے دماغ اپس آہ بے تاثیر کا
آئینہ حسرت صہبا کی سناتا ہون آپ	ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت	کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
منفعل ضعف جنون سے ہوئی اتنی کہ نہ پوچھ	طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
جو نہ جاتا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا	ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین
اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی	نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین
او دیکھا ہے جو یہ شدت سے قلق کو بالکل	رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین
پھری وحشت مری دن پھر کو جو دیکھا اوسکے	گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا	مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
گرم غمخانہ سے ہے اتنا آہ آتشبار سے	بھاگتی ہے دھوپ میری سایہ دیوار سے
بے تکلف آئے وہ پھر تماشائے فتنہ	کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے
نالہ میرا روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی	اہل عالم اب نہین مرتے بانگ صور سے
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا	سمجھے ہے تیری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن	آینہ طوطی ہوا انکار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا ہے ہتک کے غبار	ایک دن اوسکے در پہ آہی رہا
خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ	ہر دم کے اسے ہین ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد مرزا ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا و امید تسلی شب غم	خیال ہے دل مضطر ترا کدھر آیا
کونسے فتنون مین ہے فتنہ محشر ظالم	سیکڑون فتنے ہین یا مجھے تری فتنہ کمر
نامون کی غلہ دکاوش سمجھا سے کیا حصول	ہوگی ستائی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم وحشت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے مولد انکا رامپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدۂ جلیلۂ افتا پر مامور تھے کچھ روز وہان
حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب
و بنہایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا
راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مر گئے حیف حضرت وحشت — یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ — نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل — علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن — تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا — مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ — مر گئے آہ ایسے فاضل آہ
۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جبدم خبر — شاعر شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تہی تاریخ کی کلک نے مصرع لکہا — وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ
۱۲۷۴ھ

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید النبی — راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا — خسرو اقلیم معانی ہوئے
۱۲۷۴ھ

اشعار

مہتابی یہ جلوہ ہے جو اوس شکل پری کا — عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا — رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کرون دست جنون کو — دامن بھی جو رکھتا ہون تو دم غم جگری کا

بخشک ہین تر آنکھین مین فرقت مین شب کو
بیان زرنگین فلک ہی خشکی و تری کا

لمانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا

عقدہ و نظربازی خوبان جہان سے
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہی نظری کا

آنکھو نسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا

اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا

پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان تنگ
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا

ہو کے موے میان طبع رسا سے پیدا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا

خال اسے نور نظر ہین تری چہرے پہ کہان
پرتو مردم انسان مین صفا سے پیدا

زخم دل پر نمک افشان ہی فراق احباب
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا

چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
روسیاہی مین ہون مین مین ضیا سے پیدا

آب حیوان اپنے حق مین شربت سم ہو گیا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا

بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا

یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا

تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
مجھکو وحشت مین دہان یار عالم ہو گیا

رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا
سر جو شیشے کا جھکا سجدہ شکرانہ ہوا

پرتو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پیمانہ ہوا

مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بیمہری کی
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا

اے پری تنکے جو وہ میری طرح خنجر ہے
کھربا بھی تری آنکھون پہ ہر دیوانہ ہوا

پانون مین سلسلۂ زلف پریشان اولجھا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا

صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا

ہو کے برباد غبار تن لاغر اپنا
راکب دوش صبا صورت آوارہ رہا

آب یاقوت کی مانی اسے کہیے کہ سدا
آشنائے لب جانان سخن ناز رہا

خلوت عشق سے روشن دل مشتاق رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے یہان سلسلۂ آزادی
سودی جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کا ہی مجھے معلوم نہین
رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑی
خون تھوکتا ہون الفت ابروے یار مین
گیسو مین مشک آنکھین بیچاری قمرہ مین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھ کے سکر وتہ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کمان بالا سر
تھا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تھی مین بر جبین تعوید لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بہی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعوید گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر گیسو اونکے آہو ہے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اوس زلف و لب کا نقش ہر بت کا ہوا
غضب دزد حنا کو تم نے ہاتھون پہ باندھا
تل نہین عکس ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
باسا دس بزم مین وہ پاے ہین جو مرغ تیز
کار دل بخیہ و مرہم سے ثواب ور گزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

مین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بہی سبب شورش فراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیر میثاق رہا
لکھ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پھولتے پھلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پھوٹی ہے جوشش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالا سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالا سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالا سر
اونکے بالون مین جو الجھین چڑیان بالا سر
کر جا پڑتا ہے اب دست جنون زخمونکو
بجاے شمع ہووے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روی روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان ہے ایسے عادل کے
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے گزر حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس
مٹی مہندی کی ہو قبر تن محرور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب نرم مین جا دیتے ہین
چہرہ جالی سی جو برقع کی دکھا دیتے ہین
پر تو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح
اوردکھاونی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان مین ہلال
سرو بالا نہین بالا یہ بتانا اچہا
باندھ لیتے ہین جو وہ وزد وخال شوخ تماشا
دو ہی باتین ہین جو تکرار کر غیر کے سبب
کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین سے ہے چراغ عقل پر باد بہار
سینہ سے ہے آملی گا ناوک مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جیسے ہمنشین
تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ
کونسی شب ہے دخال مروہک سرمہ بیان
لطف واشفاق وعنایات وکرم تو انتظر
خط لگا ہونے ہوا رخسار پر وہان پایمال
ہو کے برباد اب ترقی کی ہوا رکھتی ہین ہم
بیان تسلسل شک مین ثابت ہے وہان سرپیچ

ورنہ کیا اوس لب شیرین کو دشنام سے کام
یہ تمکین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ علم سے کام
بال عذر تنگ سے کہین خالی بدن نکین
باغ سبز اپنا بنا کر وہ دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ بجلی کو جلا دیتے ہین
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو رلا دیتے ہین
اشک خونین بھی کس درجہ بڑھا دیتے ہین
غیر سے کیا آپ کرتے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا غناۃ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین
کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت وسیارۂ گردون فدا ہوتا نہین
اندنون وہ مائل جور وجفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو ونما ہوتا نہین
کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا ابطو ثابت مدعا ہوتا نہین

نیر سے کاکل کی ہوا باغ مین اے ترک بچہ
فرد صفا سے جبکا ہر اک نل ہو آئینہ
دربار کب بجے مہ کامل ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہو آئینہ
اوجل جو ایک پل نہین ہوتا ہے اے صنم
تمیز عکس چہرۂ رشک پری جو کی
اے جان جان تحیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صافی کی جھدم دیکھ پائی جھلک
کیون نہو آئینۂ زانو سے آئینہ کو فوق
مین آتا ہے نہین جبنے تکیۂ زانو سے مدد
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنی ہاتھ کی
سنبھالے ہین سہرے نالون نے تمہارے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت غبار سے
ہے خوس گردون مین ہوا در کرنا ہی گلگون کا …
نہین ہے مال بجا لاکال … اوس تن کا ابدل
روان … آنکھون سے لہو خون کر پانی پانی ہو جس …
دکھا کر دو رشتہ … دل کیا ہو بطلان … بلبل
فسہ سو گل او شمع کی شمع مزار عاشق
غرق ہو لے جیتی رہا ہونے مین مستغرق …
چشم قاتل جوہر خنجر ساقی ہے مدام
رکھتے نہین وہ مشک تو ہنگام تکلم
مشتاق ہین جگر سے پردے مین ستم کے
پھیر … طرح یا کسی دیوانہ کی صورت

ہو غنی غنچہ کلاه … چھید ا ہو
تنہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہو آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہو آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہو آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہو آئینہ
جوہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
کلفشان تو اوس مین یہان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
مجرم بوسہ یہ ہو تعزیر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تمہارے
ہاتھ کو داین زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہو انکی … برق رخشان کا سایہ …
لب طلب وان نہ کھولین سائل زکوۃ مال …
سرشک خونین … کہان یہ سرخی حنا …
ہے جو کہ سیرستان کو حاصل کہان یہ نکتہ …
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل کا وطن ہونے مین ہے
گردش مہ … پابستہ ہرن … مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
قبلا کہ مداق باعجب جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
سیندے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ شیشہ خط عالم وحشت مین دکھا کر
طوطے مرے ہاتھونکے اوڑ جاتے ہین کیسے

وحشی تخلص میر نجف علی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
کیا ہوا اُس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو
اُسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتہ لیجس لیٹو کونسل جد ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ جدا اوسکا
بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ
موسی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہے ماہ
یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رکھی کتنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
دو ہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہوگیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین ویران
کسطرف لیگئی وحشت تری دیوانے کو
اڑائی جانے دو بس دور ہی کرو غصہ
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
وے گی کسطرح سے کبھو بوے پیرہن
اونکی گلی مین جا کے صبا اودھر ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالارپور نے جہار ا تو ربع نرسنگہ پور دکھن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ موہان متعلق لکھنؤ اسنے سنہ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانہ شوریدہ سر زلف

جیا نے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ	تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے شرر رگ سنگ
لہو کے نام سے فصاد فاک پتھر سے	بتون کے عشق مین رنگ سنگ سر بسر رگ سنگ
جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے	وحید سنگ جواہر مین دیکھکر رگ سنگ
ناحق اتنا نہ کرو ظلم و ستم بندے پر	اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین
ایسی چلے وہ چال کہ کمین ذبح ہو گیا	گردن پہ میرے چل گئی تلوار جی پاؤن
سر راہ تھا آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین	رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تلکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندۂ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

مارنا اسکے چاہنے والون کو دو	دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر نہ لطف
گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناوے	جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن
شکایت دل نالان کچھ اور کیا تجھے	ہوا ہے دشمن جان وہ دستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنائے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین	اگر تمہین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بلا دیکھین تو	طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو
دل مین کاسے کی کھلانے کا جو بل کھتے ہین	ہاتھہ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو
نہ سہی شعر طرہ فاخیر لڑائی ہے سہی	آج وہ آنکھہ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے	اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندۂ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسو سے پریشان ہون مین	پاسے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیہ شاگرد امام بخش ناسخ

نمونہ سلیقہ

سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

سر مرا کاٹ سکے بجا نیے گا — اسکی پھر جھوٹی قسم کھا نیے گا
وا سے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو — میری اور سکے درمیان غفلت کا پردا ہوگیا
جسم کیسا بیان لباس جسم آدا ہو گیا — جامۂ تن گھسٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا
اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین — زاہد کو خوف چاہیئے روز حساب کا
زاہد حرام سے کو نہ کہنا وگرنہ مین — جنت مین چھین لون گا پیالہ شراب کا
ہوا از بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان — ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا
ہنسکے بولا وہ گل تر ابین گل دیگر شگفت — دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا
خواب مین تجھ سے ہمکنار رہا — عین غفلت مین ہوشیار رہا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا — خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر — بوسہ ان مرغون کا دڑبا کھل گیا
خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا — غمزہ نہ سیکھے سیب زقن بیر ہو گیا
صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا — اسے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
حیف گیا دوستی کے پردے مین — دشمن جان نے کیا حجاب گیا
آج مجھسے بات اگر کرتی نہین — دیکھئے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تھی فرصت — ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت
ہوا کیا دل مین خون آرزو آج — کہ خون آلودہ ہے اسے اشک گلگون آج
فرقت دیدار مین جو رات بھر آنکھ تھی — وصل مین آئے ہوئی آنکھون مین شرمانی ہر مند
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین — تو کیا کہتا ہے کہ دوا ہی دوا کر
چلا ہے اور دل وحشت طلب کیا شاد ہان کی کر — زمین کو بھی جانان کی تیغ دیکھی آسمان ہو کر
اپنی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی — اسکیلے پھر رہی ہو یوسف اکا روان ہو کر

یا غیرون کو قتل وہ نے مو ہم رشک کے
اوٹ سے لگا اڑا یا ہمین سنا مین خوشی
وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب او سکی جبین
رشک کے ہاتھ او سکا جڑا تا شمع گل کر نامرا
لزرا فلک سے کے بار گیا لامکان تلک
وہ پری رو ہو رسے بہتر کہین ہر ای وزیر
او ٹہا او ٹہا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ذرا سے جرم پہ جاتے کنوین فرشتون کے
وزیر آغوش یہان فرقت مین ہی خالی نہین
آنکھین اپنی ہین خونخوار تیری اے مسیح
کو ہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جاکے ٹہرے استخوان پر جب لگائی تو
مرا ولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئینہ
کیجیئے داخل دل بیتاب یار ہی کر عوض
عکس روے آتشین سے صاف کشتہ کر دیا
بیجا تلاش دولت دنیا ہے اے وزیر
چاہیے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
ہے آرزو سے قتل ابھی دم نہ دو مجھے
جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
ایک فقرے سے کو نہین ہوتی ہے جنبش

اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
نہ پوچھو ہنسے کیا ہی منہ کی کہائی ہنر ان ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے ادہو
او تیر آہ بے اجل اب کہان تلک
ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہے مدت سے پہلو مین
کیا ہی بے پہ ہنر یہ بیمار ہین
آج گل دامن دولت ہے ہمارا دامن
پہٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روز ان مور مری نظرون مین اندا
کیون تمہارے قاتل ہا کیجیے تری
سیدہی ہو جائے ابھی قد پشت
روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئینہ
کیجیے اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ
غیر از کفن نجا سکا شاہ و گدا کے ساتھ
موسی کو سید یا ید بیضا جلا کے ہاتھ
چھوٹا ہے نیچہ تو لگا ڈبڑ ہ کے ہاتھ
اے شہ حسن دوا اوڑتی ہے جاہی
شعبہ بھر جاتے مین اللہ ہیرا ہوتا

نگہ دزدیدہ وسوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکہین — نہان جسطرح بد پرہیز یاں بیمار کرتا ہے
بہر دے عوض شراب کو ساغر کو سنگ سے — کاٹی ہی چہنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے
آنکہین کہلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے — فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے
کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تہا — بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے
ایک عالم نے جبہہ سائی کی — اے بتو تم نے بہی خدائی کی
بگئی زاہدون کے پاس کبہی — دختر رز نے پارسائی کی
ہوئی گر صلح بہی تو بہی رہی جنگ — ملا جب دل تو آنکہ اوس سے لڑائی کی
بڑا ہے تفرقہ بنتا ہون سے — وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے
یوسف جو کہا او نہین تو بولے — کیا آپ نے مول لے لیا ہے
مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے — کچہ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
کچہ معجزہ ختم آپ کے لب پہ تو نہین ہے — عیسے سے ہے تو ہوا پیمبر تو نہین ہے
کہتے ہو مجہے خواب مین معراج ہوئی ہے — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا — منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے
باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی — ناحق تو کیا ہے اوسکا فرشتہ پہسل پڑے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا — آئینہ دکہلا دیا دو ہو گئے
آتے وہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے — آئینہ بہی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پردرشش علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ اٹاوہ

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم — حیف ہے خوف خدا تجہکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن [illegible]

کچہ بہی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری — کس بات پہ یہ ہوئی ہے تقریر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان عیش اس شخص کو موسیقی مین اچہا دخل ہے یہ شعر اوس تذکرہ کے لیے دیے تہے

سو سوا لو تازے ہے ایک ایک گام پر — ہم خاک مین ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ابجان تر ہئے
صدمے دکھانہ دشمن ایمان سنے سنے

آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو
لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے

ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوے وزیر
جسنے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا اوسنے
آہ سنے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا

ہوا ہے جبسے تم پر مبتلا دل
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال
گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

واسے قسمت ایک گالی کی ہوئین تحسین جدا
وقت گفتن جب زبان پرا وسکی لانت آگئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان فراق علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا
منہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا

پھیر لینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے
ہوگا یہی نہ آخر مر جا ئینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نکہ زلف پر کی فتن یاد آیا
جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین فیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر صبا

کار مانی کیا تصویر سے
کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص بنی مادھو ابن لالہ مولچند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہگیا
داغ یہ دل مین بڑا اسے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات صدر الصدر دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباشش تخلص کرتے تھے ہر وزن با تمیز

شعر اچھا کہتے ہین انکا نام تاریخی ہے

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا — ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا
غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل — رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا
ہوگا کونین مین اے وصل قنبر و غنی — دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا
غیرون کے حق مین زہر ہوئی غنچۂ لب — اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین
پارہ پارہ ہوا دل سیماب — دیکھا جسوقت بیقرار ہمین
برہمین گر وہ جانی ہو لطف زندگانی ہو — لطف زندگانی ہو برہمین گر وہ جانی ہو
سر سے پا تک ہے کاکل جانان — آج کل رات دن برابر ہے
لعل و الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے — دیکھیے کیا مین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجہ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا اگیا پر ہوا گر دسترس — مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین
وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی بہی — مثل شانہ ہو جو وہ زلف ملیا ہاتھ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندہ لکھنؤ بشتر مرثیہ کہتے تھے

لیا ٹک جو آغوش مین مین تو بولا — ابی چھوڑ کب تک ستاتا رہے گا
ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہو — ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکتے جاتین

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندہ دہلی اکبر والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے ہین پانچ چار دیے — ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار دی ہین
محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپنے — فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپنے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن چھبرامو ضلع فرخ آباد

کھلی جاتے وو لبس وصل سے بولو ہالو — رہے الطاف وہی اگلی ملاقات سے ہمین

وصی تخلص شاہ وصی احمد پھلواری کے پیرزادے ہین انسے پھلواری مین ملاقات ہوئی تھی

میرا خون گرچہ پایمال ہوا	آستانہ تو اونکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول راے برادر کلان راجہ گلاب راے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گذرے

کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان	یا بیجا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکھرا کے کوئی زلف کو اپنی جو اے وفا	پھر آہ کسطرح سے ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ سیم ہے پاس نہ ہے جان و دل	میان ہے فقط ایمان جان نام خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیرے بدن مین	لازم ہے رہے ورد زبان نام خدا کا

وفا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی معلمی کرتے تھے

وہ لب زخم جگر سے ہے عاشق دلگیر کا	جسمین جو انگشت حیرت ہے وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا ادار بخت مرحوم نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان

منہ سے کوئی کچھ کہو تم کسو واسطے خفا ہو	اس اپنے خستہ دل سے اس اپنی بیجان سے
مین نے کہا غور و کر مرتا ہون تم نہ جاؤ	اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کب سے

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل کر خاک مین ملاتے ہو	خاک دوستی کا ہو اب پر گمان اپنا
سینے سے لگے بوسے بہی دے ہمکو وفا ای	یہ طور نہین اوس بت بے پیر مین دو تو

وفا تخلص محمد سلیمان خلف مولوی احمد سلیمان خوشنویس مقیم شاہجہانپور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بہر مین اے صنم	حق نے زبان دی ہے ترا نام لیجیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان وداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی مثال یہی نظر سے گذری

توپ سا دشکر داغ اور علم تیر آہ کا	دہوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا ۔ کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندهٔ الہ آباد

اب تو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی ۔ آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم ۔ پتھرون سے سر کو ٹکراتے ہین ہم
بے لباسی ہو گئی اپنا لباس ۔ جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم گوکل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون ۔ کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر درک

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی ۔ قفس مین اب تو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ صاحب صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے تیرے قتل کیا اک جہان ۔ یار مرے مت کہین پھر سے نظر دیکھنا
بیکسی پہ مری کبھی کوئی ۔ تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا نہ تیغ سے اوسکی کمر ہنوز ۔ ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین سر ہنوز
کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے ۔ اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے ۔ لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دہلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضائے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعرائے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ پا بساکو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گریہ خاکسار وے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان وصل وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترانہ مشرقی حسن انوری جلوہ جامی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصائے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کرکے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگا کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجر باشندہ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہو وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جاے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جاے گا

غم بیستون نہین ہے کہ آگے سے ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریاب خان

برنج صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ سمجھے	نازیبا آپ کی اے مہربان بالا سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم	کیا کیا میسر آئے ہین آشنائے دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین	دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل
واہ یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا	جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو ہین
چار یار پیمبر کو ربع مسکون مین	ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین
محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو	کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پا
ثابت ہوا یہ ہمکو وہ عشق سے ولے	پانینگے حشر تک نہ ہمارے فراغ پا

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ خادم سرکار [illegible]

کو فکر تیرے دل کے تئین سو لگی رہی	پر وہم ہے یہ شرط وہی پر لگی رہی
جا کے اوس سے آشنا اس کوئی	ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آگئے پہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا	ایسے جو ملتے ہے احسان رہے گا
سیت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان تھے	دل جس جگہ کہ اٹک گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہجہان پور
مقیم فرخ آباد صاحب فرائض الغنی و رموز القرآن

دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر	موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے
۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

اندیشہ کچھ نہ کر مرے فریاد و آہ کا	فریاد رس ہے کون تری داد خواہ کا
کیا ہے کسکی سبحہ یاد زلف نے بیمار	کرو پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا
چمن مین ہادی نازک فراج جب آیا	لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

نکہت آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل — صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے — ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا

خندان خندان جدھر پھرا وہ — گریان گریان اودھر گئے ہم

حیران تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی — پر خدا جانے کہ اوس دل مین اثر ہے کہ نہین

جی مین حسرت نہ رہی زخم کی تیری قربان — قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کوئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان — ہے عین خطا کہیے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد — روشن یہ قصہ ختم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندہ سنبھل

زاغ ہین پیری مین بھی ہادی گر تن پر بیٹھا — آشیانہ کم ہما ہے بیل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حرمان تخلص نائب و دوستدار نواب محمد حسین خان رئیس کاہی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل — شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چھپے کسطرح کہ ان روز و ن — ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

لڑی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار — بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

واشد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے — کھلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب — دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامہ بر آرزو پہونچا — اودھر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبھو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سی سنبل کے — مشام آرزو مین تو کسی کاکل کی بو پہونچا

کچھ پیکر وجود مین شاید رشتہ ہوا ہے — تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے

غیرت یہ چاہتی ہے کہ ہم آئینہ کو توڑین — پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا / مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تشنگی مے کشون کی کیا فلک سر پر اوٹھا لایا / کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین / سر لوح محبت در بسم اللہ لکھتے ہین
سمجھے جو ہمکو دام سر کاکل پیچان ہم کو / خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا ہکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پا جانان پر جو ہم / ماہی بے آب ہو مچھلی کا چھلا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس عیسی کی ہین معجز نما / ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین
ہیرا کرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر آنکھون مین / زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن وکسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسدم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا / کچھ دل کو مین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر / کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے / کیا جانیے کہ کسنے فراموش کسکو کیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا / بس میری جان دو ہی پیالون مین چھک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا / اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ کا / سیان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب / یا رب کیا آج ہو گئی صبح

سینے کی جبری کہلتی ہے اسے میری جان نہد
آئینہ ساز کر گئے اپنی وہ کان بند

وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی
وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے

طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی
سن حال مرا پیٹ گئی چہاتی بہی قلم کی

صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹہا تا خاک کو میری
مبادا گرد اوسکی چہرہ گلفام پر بیٹہے

شب ہجران مین ترے صبح کی ہوتی ہوتی
استخوان شمع صفت بہ گئی زرد و تر دہتے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ تخلص

ذبلے ہے پڑے تے ہین باہر ہمارے مو طفل سرنگ
رکہون مین کب تلک انکو سنبہال انکہون تین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبد اللہ باشندہ شاہجہانپور مقیم لکہنؤ

دہمکاتے ہین کس بات پہ او ماہ لقا آپ
کیا جرم ہوا مجہسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعہ زعفران کا خواص رکہتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے نرالا سب سے
انداز ہے اک نیا نکالا سب سے

سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ
اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکہو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرہ راجہ جگل کشور باد فروش

پردہ ظلمات دل پرسے رہین سب وہم کو
شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر ٹپکتا ہے
ہوا سنبل کو کیا سودا تری زلف پریشان کا

رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جاوے
برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

ہوئے یون حور و پری دیکہ کے حسن مہرو
کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا

مری طرح سے جو تو بیٹہ جاتی ہے اے گرد
ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندہ لکہنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مردف و سراپا ہین

مجھسے الگ جو دہن یہ ہوتا تو عجب تھا — پہلو میں میری قبر کے بنا مزار دل
دیکھیں جنکو تو بنیں چشمۂ خورشید آنکھیں — صورت خط شعاعی ہوں منور پلکیں
جلتے ہیں غضب وصل میں مجھپر ہوا ہی پری — کیا آگئی ہے پاؤں کی رفتار ہاتھ میں
یہ ہاتھا پائی تھی کہیں دیکھی سنی نہیں — پاؤں کے ساتھ آپ کر ملتی ہیں کہنیاں
بڑھ بڑھ کے کیا ہی وار لگائے ہیں جی میں ہے — ہاتھونکے بدلے چوم لوں اوس تیغزن کے پاؤں

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر شعرا اچھا کہتے ہیں سنہ بارہ سو اسی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے راقم کے احباب میں ہیں

جب مرے اوس لب کی لو لوں جن خط آئی ہوں — اے ہما اس لعل کا کا نگہبان ہو گیا
وا کرا ان ہونٹوں نے غنچۂ دہن خاک کے تلے — پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے
عاشق جو ہو زیر زمیں ہے نہ معشوق کو زمین — گل خاک کے تلے ہے دہن خاک کے تلے
دامن کو جھٹک کر کبھی جو نہیں گئے — کیسے پڑے ہیں سیکڑوں دہن خاک کے تلے

ہمت تخلص آخوند ہمت رامپوری

عجب گردش میں زندگی اندنوں اوقات کٹتی ہے — غنیمت ہر کوئی ساعت جو تیری ساتھ کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رحمت علی مرحوم باشندہ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

پڑی ہے جو تو ناشستہ شہیدان — ذرا کوچہ زمین کربلا سے ہے
بلائیں لیتی ہے زلف دوتا کی — ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی
اوٹھاؤں گا نہ سر قدموں سے تیرے — قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی
خبر لیتی نہیں ہے ہجر میں بھی — قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندہ بیانی شاگرد مقصود عالم مقصود

میں مروں صدمۂ فرقت سے یہی ہے منظور — پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہیں

ہمدم تخلص نواب عبد اللہ خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس [illegible]

در گذر نا کر چکوں کیا ہے سب مجھے یاد نہیں — اسلیئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہیں

کسکو حال دل غمگین مین سناؤن اپنا — قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشدآباد ولد میر محمد حیات حضرت تخلص شاگرد خواجہ قدرت اللہ قدرت

انکی اس راستی کا ہون عاشق — ایسے جھوٹی کا اعتبار کیا
کھلتا ہے جی اوسکے نالے یہ یارو — کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیزالدین اورنگ آبادی

گر ادھر کو تو آگذارہ ہوا — تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ — گریہ رنگ اپنے تو اثر کو دیکھ

ہنر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب مونس باشندہ لکھنو

اب تک رہائی دیکھیے زلفون سے ہو دل — کیا پھنس گیا ہے دام مین بیٹھے بٹھائے دل
الفت نہ کچھ وفا نہ تسلی نہ دلبری — نادان ہے وہ جو آپ سے صاحب لگائے دل

ہنر تخلص مرزا مظفر علی ولد مرزا امام علی باشندہ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا ایسے کلکتہ کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا — زیر سر تکیہ نہین بستہ نیا گھر دوسرا
ہوئی پیری گئی تاب و توان آہستہ آہستہ — گھٹا گھٹ گھٹ کے کیا زور کمان آہستہ آہستہ
نشان تیرہ بختی ہے نمایان انکے مدفن سے — بنا ہے سایہ کیان قبر ... شمع روشن سے
ملا کر خط نے رونق کھوئی اوسکی روئے روشن سے — تعجب ہے گھٹا حسن ... روغن سے
آتی نہین وہ ہچکیان آتی ہین ... دم مرگ — ... نہین ... یاد کسی کی

جو دیکھے شمع گلشن کے جلوے تو بوسے لے پروانے گرد پھر کے
فقط ہین یہ رات بھر کے جلسے دم سحر ہم ہین اور تو ہے
جیسے شہیدون مین آملا ہون تو شکر یہ خدا کا ہون
یہ خاک مدفون مین جو لوٹتا ہون کسی تیمم کبھی و ... ہے

نہ دیر مین جب صنم کو پایا حرم مین پھر تلاش آیا
بڑا محبت کا ہو خدا یا کہ ٹھوکرین کھائین در بدر کی

ہزار باتین ادھر بنینگے نہ کانین سب مری کرینگے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنیئے باتین ادھر ادھر کی

ہنر تخلص مرزا نجا ورجنت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کہ اپنے درد نہان کا اثر
پردہ سے بے پردے مین اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچھ اب کی گلا ہین وہ کر گئین جادو
وگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا سلیمان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہے اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین مرغوب ہوتے ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر کرا

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین ساتھ لے نہ گیا کیون نشان یار
ہنسنے سے مین گلال کے بیجان مخجل ہوا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رلایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

درد دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا چھیڑ اختلاط

اگر وہ کچھ مشکل ایسی ہے مہمین راہ عشق طے ہووے
ہوس گر لاکھ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

رنجش کا اونھون نے بھی کیا وقت گنوا
تجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنو تم تیز

کیا کیا نہ رنج ہم پہ تیرے بن گزر گئی
اب جلد آئیے کہ بہت دن گزر گئے

غلطی ہم سے جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کہانی مین کبھی ہوتی تھی

بجو نے ہوس ہو دیکھے ہم جاکے مقابل
تھوڑی سی تو اتائی بھی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
یہ فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت یہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا
ترے در یہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین تم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجھہ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے — سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش خان تنویر

ذبح ہوتے ہین جا نکر عاشق — اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا — وہ رگ رگ مین اپنے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص موتی بہاری لال باشندہ میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب یہ آہ سرد — اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھہ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلا کے تونے قد بالا کو — سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہوشیار ایسا — صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط خفا سنتے ہین — اسے مرے خون کبرپا ہو یہ کیا سنتے ہین

ہیبتا تخلص میر ہیبتا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے
شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجھکو
ہارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاو تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین صاحب سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے
یہ ستم ہی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاو تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندہ بیانی شاگرد مقصود عالم

جب سے گئے میرے حال کے اخبار
تجکو اے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاو تخلص امام خان خلف حامد خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آئینگے تب کو
سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین
یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا بار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندہ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ
پھر کونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس
یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
مغبچون سے یہ راہ و رسم اور پھر
یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دل خون گشتہ
جب کہین بزم مین ہم جام و سبو دیکھتے ہین
کشاکش ہین پردی کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے
حجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی
ہر و شور قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک
عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار	پھر یہ آخر مرا گریبان ہے
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش	رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکھنؤ

جی تلک دے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز	تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
مجھکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین	اتنا نہ نا ز کر صنم بندہ ہی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم	جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
زانو ے یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بھی سر پاؤن
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ربط غیرون سے بڑھا مجھسے وفا چاہتے ہو	دل مین سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا چھٹنے سے کہتے ہین مجھے	ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے	کم ہے ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تھم جا	دیکھہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھا	وان تجھے کھیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکھہ راے ابن راے لچھمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکھو	صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و در پر

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹھارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی وارد و انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے	گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے	پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکہتے تھے

مدعا کیسے تو کیا کیسے کہ ہم کو ہمنفس
بات بہی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کس طرح سے سمجے کی کیجیے تو
آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکہنو انسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے سکہایا بکا دیا
اوس گل کے کان تک نہ گئی نالۂ دل

ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین
بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین

کون ہوتا ہے بری وقت مین اپنا یاور
مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحییٰ تخلص منشی یحییٰ خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکہتے ہو تم چاہ دل سے
ہبلا یا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکہون جو حال
کیون نہ عالم ہو زمین شعر پر بھونچال کا

سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو
گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے یارون مین تھے

ہم تو آتے ہین تمہارے کوچے مین ابہی یار کبہو
پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کبہو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا سے اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پر درد

وبامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آتا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا — ملتی سے ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا
جو کچھ کہ مین ہین تجھکو یقین سے ہے سزا تری — بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا
سر پہ سلطنت سے آستان یار بہتر تھا — ہمین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا
مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سے باز آیا — یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا
شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہین — یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا
اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا — جب حنا کو تری پاؤن سے سروکار نہ تھا
آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین — گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا
کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار ہے مجھکو آج — جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا
شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین — بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین
کعبے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق — اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین
سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے — بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین
یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع — شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین
کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہاران مین — عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہے اب گریبان مین
کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے — ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہووے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر — کرتے تو کیا پر اسکو نہ آئی وفا مجھے
حق مجھے باطل آشنا نہ کرے — مین بتون سے پہرون خدا نہ کرے
جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے خدا — ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون — مری فریاد سے شاید مری فریاد کو پہونچے
پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اسسے ظاہر ہے — کھلے ہین بال لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے
دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے — الٰہی سنہ جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے
اپنے سنیدونکو جلا کر ذبح کرتے ہین یقین — ان بتونکی ضد سے ہو جاوین مسلمان تو سہی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

بانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب … شرمندہ ہو مسیح سُنے گر کلام لب
خط سیہ نہین لب شیرین پہ ہمنشین … طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد امیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ … تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین لکھی ہے کہ یکتا نہ پی شراب … واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے … اسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کو تارے … روشن ہے مہ و مہر سے گرد و نکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے … مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم ہے ہوا گل سے … بھول جانے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئی ہو تم کتو دشمن ہمارے اسقدر … دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے تعقد
کیا جانیئے وصال ترا ہو کسے نصیب … ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے … ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس جنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا … کان کا بالا بتا کر بس وہ بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رنج قمر سے زیادہ میں آب و تاب میں پاؤن
نہ دیکھے چشم فلک نے بھی ایسی خواب میں پاؤن
کانا ہیار دل مین نہ تفسیر ین کر گہر کب
پیٹھ پڑے نصیب یہ اسے کو مکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف
نہین سہے جب ہزار یوسف وہ رشک گل پہلو مین
برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے ہین
نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اسے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کا تھے سے بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین سہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

شراب پینے سے کردیا ہے حیا تنک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے

تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص چنگن جان

ہے میش اوسکے جی کو ابھی غم بہت ہو یہان ۔ شادی وہان رچائی ہے ماتم بہت ہو یہان

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنہ لکھنؤ ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدہر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے ۔ اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ نعش تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین ۔ صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا ۔ نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بتو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگہ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے حزن کا یہ اثر ہوا کہ بتو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہوگیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس پہونچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجکو کہان ہو بت گمراہ چلا ۔ تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجکو ۔ ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ ۔ تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجکو
اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب ۔ نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بتو ۔ موت آجاے کو ہو عمر دوبارا مجکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پہونکا آگ سے ۔ آتش غم ہی جلانا مرگ کی کچہ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنہ لکھنؤ شاگرد تقی میر

بر شوخان حرم گیسو مین گرفتار تو رکھا ۔ اب کسکے ہو گیا تم نے مجھے مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی ۔ ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹھ
رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹھ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممنوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ تخلص یہ اختر بہت روز دنون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین بیشتر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کیلیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا
گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا
نہ پہونچیگی سسرال مین تم کو خانم
نہین مجکو وہ بھر ہے کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو
یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا
ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا
تو پھر سنگ ہے اور شانا تمھارا
گھر سے گانا کے دوگانا مری جان گئی
مین یہ انگارون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جانی ہے دل ترستا ہے
جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی
ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پوچھنے کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے
رگ رگ مین نیش غم ہے کہیئے کہان کہان کے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جمنا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا عبث بہانا تھا
مدعا تمکو بیان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے
کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

جیندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنہ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو	پر کیا کرون کہ تیرا آئینہ درمیان ہوگا

حجاب تخلص بی جان ساکنہ ہا بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

ستے نہ کیونکر بھلا شیشہ سے سدا اوہ ہا	نام خدا اے صنم تیری ادا واہ وا

حور تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکھنو شاگرد محمد رضا طور

جو پہنایا پاؤن مین سونے کا توڑا او پری تم نے	مسلسل پا سے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بری کی جھنجھنے ہیسے بجنے او سکے ساتھ نکلی کیا	ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتی مین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدر آباد

قسمت مین ہماری نہ ہوا ہائے صد افسوس	یک روز لیٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے جو کھٹ آپ کی اور سر ہمارا	قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو بیگم رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر
زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا	تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین	مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص بی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے۔ خوشخو و خوش گلو و خوشخرام ہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے۔ سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے۔ کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا	سبزۂ رخسار سبزہ ہے گر کشمیر کا
دل ہمارا اور دکا بتلا بنا اے برہمن	ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو بنا رقص کا چرچا بسنت مین	ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب غنچۂ بہار جو ہوتا ہے گوش زرد	جوش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین
کیا کسی معشوق کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار	دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو پیدا آئینہ
ورنہ دو غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بجلی	دکھلی کشش کشان کشان دیکھی گلی مین ٹیچلی

ر وسنے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے ۔ جب تُ ملے وہ جا نجان کیون نہو دل کو بکلی

بجسر مین تیرے گلبدن وقف الم ہو جان تن ۔ بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

شہرہ تخلص امراو جان عرف چھین طوائف ساکنہ لکھنو شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنو تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور ۔ آپ بیے آزمائیے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین ۔ اب کہان لیکے جائیے دل کو

زینت تخلص اورنام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ ازراہ وفاداری کے لکھنو کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت ۔ خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر ۔ پر وہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑاے دل ۔ آخر نہ میری جان پہ آئے بلاے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنو شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچھ دہیان ہمارا ۔ مرجانے پہ کیا نکلے کا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شرب ۔ ہاتہ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا ۔ ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت ۔ کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار نباہ

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی ۔ سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی ۔ اکسیر ہی ہمکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمائیے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جاے بیز ۔ پیارے بجاے نگینہ پہلو ہین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ مین جو آئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مردے زندے ہوگئے پازیب کی جھنکار سے — ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے — کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے — مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وامداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا — ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی — جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے — آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے
شیرین ترے کلام کو ایسا نہ پایگا — دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی میرجی کی تھی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکھتے تو — سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد — یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین وسنے پیرہن یوسفی کے بند — یہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبا ہے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیئے کیا ہو — پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیئے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپایا اگر رخ پرنور اپنا — ہے مینے لگا طالب دیدار کیونکر

ظرافت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ادہکے لب مسیا شراب سے بہتر — تشن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون مٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

گیسوے خمدار او سکے رخ پہ بل کہانے لگا ۔۔۔ سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی ۔۔۔ شور و افغان سے ہمارے عرش تہرانے لگا

او جاڑ سے مجہے کس کے آشیانے کو ۔۔۔ یہی چمن مین سے اب جا رہو فغان صیاد
اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے ۔۔۔ لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بہی بس تبرکاً ۔۔۔ ٹکڑے بنا کے سینے گریبان کو تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہونگے اوسدن ۔۔۔ جب تازہ ستم کوئی بہی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یارخان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکہین گے ۔۔۔ ایک گل کیا ہزار دیکہین گے
تم نہ دیکہو گے گو ہمین یکبار ۔۔۔ ہم تمہین لاکہ بار دیکہین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکہنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تمسے بچہڑ جاتے ہین ۔۔۔ صدمے ہوتے ہین قلق ہوتی ہین گہبراتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنۂ کانپور شاہد بازاری سرگرم دلداری تہی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے ۔۔۔ نگاہِ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قیس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکہنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تہین موسقی مین بہی دخل رکہتی تہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچہا کہتی تہین ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تہے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبہی شاد کیا ۔۔۔ بہول کر بیٹہے ہمین پہر نہ کبہی یاد کیا
مرکے بہی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد ۔۔۔ حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چہوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد ۔۔۔ اے گیا فصل بہاری مین نہ بستان چہوٹا
لیگیا قیس یہ بہی فوق ہمارا وحشی ۔۔۔ مرکے بہی دست جنون سے نہ گریبان چہوٹا

دعویٰ تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو
داغ سودا سر پہ ہے پاؤں میں زنجیر کے
گر مقابل ہو تمہاری روئے آتش رنگ کے
سوزش داغ دل بیتاب سے پایا فروغ
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گت
گر آب زندگی کبھی تو برسائے ای فلک
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا
شیدا ہیں چشم پرفن آہو شکار کے
ہوں وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ ای جوش جنوں
تیرے جانبازوں کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ
گل سودا شگفتہ میں یہ نقش کھلا ہی ہے
نہ پوچھو ہمنشیں شب فرقت کی بیتابی
گرے اتنے ستارے کفش پہ تیری مہ تابان

اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا
ہے پر درد تیری الفت میں یہ حال اپنا
بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
پھر عذاب آئے ہیں مرقد میں مار سبز
کشت امید وصل ہنوز ہیں نہ ہار سبز
شیشے ہیں سرخ جام ہے خوشگوار سبز
گلشن میں کب ہے نرگس بیمار سے غرض
لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
نسیم آہ کا جھونکا یہاں باد بہاری ہے
الم ہے درد و حسرت ہے فغاں ہے آہ و زاری ہے
روشن ... کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنو

گر مقابل عارض جانان کے یکدم ای گل
کاکل میں میرے دل کو گرفتار کر چلے

شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائے گل
کالی بلا سے اسے مجھے مار کر چلے

محجوب تخلص محجوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنو متخلص بہ اختر اندنوں
ٹمیا برج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں

او تھا سکے نہ مصیبت فراق یار میں روح
جو آتا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی
ہے آرزو تیرے ہاتھوں سے قتل ہوں میں بھی

نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار میں روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنو

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت
رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر زمان عرف مجو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے نازحسن سے یہ بے نیازیان
بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین

اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین
جب سُن چکے گلے سے اوترتی دوا نہین

ناکسون سے ربط بد وضعون سے صحبت واہ واہ
دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپ کی

شیشے کی لیا کرین نہ سر سے
جانے کی وہان مجال بھی ہے

غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین
ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے

باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی
چہرے سے عیان ملال بھی ہے

ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے
یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

سہے ہجنے جور بتان کیسے کیسے
اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے

ملے خاک مین جور گردون دون سے
مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

ولین سمجھا چشم کا بیمار رہے
جسنے میری ناتوانی دیکھ لی

تیری نظرون مین ہی یکسان نیک و بد
اے مبصر قدردانی دیکھ لی

ہمیں فرقت کر دیا اوس ماہ کو
آسمان کی مہربانی دیکھ لی

جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو
سستے چھوٹے جو ترے ہاتھ سے مرکر چھوٹے

اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر
یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے

مار ڈالا مجھے اسے مشتری اس منت نے
زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے اژدر چھوٹے

غزالہ تخلص ایک دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ. پری وشکلین مہوش سمن بو کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازکبدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف باسلام ہوئین

ہی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام — سینے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
ہ وزاری نہیں سنتے بمدارا تون کو — اوس صنم کو ملک نے بھی مگر رام کیا
ہجر میں دل کو بیقراری ہے — جوشش فریاد آہ وزاری ہے
نکھیں پتھر اسکے ہوگئیں ہیں سفید — کسی مدت کی جو انتظاری ہے

شرف تخلص گنا بیگم بنت علی قلی خان ششش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد میرزا فخر صاحب تذکرہ نے انکا گن تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

سے شہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے — زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
ب خواب میں گر وصل ترا ہو وے تو ہو وے — ظاہر میں تو ملنے کی ہمین آس نہیں ہے

مہتاب تخلص اور نام مہر علی ایک شاہد بازاری کا ہے

یا اوٹھاتا ہے مرا جور وجفا کیا کیا کچھ — آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

تخلص مہتاب شاہد بازاری فرخ آباد

ہر وہ میں لینے لگے آسمان پر — توڑ لیا جو ناچ میں اوسنے اوٹھا کے ہاتھ

آفت تخلص رحجو طوائف ساکنۂ نارنول دہلی میں رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفے خان شیفتہ اور میر شیفتہ وفریفتہ تھے

سکہ تماشہ یار آنکھون میں — ہے نظر بیقرار آنکھون میں
فل گلرخان میں وہ عیار — لیگیا دل ہزار آنکھون میں
شرمہ خاک پا عنایت ہو — آگیا ہے غبار آنکھون میں
ن نزاکت وے کوئی کیا ذکر — دم رخصت تری سنبھال سکے
ضعف بولے بت بیداد گر ایسی — چاہت تری غیر دنکو بھی ہوگی مگر ایسی
خبر بھی دشمن کو جتا نا ہی تھا قاصد — کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

عرفان تخلص و نام نور النسا ساکنۂ فرخ آباد کا ہے

یار اٹھاتا ہے زلف سے کل جسکو گلبدن — باغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھ گیا

الزام ہے اپنے دلدار سے اور میں ہوں | ایام جدائی کی تکرار ہے ہے اور میں ہوں

قطعہ تاریخ ترتیب این تذکرہ سخن شعرا چکیدہ قلم جواہر رقم حاجی حافظ عبد اللہ متخلص بہ آشفتہ شاگرد حافظ الزام احمد ضیغم

طبع موزون حضرت ناسخ | ہست دریای علم و کان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا | رگ ابر گہر فشان سخن
میتراود ز رشحۂ قلمش | شیرۂ جان بکام جان سخن
کرد املا چہ نادرہ تذکرہ | بہر ارباب نکتہ دان سخن
یک بیک حرف نکتہ سنجان را | راست سنجیدہ در بیان سخن
زان بعمر گزیدگان پاک نژاد | ہر یکی فخر خاندان سخن
آمدہ از علو و گوہر مضمون | نامہ اش گنج شایگان سخن
از پی دعوت روح اہل مذاق | داد ترتیب طرفہ خوان سخن
دل بدیدن مجلسش از سر شوق | ہست ناخواندہ میہمان سخن
سال تاریخش از سر فصلی | گفت آشفتہ گلستان سخن

فصلی

ولہ

بإملای ناسخ معتبر رسم | چہرہ روشن سواد آمد این تذکرہ
ز آشفتہ ایدل بتاریخ آن | معانی بگو دیدۂ سرمۂ بصر ۱۲۸۱ ہجری

قطعہ تاریخ نگاشتہ حکیم منور حسین متخلص بہ فیض و حکیم صاحب ذی سلسبیل و عمدة الاعجاز و صاعقہ و جواہر الحکمت و کنایات دری و صحیفة الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندہ امروہہ شاگرد مہدی علی ذکی

صد شکر کہ این کتاب ناسخ | معمور ز نظم دلستان شد
بنوشت حکیم منور سال | این بار کلام شاعران شد
۱۲۸۱ ہجری

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جان سخن	جہاں میں یوں کہتے ہیں سب جن کو رازدان سخن
کیا ہے جمع انھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب	عجیب وضع سے مدون ہے داستان سخن
سعید مجھ کو بھی تاریخ کی جو اس کے فکر	کہا سروش نے آرائش جہان سخن
	۱۲۸۱